حلّ کلیاتِ اردوئے غالبؔ

ابو ادریس حافظ احمد حسن شوکت میرٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حلِ کلیاتِ غالب

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا　　　کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا

لغت۔ نقش : بالفتح مصدر۔ لکھنا۔ پاؤں سے کانٹا نکالنا۔ نہرنے سے ناخون ترشنا
موچنے سے بال اکھاڑنا۔ غلط حرف یا خطا کا چھیل ڈالنا۔ بازی کا داؤ حسبِ مراد آنا مثلاً ایک
ایک خراسانی باجا جسکا نام۔ جمع نقوش۔ فریاد : مرکب مخفف فریاد۔ یاد کے آگے آنا یا دشمن
یا حاکم کو اپنی مصیبت یاد دلانا۔ شوخ : بالضم بواو معروف کپڑے اور بدن کی میل یا
چیکٹ اور بے ادب چنچل۔ دلیر۔ جلد۔ چالاک۔ بیباک۔ تحریر : آزاد کرنا۔ لونڈی یا غلام کا آزاد
کرنا چونکہ لکھنے سے دل کی بات آزاد ہو جاتی ہے۔ اسلئے وضع ثانی میں لکھنے پر تحریر کا اطلاق
ہوا۔ محمد۔ کلام کسنا جو حشو و زوائد سے کلام کو پاک کرنا۔ عکس اتارنا۔ کاٹتے وقت گنگے سے
کنکاری نکالنا۔ موٹے قلم سے باریک خط کھینچنا۔ حکیم اقلیدس کی مشہور کتاب کو بھی تحریر بولتے
ہیں۔ پیرہن : ممکن ہے کہ جداگانہ لفظ مفرد معنی لباس سے لیا گیا ہو اور ممکن ہے کہ
پادر یا پائی راہن سے مرکب ہو۔ کیونکہ لباس سر سے پاؤں تک انسان کی برہنگی کو ڈھانپ
لیتا ہے۔ پیکر : صورت۔ قسم۔ طریقہ۔ ساخت۔ تصویر : صورت کھینچنا۔ پیدا کرنا۔ اپنے
یا پتھر کی مورت گھڑنا وغیرہ بنانا۔ رنگ سے صورت کھینچنا۔ جسکا سایہ نہ پڑ سکے۔

حل۔ یہ شعر جناب باری کی حمد میں ہے۔ نقش یا تصویر سے مراد کوئی خاص نقش یا تصویر
نہیں بلکہ کل مصنوعات مکونات عالم مراد ہیں۔ کیونکہ مصور تو وہ نام کے خدا ہے اور اس کا ایک
نام المصور بھی ہے۔ کلام مجید میں آیا ہے یصورکم فی الارحام کیف یشاء یعنی خدا تعالیٰ ماؤں
کے رحم میں جیسی صورت چاہتا ہے بناتا ہے۔ اور رحم مادر میں ایک قطرہ آب سے جناب باری کا
صورت پیدا کرنا ایسی اعلیٰ درجہ کی صنعت ہے جس پر غور کرنے سے عقل انسانی ششدر و
حیران ہے۔ بچہ جب رحم مادر سے نکلتا ہے تو کاغذ جیسی ایک جھلی میں لپٹا ہوتا ہے اور پیدا ہوتے
ہی روتا ہے یعنی فریاد کرتا ہے۔ تو یہ معنی ہوئے کہ ہر شے یا جب عدم سے وجود میں آتا ہے تو

صانع حقیقی کی صنعتوں کا فریفتہ اور دل دادہ ہوتا ہے۔ اور فریاد کرتا ہے کہ کیونکر اسکی صنعت نے مار ڈالا
یعنی میرا دل چھین لیا شوخی سے مراد دلربائی اور شوخی ہے۔ فریاد سے مراد تسبیح ہے یعنی ہر
مصنوع اور موجود جب صنعت جو دیکھتا ہے تو زبان حال یا مقال سے جناب باری کی تسبیح
کرتا ہے کلام مجید میں ہے یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض یعنی جو شے زمین یا آسمان
میں ہے خدائے تعالےٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ تسبیح کے معنی صانع حقیقی کو عیوب اور نقصانات
سے پاک جاننا ہے یعنی جس صنعت سے اس نے ہمکو پیدا کیا ہے وہ ہر طرح کامل ہے:
اور جمیع نقصانات سے منزہ ہے۔

معنی دوم۔ خود تصویر اپنے مصور کی صناعی پر فریفتہ ہے۔ اور اسکی دلربائی کی فریادی ہے اور
چونکہ حاکم کے اجلاس میں استغاثہ کاغذ پر لکھکر پیش کیا جاتا ہے تو جس کاغذ پر تصویر کھینچی ہوئی
ہے وہی گویا اس کا استغاثہ ہے۔ حضرت غالب مرحوم نے خود ہندی میں کسی کے استفسار پر اس
شعر کی تشریح یوں لکھی ہے کہ ولایت میں مستغیث لوگ کاغذ کا پیرہن پہنکر حاکم کے اجلاس
میں جاتے ہیں۔ مگر یہ تصریح نہیں کی کہ کونسی ولایت میں۔ شاید کہیں ایسا ہوتا ہو مگر
جب خود کاغذ تصویر استغاثہ بن سکتا ہے تو اس تاویل کی چنداں ضرورت نہیں۔

معنی سوم۔ اگر شعر میں نقش سے سرود مراد لیا جائے تو تحریر سے بھی تان یا گٹکری یعنی آواز
اور سروں کی آواز اور تیور اور انداز حرکت مراد لی جائیگی۔ سرود کے ساتھ گٹکری بہت موزوں ہے
زیر و بم یا ہوئے کہ خود سرود گٹکری کی خوبی پر غش ہے جو صورت سرود نے اسمیں پیدا کی ہے اور
جسکو شکل بیجان تصویر کی جسمیں حس و حرکت نہیں۔ وجد کی حالت میں اگر صوفیوں کی طرح اپنا کاغذی
پیرہن چاک کر ڈالتی ہے۔ اور سرود کی آواز اسلیے فریادی ہے کہ وہ حق ازلی و ابدی صوت سرمدی
کا جزو ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ ہر وقت متکلم ہے اور اسکی صفت کلام ازلی اور ابدی ہے کبھی اس سے
جدا نہیں ہوتی اور جو بیچ سے دنیا میں دنیا میں آکر جدا ہوگئی ہے جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

بشنو از نے چوں حکایت میکند — وز جدائیہا شکایت میکند
کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند — از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

بس یہاں بھی یہی نفیر (فریاد) مراد ہے۔

معنی چہارم۔ تصویر صنعت صانع کی اسلیے فریادی ہے کہ اسکو کاغذی فانی اور ناپائدار
لباس پہنایا یعنی صنعت تو کامل ہے مگر مصنوع کا وجود چند روزہ اور فانی ہے۔ پس وہ اس

غم سے ہر وقت تکلیف میں ہے۔

واضح ہو کہ نقش اور تحریر و تصویر سے مراد معنی مصدری نہیں جن کا وجود خارج میں پایا جاتا بلکہ اسم مفعول یعنی کھینچی ہوئی یا لکھی ہوئی شے مراد ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ مصادر بسا اوقات مبالغۃً بولے جاتے ہیں مثلاً فلاں حاکم سراپا انصاف ہے اور فلاں دوست سراپا محبت ہے مطلب یہی ہے تمام انصاف کرنے والا محبت رکھنے والا ہے نہ یہ معنی کہ فلاں حاکم انصاف کرتا ہے اور فلاں دوست محبت کرتا ہے یہ تو بالکل بے معنی ہوا۔

بلاغت۔ پہلا مصرعہ سوال یعنی استفہام تعجبی کی صورت میں ہے مگر جواب مذکور نہیں کیونکہ سوال سے خود جواب نکلتا ہے یہ شاعر کا ایک لطفِ طبع ہے کیونکہ اگر لفظ "کس کی" جو استفہام پر دال ہے دور کر دیا جائے تو صاف معنی یہ ہیں کہ ہر تصویر اپنے صانع پر عاشق ہے اور فن بلاغت کا قاعدہ ہے کہ اس قسم کے استفہام سے سوال کی عظمت و شان جتلانی ہو مقصود صرف سامع کو متوجہ یا آگاہ کرنا ہوتا ہے نہ کہ جواب حاصل کرنا۔ مثلاً کوئی آقا اپنے نوکر کو کسی قصور پر کہے کہ تو نے یہ کیا حرکت کی؟ ظاہر ہے کہ مقصود سوال نہیں بلکہ استفہام سے سامع کا ملزم یا ساکت کرنا مراد ہے۔

اصلاح۔ مصرعہ اولیٰ میں لفظ نقش اور مصرعہ ثانی میں تصویر دونوں ایک ہیں اس صورت میں دعوے اور دلیل یا علت و معلول ایک ہوئے کیونکہ یہ معنی ہوئے کہ نقش فریادی ہے اسلئے کہ نقش فریادی ہے۔ میرے نزدیک اگر پہلا مصرعہ یوں ہوتا "کس کے فریادی بنایا شوخیٔ تحریر کا" تو مصرعہ کا یہ نقص جاتا رہتا یعنی دیکھنا صانع نے جس تصویر کو اپنی شوخیٔ تحریر کا فریادی بنایا۔ کیونکہ دوسرے مصرعہ میں پیکر اور تصویر بھی ایک ہی چیز ہے۔ دونوں میں سے ایک حشو ضرور ہے۔

کاو کاو سخت جانیہائے تنہائی نہ پوچھ　　صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا

لغت۔ کاوکاو = تجسس، تلاش، کھود کرید، فکر، سوچ بچار۔ سخت جانی = جانکنی۔ جانکنی مراد انتہا درجہ کا غم یا تکلیف ہے۔

حل۔ فرہاد کے قصہ کی جانب تلمیح ہے مگر پوری تلمیح نہیں۔ صرف جوئے شیر سے سمجھ لو۔ عاشق کی شبِ فراق شام سے صبح تک نہایت مصیبت کی گزرتی ہے پس غالب کہتا ہے کہ ہجر یار میں میری سخت جانی اس تجسس میں ہے کہ کسی طرح شام کو صبح کروں مگر نہیں ہوتی کیونکہ یہ ایسی ہی مصیبت ہے جیسی کوہکن کو پہاڑ کھود کر جوئے شیر لانے میں ہوئی تھی۔ مستند [illegible] جوئے شیر کا استعارہ

اور جوئے شیر لانے کے لیے کاوکاوِ دست بدرد ہے۔ تنہائی کی جانب سخت کی اضافت ظرفی یا تملیکی ہے یعنی وہ سخت جانی جو تنہائی کے باعث سے یا تنہائی میں گزرتی ہے۔

دیگر معنی یہ ہیں کہ فراق یار میں میری حالت نزع کی ہے ہر چند چاہتا ہوں کہ جان نکلے مگر نہیں نکلتی جب صبح ہوگی تو نجات ملے گی جس طرح فرہاد جوئے شیر لایا تو اسکا کام تمام ہوا۔

جذبۂ بے اختیار شوق دیکھا چاہیے　　سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

لغت- جذب اور جذبہ بالفتح مصدر کھینچنا اور اردو زبان میں اکثر جوش یا غصے کے معنی میں بھی بولتے ہیں مثلاً فلاں شخص کو بڑا جذبہ آیا۔ اور جذبہ بمقابل سالک صوفیہ کرام کی بھی اصطلاح ہے ان کے نزدیک مجذوب وہ عارف ہے جس پر حجاب معرفت چھا جاوے اور عرفان الٰہی میں مستغرق ہو کر تکالیف شرعیہ سے آزاد ہو جاوے جیسے مجنوں۔ اور سالک وہ عارف ہے جس کے ہوش و حواس قائم رہیں اور تکلیفات بالشرع بجا لاوے اور فرائض اسلام ادا کرتا رہے۔ مگر یہاں مراد معنی لغوی ہیں۔ اختیار مصدر حرفی اور پسندیدگی اور ارادے سے کوئی بات قبول کر لینا۔ اختیار کا مادہ خیر ہے۔ اور چونکہ باب افتعال کا خاصہ اتخاذ بھی ہے پس یہ معنی ہوئے کہ بہتر بات کو قبول کر لینا گویا معنی کہ ہر شخص اپنے حق میں وہی بات قبول کرتا ہے جو بہتر و نیک ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ کبھی تو اختیار بمقابلہ اضطرار کے بولا جاتا ہے یعنی وہ غیر ذی روح چیزیں جن کے کام ان کے ارادت سے نہیں ہوتے مثلاً آفتاب یا ماہتاب سے شعاع یا نور کا نکلنا جس کے نکلنے میں وہ مضطر اور مجبور ہیں اور کبھی اختیار بمقابلہ جبر کے بولا جاتا ہے اور جبر و اختیار کے مسئلہ میں تمام فلاسفروں کے دو گروہ ہیں۔ جبر والے یہ کہتے ہیں کہ انسان ہر طرح مجبور ہے اپنے اختیار اور ارادے سے کچھ نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں نماز روزہ وغیرہ تکالیف شرعی اور بہشت و دوزخ نعوذ باللہ باطل ہوتی ہے اور قدریہ والے کہتے ہیں کہ انسان ہی ہر طرح اپنے خیر و شر کا مالک اور اپنے ارادے کا بادشاہ ہے اس پر کوئی جبر نہیں لیکن اس صورت میں انسان مثل ذات خداوندی فاعل اور مختار ٹھہرتا ہے اور تقدیر الٰہی باطل ہوتی ہے پس مذہب اسلام نے اس جھگڑے کا یوں فیصلہ کیا ہے کہ انسان نہ تو بالکل مجبور ہے نہ بالکل مختار بلکہ کچھ جبر ہے اور کچھ اختیار ہے وہ دونوں کے بیچ بیچ ہے۔ اس کی بسیط بحث علم کلام میں ہے۔ شمشیر، شم اور شیر سے مرکب ہے۔ شم بمعنی گرم اور شیر دم ہے چونکہ ان دونوں میں خم ہوتا ہے اسلئے خم کی مناسبت سے تلوار کو شمشیر بولنے لگے کہ خم سے مناسبت زیادہ ہے کیونکہ شیر کے ناخنوں میں بھی خم ہوتا ہے۔ اور اسکا معنی بھی دم: سانس، تلوار کی دھار، طاقت۔ دم خم، فریب، دم دینا، اور دم کے معنی ہیں خون۔

اور جذب بالفتح کھینچنا - لیجانا - اور شی کا دود صہ گھٹ جانا - چیا تیون کا دودھ اور منہہ کا لعاب سوکھنا -

حل (جذبۂ بے اختیار شوق) بہیئت مجموعی ایک مضاف ہے جس کے لئے مضاف الیہ کی ضرورت ہے - اور مضاف الیہ قتل عاشق ہے یا شمشیر یعنی عاشق کو خود قتل ہونے کا یا شمشیر کو عاشق کے قتل کرنے کا جذبہ ہے اگر قتل عاشق مراد لیا جائے تو یہ معنے ہونگے کہ عاشق کے جذب شوق نے شمشیر کو ایسا کھینچا ہے کہ اسکا دم سینہ سے باہر آگیا ہے - اور اگر شوق شمشیر مراد لیا جائے تو یہ معنی ہونگے کہ قتل کرنیکے لئے شمشیر کو اتنا جذبہ یعنی غصہ ہے کہ وہ ہانپ رہی ہے اور دم سینہ مین نہین سماتا حقیقی معنے یہ معلوم ہوتے ہین کہ عاشق نے جو اپنے شوق قتل کے لئے شمشیر کو کھینچا ہے تو اسکا یہ فعل یا حرکت قابل دید ہے جسکے اثر سے شمشیر کا دم لبون پر آگیا ہے - یعنی شمشیر قاتل کو تکلیف رہی -

آگہی دام شنیدن جسقدر چاہے بچھائے ۔ مدعا عنقا ہے اپنے مطلب تقریر کا

لغت عنقا بالفتح مابعض کے نزدیک ایک فرضی نام ہے اسی لئے شعرا اپنے کلام مین معشوقون کے تنگ دہن یا کمر کو عنقا باندھتے ہین - اور بعض کے نزدیک لمبی گردن والی عورت - اور چونکہ عنق گردن کو کہتے ہین پس کیا عجب ہے کہ عنق سے عنقا ہو گیا ہو - اور کہتے بلا و سختی - اور بعض تفاسیر مین لکھا ہے کہ اصحاب الرس کے زمانہ مین عنقا چار پاؤن والا ایک بہت بڑا جانور رہتا جسکا چہرہ آدمی کا سا تھا - جہان کوئی بچہ دیکھتا اٹھا لیجاتا لوگون نے اسکی شکایت اپنے پیغمبر حنظلہ بن صفوان سے کی - تب پیغمبر نے عنقا کے حق مین بد دعا کی - وہ کسی جزیرہ مین پھینکا گیا - اور اب اسکی خوراک ہاتھی اور اژدہا ہے اور ایک بڑی گردن والے ساز کو بھی کہتے ہین اور ایک راگ کا بھی نام ہے مگر کوئی عنقا کہتے ہیں عنقا بالضم غلط ہے تقریر ٹھہرانا یا قرار دینا یسلسلہ گفتگو کرنے پر تقریر کا اطلاق اسلئے ہوا کہ جب کوئی مقرر کسی عنوان پر بحث کرتا ہے تو اول اپنے خیالات مجتمع کرلیتا ہے اور ٹھہرا لیتا ہے کہ فلان طرز سے

اسپر بحث کرونگا - وہ اس عنوان سے خارج نہیں ہوتا - مدعا اسم مفعول
چاہا گیا - مطلب - مقصد - مراد - عالم مخلوق - دنیا - جہان - اور کبھی کسی
شے کی کثرت پر بھی بولا جاتا ہے مثلاً عالم آب - عالم ارواح - اسکا مادہ
علم ہے یعنی وہ شے جس سے کوئی دوسری شے جانی جاسکے - چونکہ مخلوقات
سے خالق کا علم حاصل ہوتا ہے اسلئے اُسکو عالم کہا گیا - آگہی مخفف آگاہی
واقفیت - خبرداری - ادراک - قوت مدرکہ - عقل سمجھ -

حل - چونکہ انسان کو ہر شے کی ادراک سمجھ حواس خمسہ سے حاصل ہوتی ہے
اور وہ چاکھنا - بولنا - سونگھنا - سننا - چھونا ہے اور تقریر کا تعلق قوت سامعہ
یعنی سننے سے ہے - پس غالب کہتا ہے قوت مدرکہ کیا ہی سننے کا
جال بچھائے مگر میرا مدعا اُسکو ہرگز نہ معلوم ہو سکے گا - کیونکہ وہ عنقا
اور عنقا دام میں پھنس نہیں سکتا - اس شعر سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کلام غالب کا
سمجھنا مشکل ہے بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ معنے معدوم ہیں -

بسکہ ہوں غالب اسیری میں بھی آتش زیر پا ٭ موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا

لغت اسیری قیدی ہونا - اسیر قیدی - اسکا مادہ اسر بالفتح ہے جسکے معنے قید
کرنا - اور تمام بالکل - پیدائش - پیدا کرنا - ڈول پانی سے باندھنا - حلقہ بالفتح
زرہ کا حلقہ - اور ہر طرح یا شے جو گول کی گئی ہو - گھوڑے کا داغ - حوض
کی منڈیری - آنکھ کی پتلی کا دائرہ - دروازہ کا حلقہ - اور بفتحتین یعنے حلقہ حالق
کی جمع مونڈنے والا یا حجام - زنجیر مرکب ہے زنگ گیر سے یعنی زنگی
(وحشی) کی پکڑنے والی - خشیہ کرنیوالی - چونکہ گریز پا وحشیوں یا قیدیوں کو
پاؤں میں اسکو ڈالتے ہیں - اسلئے غالباً اس خاص لوہے پر زنجیر کا اطلاق
ہوا - یہ معنے لغت میں نہیں ملتے صرف ہمارا اجتہاد ہے - آتش زیر پا - بیقرار -

حل - چونکہ میں قید میں بھی آتش زیر پا یعنے بھاگنے کیلئے بے قرار ہوں
پس میرے زور وحشت کے مقابلہ میں حلقہ زنجیر ایسا کمزور ہے جیسا موئے
آتش دیدہ یعنی آتش زیر پا ہونے کی وجہ سے زنجیر کا حلقہ جلکر یوں
چُر مُر ہو جاتا ہے جیسے آگ پر بال -

شمار سبحہ مرغوب بت مشکل پسند آیا — تماشائے بیک کف بردن صد دل پسند آیا

لغت سبحہ بالضم دھاگے مین پروئے ہوئے دانے جنکو تسبیح یا مالا کہتے مین اور بالفتح سبحان اللہ کہنا۔ اور سبح بالفتح دریا مین تیرنا۔ معاش مین تصرف کرنا اور امور معاش مین مشغول ہونا۔ کام سے فارغ ہونا۔ آمد و رفت کرنا۔ گھوڑے کا اچھا چلنا گویا پانی پہ تیرتا ہے۔

حل میرے معشوق کو جو شمار صد دانہ تسبیح مرغوب ہے تو یہ کچھ اتقا اور وظیفہ خوانی کی وجہ سے نہین بلکہ اُسنے ایک قسم کا جال پھیلایا ہے اُسکو ایک ہی دانے مین سو دلون کا لیجانا پسند ہوا ہے۔ یعنی اسمین بھی ایک ادا ہے رام رام جپنا پرایا مال اپنا۔

بفیض بیدلی نومیدی جاوید آساں ہے — کشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا

لغت فیض رود نیل ور شہر بصرہ۔ اور خبر کا پھیلنا۔ کسی راز کا ظاہر ہونا۔ کسی شے کی بہتات۔ دریا کا ایسا لبالب جاری ہونا کہ کنارون سے باہر بہ نکلے مرنا بدن سے جان نکلنا۔ اور تیز رو گھوڑا۔ فیوض جمع جاوید۔ ہمیشہ یا ہمیشگی ابدی۔ تابید بروزن تفعیل مصدر عربی سے تحریف کر کے جاوید بنایا گیا ہے تابید کا مادہ ابد ہے۔ کشایش کشودن کا حاصل مصدر۔ عقدہ بالضم گرہ۔ حکومت تصرف۔ بہت سا پانی۔ درخت کی جگہ۔ نخلستان۔ اور عقد بالفتح باندھنا۔ گرہ دینا۔ نکاح۔ بیع۔ سوق شے۔ حساب کرنا کسی چیز کی جانب گردن پھیرنا ضمانت۔ عہد۔ مضبوط پیچدار اونٹ۔ اور عقد بالکسر گلوبند۔ موتیون کی لڑی۔ اور عقد بفتحتین سوت مین گرہ پڑجانا۔ بولتے وقت زبان مین لکنت آجانا۔ اور یمن کے ایک قبیلہ کا نام اور عقد بفتح عین وکسر قاف اچھا ہوا سوت۔ زبان۔ ریتے کا جما ہوا ٹیلہ۔ اور عقد بھی اسی معنے مین آیا ہے چھوٹا اونٹ جو بوجھ اٹھانے کا متحمل اور صابر ہو۔ اور عُقَد عُقدہ بالضم کی جمع یعنی گانٹھین۔ اور عقاید عقیدہ کی جمع ہے یعنی کسی بات کو دل مین مضبوط پکڑنا۔ اور گرہ دینا۔

حل کشایش کو جو میری مشکل کا حل کرنا پسند آیا ہے یعنی خود کشایش چاہتی ہے

کہ میرے عقدۂ مشکل کو حل کرے تو یہ محال ہے کیونکہ بیدل دلپست ہمتی یا کوتاہی
کے فیض سے ابد تک کشائش کا ناامید رہنا بہت آسان ہے۔ یعنی سمجھا ہے
حل نے کہ میرے عقدۂ مشکل کا حل نہونا آسان ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ میری
بدبختی کے اثر سے خود کشائش ہی تا ابد حل مشکل سے ناامید ہوگی۔

ہوائے سیر گل آئینۂ بیمہری قاتل   کہ انداز بخون غلطیدن بسمل پسند آیا

لغت ہوا خواہش۔ ارادہ و کسی مان کا بے فرزند ہونا اور خالی اور ایک عنصر
چار عنصروں میں سے جو کرۂ نار کے نیچے ہے۔ اسلام میں اہل ہوا اہل بدعت کو بھی
کہتے ہیں جو دین میں اپنی خواہش نفسانی سے نئی بات قرآن و حدیث کے خلاف
نکالیں۔ بیمہری بے وفائی۔ غلطیدن لوٹنا۔ تڑپنا۔ بسمل بکسر اول و کسر میم بمعنی
مذبوح یعنی ذبح کردہ شدہ اور کہتے ذبح۔ یہ اصل میں بسملہ سے بنایا گیا ہے۔
جسکے معنی بسم اللہ کہنے کے ہیں۔ چونکہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھتے ہیں اسلئے
لفظ بسمل تراشا گیا۔ پس یہ فارسی کا لفظ نہیں بلکہ عربی سے مسخ کرکے بنایا گیا۔
حل قاتل نے جو سیر گل کا ارادہ کیا ہے تو اسکو گل سے کچھ محبت نہیں بلکہ
یہی ارادہ اُسکی بیمہری کا آئینہ بنگیا ہے یعنی اسی سے بے مہری عیاں ہو
کیونکہ گل کی حالت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے جیسا کوئی بسمل خون میں لوٹتا ہو
پس بسمل کا تماشا قاتل کو پسند آیا ہے اور وہ یہ تماشا دیکھنے جاتا ہے نہ گل کی محبت سے۔

جراحت تحفہ الماس ارمغان داغ جگر ہدیہ   مبارک باد اسد غمخوار جان دردمند آیا

لغت جراحت بالکسر زخمی کرنا اور زخم۔ بالفتح یعنی جَراحت غلط ہے۔ جرح بالفتح
زخمی کرنا۔ عدالت میں مدعی یا مدعا علیہ سے جو سوالات کئے جاتے ہیں انکو
بھی جرح کہتے ہیں۔ مجروح بالضم اسکی جمع ہے اور جراح بالکسر جراحت
کی جمع ہے نہ جرح کی۔ الماس بالفتح ہیرا۔ اور جو ہردار فولاد کی ایک قسم اور
کارد کاٹنے والا شش اور تلوار و خنجر کو بھی کہتے ہیں۔ الماس بہت سخت ہوتا ہے
فولاد سے نہیں ٹوٹتا۔ فولاد میں گھس جاتا ہے۔ شیشہ گر شیشہ اور آئینہ
الماس ہی سے کاٹتے ہیں۔ تحفہ ارمغان۔ ہدیہ تینوں ہم معنی ہیں یعنی کسی
ہمدرد کے کار دوستوں وغیرہم کے لئے بھیجنا۔

کوئی کام سیہ کرنا۔ تاریکی کا رشتہ میں ملنا اور بلکہ یعنی بس جانا اور پوشش۔ ترجمہ
انجم چرخ۔ مشعلہ کا پارہ۔ دوسری حضرات صوفیہ جو وحدت الوجود کے قائل ہیں یعنی دنیا کو
ایک امر اعتباری اور خدائے تعالیٰ کو وجود حقیقی اور واقعی مانتے ہیں جیسے موج حباب
قطرہ دریا گرداب تالاب بہت وغیرہ سب میں ایک ہی پانی ہے۔ مگر جیسے ان کے بہت سے
نام رکھ لیے ہیں پس یہ محض اعتباری اور مجازی ہیں۔ اہل وجود کے مقابلے میں اہل شہود
یعنی صاحب ظاہر ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ تمام ممکنات موجودات کا صانع اور خالق
ہے اور صانع و مصنوع اور خالق و مخلوق ہرگز ایک نہیں ہو سکتے۔ ہر مصنوع اپنے صانع کا
محتاج ہوتا ہے جیسا مکان بالخصوص معمار اور مستری کا محتاج ہے۔ اگر دونوں ایک ہوں گے تو لازم
آئے گا کہ خدائے تعالیٰ بھی محتاج ہے۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی صاحب فتوحات کہتے ہیں
فصوص الحکم نے اس مسئلے کا یوں فیصلہ کیا ہے من قال بالاتحاد فھو من اھل الالحاد ومن
قال بالحلول فھو من اصحاب المعقول بل شد کشف الاسرار الشمس یعنی جس شخص نے یہ کہا کہ
صانع اور مصنوع ایک ہی ہیں وہ ملحد ہوا اور جس نے یہ کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مخلوقات میں حلول
یعنی اُتار کیا ہے جیسے ہنود کا مذہب ہے جو اپنے اوتاروں میں صاحب وجود کا اُترنا مانتے
ہیں یعنی اُن کا مذہب ہے کہ ہمیشہ اوتاری یعنی اصلی ابدی اور ترکیبی حقیقی مرتب ہے
اس وقت تک نہیں پہچانا جاتا جب تک ممکنات میں اترا نہ لے یعنی اپنے عنصر بعنہ سے اصل کے
مرتبہ میں نہ اترے اس سے لفظ اوتار بنا ہے۔ پس اس نے فرد ہوتر خلد بھی کے سیر
میں معاملہ کیا مگر منشا اس کو پہچاننے دنیا اسکا پہچاننا مشکل ہو جائے کیونکہ ناسی اپنی
بے ثباتی کے باعث اور ملکی اپنے تاریک آئینہ کے باعث اس اطلاقی اور حقیقی مرتبہ
کو نہیں پہچان سکتا۔ پس شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ یہی بار ہمیں ہی نقل ہے بلکہ صاحب ظہور
کی مثال یوں ہے جیسے بہت سے آئینوں میں آفتاب کا عکس۔ یعنی دنیا میں لاکھوں پانی
دریا اور چشمے اور تالاب اور سمندر وغیرہ موجود ہیں سب میں آفتاب کا عکس ہے حالانکہ آفتاب
ایک ہے۔ اس سے بہتر مسئلہ وحدۃ الوجود کی کوئی مثال نہیں ہو سکتی۔ اس مثال میں
یہ خوبی ہے کہ ہر ایک پانی میں صاف طور پر آفتاب جلوہ افگن ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ
پانی میں دوسرا آفتاب ہے بلکہ وہی ہے جو آسمان پر ہے۔ پس کثرت میں وحدت اسطرح جلوہ افگن
ہے۔ یہ مسئلہ بہت دقیق اور بحث طلب ہے۔ یہاں زیادہ لکھنے کا موقع نہیں۔

تجز کے نام مستعمل ہے۔ حمار بالضم مستی بانشہ کا بقیہ اور اثر اور بالکسر اوز حنی
اور سوحد بن ربیعہ کا لقب ہے جو اپنی بی بی کی اوزحنی اور گدھا اور انہیں تیز و جیپا کر
جنگ کرتے تھے اور جب کیسے نیزہ مارتے تھے تو وہ کہتا تھا ذوالحمار نے میرے نیزہ مارا۔
رسوم بالضم رسم کی جمع ہے اور رسم بالفتح نشان اور آئین و رواج یا قانون، اور کسی شے
کا زمین میں چھپانا اور خفت بارش کا گھروں کو ویران کرنا اور زمین پر اونٹنیوں کے سم کا
نشان پڑ جانا اور بعضتین رفتار سبک تیز و بالضم اور اقیاد بالفتح قید کی جمع ہے اور قید
بالفتح بند۔ اور ایک گھوڑے کا نام اور وہ تسمہ جس سے پالان کا سر باندھا جائے اور
تلوار کا پرتلہ اور قید الفرس وہ داغ جو اونٹوں کی گردنوں پر لگائیں اور قید الاوابد وہ
گھوڑا جو تیز رفتاری سے وحشی جانوروں ہرن۔ بارہ سنگا۔ نیل گائے وغیرہ کو نکلنے نہ دے۔ اور
قید الاسنان دانتوں کی جڑوں کا گوشت یعنی مسوڑھے اور بالکسر مقدار۔
حل۔ فرہاد نے اپنا سر تیشے سے پھوڑ لیا حالانکہ رسوم و قیود کا سرگشتہ دیوانہ تھا یا
عاشق تھا مگر شیریں کا۔ اگر وہ پکا عاشق ہوتا تو بغیر شیریں کے خود ہی مر جاتا حالانکہ
وہ بغیر تیشے کے نہ مر سکا پس تیشے پر مرا نہ کہ شیریں پر۔

عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا ✿ درد کی دوا پائی درد بے دوا پایا

لغت عشق بالکسر و بالفتح حد سے زیادہ کسی شے کو دوست رکھنا اور معشوق کے عیوب
سے چشم پوشی کرنا اور ایک سوداوی بیماری ہے جو کسی معشوق کے دیکھنے سے دماغ پر
غالب ہو جائے جیسا کہ رونا تمام شعراء روتے چلے آتے ہیں اور بعضتین بہت دوست رکھنا
اور کسی شے سے مل۔ طبیعت بالفتح اور طبع بالکسر و وہ بمعنی سرشت یا خصلت کے آتے ہیں
جو کبھی زائل نہ ہو مگر بعض نے لکھا ہے کہ طبع اُن اشخاص یا اشیاء کی نسبت بولا جاتا ہے جو
صاحب شعور و ادراک ہوں اور طبیعت اُن اشیاء کیلئے مستعمل ہے جو شعور و ادراک نہ رکھتے
ہوں۔ انگریزی زبان میں اسکا ٹھیک ترجمہ نیچر ہے۔ نیچر طبیعت اور نیچری یا اہل نیچر طبیعت
والے۔ انکا عقیدہ ہے کہ کسی شے کا نیچر نہیں بدل سکتا پس کرامات و معجزات کا انکار
صریح لازم آیا کیونکہ وہ مافوق طبیعت ہیں۔ اور معجزے کے معنے ہی نقض قانون طبیعت)
ہیں۔ نیچری کچھ انیسویں صدی ہی میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ ان کا ابر سیہ قدیم سے چلا آتے
ہیں جنہوں نے ہمیشہ شریعت الٰہی اور انبیاء کے منجانب اللہ مبعوث ہونے کا انکار کیا ہے

لیکن ان لوگوں کے تمام دلائل کا ایک مسکت جواب یہ ہے کہ تمکو تمام اسرار نیچر اور قوٰی طبیعت کا علم کیونکر حاصل ہوا۔ تم کیونکر کہہ سکتے ہو کہ فلاں شے کا نیچر درحقیقت یہی ہے جو تم نے تجویز کیا ہے کیونکہ جتنی چیزیں ہیں انتہا ہی انکا نہیں ہے اور چونکہ چیزیں غیر محدود اور غیر متناہی ہیں اور انسان کی عقل محدود اور متناہی اور فانی ہے پس غیر محدود کا علم محدود کو اور غیر متناہی کا ادراک متناہی کو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔

حل۔ طبیعت جو کہ درحقیقت درد سے جیسے ہزاروں ایذا دینے والی قلاقی خواہشیں بھری ہوئی ہیں عشق کے باعث اسکو زندگی کا مزہ حاصل ہو گیا۔ اور درد طبیعت را لگی لیکن جسکے باعث یہ دوا ملی یعنی عشق۔ وہ لا دوا ہے اسکی کوئی دوا نہیں ہو
مزہ پایا یا مزہ چکھنا۔ خمیازہ کھینچنا یا سزا پانے کے معنی میں بھی آتا ہے یعنے طبیعت نے جب عشق میں بے انتہا صعوبتیں جھیلیں تو معلوم ہوا کہ یہ لا دوا ہے۔ پس اس کا لا دوا ہونا ہی دوا ہو گیا۔ چنانچہ غالب ایک دوسرے شعر میں کہتا ہے ؎

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا — درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

سادگی و پرکاری بیخودی و ہشیاری — حسن کو تغافل میں جرأت آزما پایا

لغت۔ سادگی۔ بھولا پن۔ سادہ سے مرکب ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب یا مصدری لگتی ہے تو ہا ہوز گاف فارسی سے بدل جاتی ہے۔ اسکا مترادف۔ پرکار بفتح نازک جالاک ہے جو ایک بیل ہے جو پانی پر اُگتی ہے اور جڑ نہیں رکھتی۔ ہندی میں اسکو تیرات کہتے ہیں۔ پرکار بضم را ناچار عیار۔ اور بالفتح لوہے کا دو شاخہ قلم جس سے دائرے کھینچتے ہیں اور کبھی مجازاً دائرہ اور حلقہ اور طوق کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ اور بعض اہل فرہنگ نے پرکار کو بکاف فارسی پرگار اس دلیل سے لکھا ہے کہ اسکا معرب فرجار ہے اور زبان عرب میں گاف فارسی جیم سے بدلتا ہے نہ کہ کاف عربی۔ حُسن بالضم خوبی اور نیکی اور خوبروئی اور حسین خوب اور نیک اور خوبرو۔ تغافل مصدر۔ جان بوجھ کر بیخبر ہونا۔ جیسے تجاہل۔ یعنے جان بوجھ کر انجان بننا۔ جرأت۔ دلیری۔ بہادری۔ گستاخی۔ بے ادبی۔

حل۔ جب حسن معشوق تغافل کا برتاؤ کرتا ہے تو بھولا پن۔ اور چالاکی۔ بیخودی اور ہشیاری جو باہم متضاد صفتیں ہیں سب کا انداز اسمیں پایا جاتا ہے وہ اس پیرایہ میں عاشقوں کی جرأت کا امتحان کرتا ہے کہ کوئی مائل ہوتا ہے یا نہیں۔ یعنی جب معشوق کا حسن

متعلق ہو یا خاندان سے۔ اور ایک وادی کا نام ہے یا سمین اور لشکر اور وہ وادی جس میں
درخت اور پانی بکثرت ہو اور درخت اراک لہلہاتا ہو اور وادی کی طرف۔ اور شہر کی طرف۔ سیر
دریا اسندی کا خج۔ اور بہت سی باتیں اور بہت سے آدمی اور گھوڑوں کی ایک پسندیدہ گلہ
کہ وہ گراؤنڈ میں ہو تو ناپسندیدہ ہے اور ... اور کوئی آفت اور مال دنیا اور غنیمت
اور طمع اور وہ شے جو ہمیشہ کے لئے مرغوب ہو اور وہ جو کہ تمام بغیر ہو۔ جوہر یعنی جز لاتیجزا جس کا مطلب وہ
اور وہ شے کہ بذات خود قائم ہو۔ مد مقابل عرض۔ اہل یونان اس کو ہیولیٰ کہتے ہیں جو ہر قسم کا کمال
جوہر فرد علماء متکلمین کی اصطلاح میں جز لاتجزا کو کہتے ہیں جس سے اجسام مرکب ہیں یعنی جسم
کا تجزیہ کرتے کرتے آخر میں ایسے اجزا نکلیں گے جن کا تجزیہ محال ہوگا۔ مگر حکمائے فلاسفہ کے قائل
نہیں وہ کہتے ہیں کہ جز کا وجود ہی نہیں۔ ان کے نزدیک کل اجسام صورت و ہیولے
سے مرکب ہیں اور ہیولے کو قدیم بتاتے ہیں مگر علماء متکلمین کے نزدیک بجز ذات باری کوئی
شے قدیم نہیں۔ جوہر فرد کے ماننے کی یہی وجہ ہے کیونکہ اس سے اجسام کا قدم باطل ہوتا ہے
اندیشہ فکر۔ سوچ بچار۔ خوف۔ وحشت خیال۔ اندوہ تنہائی۔ درندگی۔ جنگلی جانوروں کو
وحشی بولتے ہیں کہ وہ انسانوں سے وحشت کرتے ہیں۔ اور انیسویں صدی کے
مہذبان یورپ غیر تعلیم یافتہ لوگوں کو وحشی کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک
تمام ایشیا اور افریقہ والے وحشی اور ترک باوصف اس کے کہ یورپ میں ہیں مگر ان کے نزدیک
وہ بھی قوم وحشی ہیں۔ ماحصل یہ ہے کہ ایشیا اور افریقہ کے باشندے اپنے علوم و فنون میں
کیسے ہی کامل تعلیم یافتہ ہوں لیکن جب تک وہ یورپ کے علوم و فنون حاصل نہ کریں گے اور یورپ
کی طرز معاشرت ان کا خمیر نہ ہو جائیگا۔ اہل یورپ کے نزدیک وحشی ہی رہیں گے۔ یہ محض ایک
ادعائے باطل اور قومی نفرت ہے۔ اور وحش جمع وحشی جانور۔ صحرائی اور خشک اور خالی اور
گرسنہ اور تنہا ... اور وحش بمعنی زشت و زبون۔

حل۔ وحشت کی سوچ بچار یا فکر کا جوہر جو کہ میں موجود ہے اس کو کہاں اور کس کے سامنے
پیش کروں کیونکہ اس میں اسقدر صحرا ... ہے کہ وحشت کا تھوڑا ہی خیال آیا تھا کہ صحرا جل کر خاک
ہوگیا۔ اور وحشت کی اصلی صورت میں ہوتی ہے مگر جب وحشت کے صرف خیال ہی میں آنے
سے صحرا کی یہ کیفیت ہوگئی تو اظہار وحشت کی صورت میں خدا جانے کیا حالت ہوتی۔ یہ
خلاف واقع شاعرانہ ادعا ہے۔

میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالب کہ دل — دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دنیا جل گیا

لغت - طرز بالفتح کسی شے کی ہیئت اور بفتحتین بد عربی کے بعد شگفتہ اور خوش اتفاق ہونا اور لباس فاخرہ پہننا طرز وطراز بالکسر ہر شے کے نقش و نگار اور تجارت - اور بالفتح ایک شہر کا نام حدود ترکستان میں جہاں کے ترک مشہور ہیں - تپاک - شتابی - خود - گرمجوشی - اہل بالفتح کسی شے کے لائق ہونا - اس پر کچھ لکھا ہوا مرد مان شائستہ - لیکن اصطلاحی معنی میں اہل نہیں کہتے ہیں یہاں یہی معنی مستعمل ہوتے مگر درحقیقت اسم جمع ہے کل بھی اہل سے بنا ہے - کیونکہ آل کی تصغیر اہیل ہے - اور تصغیر میں لفظ کی اصلی حالت عود کر آتی ہے - دنیا بروزن فعلیٰ تھی افعل التفضیل کی مونث ہے دنائت سے مشتق کی صورت میں بمعنی ناکس و زشت و پست فطرت و کمینہ - اور دنو سے مشتق ہونے کی صورت میں معنی نزدیک شوندہ -

حل - اہل دنیا منافقانہ وضع رکھتے ہیں - سچا دوست کوئی نہیں - اے غالب میرا دل اہل دنیا کے تپاک سے جلتا ہے - اور میں آرزو رکھتا ہوں کہ افسردہ ہی رہوں اور کسی کے تپاک کے فریب میں نہ آؤں - یا یہ معنی کہ اہل دنیا کی منافقانہ طرز دیکھ کر افسردگی اور علیحدگی ہی بہتر ہے

شوق ہر رنگ رقیبِ سر و ساماں نکلا — قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا

لغت - رقیب نگہبان - نگران - محافظ - نونانوے ناموں میں سے خدائے تعالیٰ کا ایک نام - اور منازل قمر میں سے ایک منزل ہے جس کے ساتھ ایک ستارہ پیدا ہوتا ہے اور چاند کے سامنے ہی ڈوب جاتا ہے - اور ان میں سے تیرا ہیں - حسب نسب وغیرہ میں شامل کیے گئے رقیب اصل میں رقبہ بفتح قاف سے مشتق ہے جس کے معنے گردن کے ہیں - یعنی گردن والا - یا گردن کا مالک - ایسے رقیب عاشق کے دشمن کو بھی کہتے ہیں جو معشوق کا محافظ اور گویا اس کی گردن پر سوار رہتا ہے کہ کہیں ہٹنے نہیں دیتا اور اپنے قبضے میں رکھتا ہے - عریان بالضم عاری کا اسم مبالغہ برہنہ

حل - مجنون کو چونکہ عریانی سے شوق تھا پس وہی شوق ہر طرح سر و سامان (لباس) کا رقیب (مخالف) بن گیا یہاں تک کہ مجنوں کو تصویر کے پردے میں رکھا جب بھی وہ برہنہ ہی رہا مجنوں کی تصویر کو بھی لوگ برہنہ ہی کھینچتے ہیں - ہر رنگ بمعنی ہر طرح یہ شوق کا مضاف الیہ نہیں بلکہ فعل (نکلا) کا ظرف ہے -

زخم نے داد نہ دی تنگئ دل کی یارب تیر بھی سینۂ بسمل سے پرافشاں نکلا

لغت۔ زخم۔ بدن کا کٹنا اور جسم سے گوشت کا اکھڑنا یا کھنچنا۔

حل: تیر جب سینۂ بسمل میں پہنچا تو اُسے تنگی کے باعث دل میں جانے کی راہ نہ پائی پس گھبرا کر پرافشاں (پھڑپھڑاتا یا فریاد کرتا) نکلا مگر کمبخت زخم نے پھر بھی تنگی کی داد نہ دی زخم کا داد دینا کھلنا ہے جب انسان ہنستا ہے تو اس کے لب کھل جاتے ہیں یعنی بسمل اسقدر دل تنگ زندگی سے عاجز ہے کہ تیر بھی اسکی دل تنگی دفع نہیں کرسکتا بلکہ وہ خود عاجز اور فریادی کہ کہیں کس بلا میں پھنس گیا۔

دل حسرت زدہ تھا مائدۂ لذت درد کام یاروں کا بقدر لب و دنداں نکلا

لغت حسرت۔ افسوس اور اشتیاق۔ حسرت کسیکو کھانا بہر حیلہ اور آشکارا کرنا۔ درخت کی شاخ کا چھلکا اتارنا۔ اونٹ کو اسقدر چلانا کہ تھک جائے سفر میں جھاڑ دینا۔ وغیرہ۔ زدہ بالفتح اور بالتحتین افسوس کرنا۔ مائدہ مَیْد بالفتح سے مشتق ہے چلنے والا۔ حرکت کرنے والا۔ رغبت کرنے والا۔ کھانا دینے والا اپنے یاروں کے عیال و اطفال اور کنبہ کے لئے کھانا لانے والا۔ دسترخوان۔ اور چونکہ دسترخوان پر کھانا چنا جاتا ہے۔ اس لئے مجازاً اس کو مائدہ (کھانا چننے والا) بولا گیا۔ لذت بالفتح و تشدید ذال مزہ اور شراب۔

حل: دل میں تو بہت کچھ درد محبت کی لذت بھری ہوئی تھی اور اسکو حسرت تھی کہ اس مائدہ پر کوئی آوے اور لذت حاصل کرے مگر یاروں کو بقدر ظرف و استعداد لذت حاصل ہوئی یعنی دل کو خدائے تعالے نے محض درد عشق کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اسمیں بہت کچھ درد بھرا ہوا ہے لیکن لوگ اس سے درد کا اکتساب بہت ہی کم کرتے ہیں۔ یہ معنے اس صورت میں ہونگے جبکہ دل حسرت زدہ میں ترکیب توصیفی ہو اور اگر ترکیب اضافی مراد لیجائے یعنی حسرت زدہ (عاشق) کا دل تو یہ معنے ہونگے کہ عاشق (عارف) کے دل میں تو بہت کچھ لذت درد عشق کی بھری ہوئی تھی لیکن بدقسمت مریدوں کو ان کے ظرف و استعداد کے موافق فیض حاصل ہوا عارف کو حسرت ہی رہی کہ کوئی آئے اور فیض درد حاصل کرے۔

ہے نوآموز فنا ہمت دشوار پسند سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا

لغت۔ نوآموز۔ مبتدی۔ ابجد خوان۔ فنا بالفتح آخر ہونا۔ تمام ہونا۔ نیست ہونا اور بالکسر گھر کے آگے کا صحن یا گرداگرد سے کشادہ ہو۔ اور بالفتح والمد بروزن ہمزہ کے عنب الثعلب۔ اور بعض ایک

اسکا نام ہمت بالکسر و تشدید میم قصد و ارادہ اور بزرگی صورت۔

حل۔ ہمت دشوار پسند کے نزدیک کسی کام کی سعی میں فنا ہونا کچھ بڑی بات نہیں یہ تو ادنیٰ کا مرتبہ ہے۔ فنا سے بڑھکر کوئی اور مقام ہوتا تب ہمت کی اولوالعزمی ظاہر ہوتی پس ہمت مشکل ہے کہ فنا ہو جانا بھی ایک آسان امر ٹھیرا۔

دھمکی میں مر گیا جو نہ باب نبرد تھا   عشق نبرد پیشہ طلبگار مرد تھا

لغت۔ باب۔ دروازہ۔ ایک شہر اور ایک پہاڑ کا نام۔ کتاب کا حصہ۔ کسی شے کی ابتدا اور انتہا۔ اور باب الابواب ملک خزر کی ایک سرحد ہے۔ بابی اہل ایران میں ایک گروہ ہے جو شیخ بزرگ میرزا علی محمد باب کی جانب منسوب ہے۔ نبرد۔ نادرہ۔ نورد۔ دشمنی اور نبرد میدان جنگ ہے۔ نبرد کسرے سے پٹنا یعنی جنگ کرنا۔

حل۔ معشوق کی صرف دھمکی میں فنا ہو گئے حالانکہ دھمکی لڑائی کا دروازہ تھا بلکہ یہ تو ایک نخرہ یا غمزہ تھا نہ کہ لڑائی۔ پس نبرد پیشہ معشوق کا عشق بڑے بہادر اور جری مرد کا طلبگار تھا کہ لڑائی میں مبارزت کرے ایسے لوگوں کا جو ایک دھمکی اور جھڑکی ہی میں فنا ہو جائیں۔

تالیف نسخہ ہائے وفا کر رہا تھا میں   مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا

لغت۔ تالیف۔ دو چیزوں کو آپس میں ملانا۔ اس صورت میں باسکا تو الفت ہوگا۔ اور ہزار عدد یا شے کو تمام کرنا۔ اس صورت میں مادہ الف بالفتح ہوگا کیونکہ الف ہزار کو کہتے ہیں۔ کوئی کتاب تیار کرنا جس کے اجزا اول وہ پہلے سے موجود ہوں۔ نسخہ بالضم کتاب اور نسخ بالفتح دور کرنا۔ مٹانا اور ایک شے کا دوسری شے یا ایک حکم کا دوسرے حکم سے جو پہلے حکم یا پہلی شے سے بہتر ہو رد کرنا۔ کتاب لکھنا۔ اور یہ خطوط میں سے خط نسخ ایک خط ہے جس کو خواجہ جلال الدین یاقوت مستعصمی نے ایجاد کیا ہے یعنی خط عربی۔ اس خط کے ایجاد ہونے پر تمام خطوط قدیم یعنی منسوخ ہو گئے تھے اسی لئے اس خط کا نام نسخ ہوا۔ اور بعض لوگ رنج سین یعنی نسخ نسخہ کی جمع۔ اور طبیب کسی بیمار کے لئے جو اجزا تجویز کرے اس کو بھی نسخہ کہتے ہیں۔ اور کتاب کو بھی نسخہ بولتے ہیں۔ وفا۔ بالفتح وعدہ پورا کرنا۔ دوستی کا نباہنا۔ کسی بات کا عہد کرنا۔ فرد۔ تنہا اور طاق۔ مقابل زوج۔ جو شخص کسی فن میں کامل ہو اسکو بھی فرد کہتے ہیں۔ رزائی کے ابرے اور دوشالے کے ایک پرت کو بھی فرد بولتے ہیں۔ مرغ یا کبوتر وغیرہ پالتو جانوروں کو بھی جنکا جوڑا نہ ہو فرد کہتے ہیں۔

حل میں جو وفا کے شعروں کی مدحت کر رہا تھا یعنی اس فکر میں تھا کہ دنیا میں ناکو خدا کروں حالانکہ میرا بیہودہ خیال ہی اس معاملہ میں ایک عنقا تھا یعنی جب دنیا میں وفا کا وجود خیال تک میں نہیں آتا تو اس کے شعروں کی مدحت کیونکر ممکن ہو۔ مطلب یہ ہے کہ وفا معدوم ہے۔

دلِ تا جگر کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب　اس رہ گزر میں جلوۂ گل آگے گرد تھا

لغت - ساحل کنارہ دریا۔ آمد اصل میں ساحل بفتح حائے جمیعی معنی رخی ہونا اور ہوا شرمی کو کسوتی پر گِسکر کھرا کرنا اور کسی جانور کا ایسا مارنا کہ جلد پر چوٹی پڑ جائے اور خس و خاشاک سے زمین کا صاف کرنا اور روئی کا سفید کپڑا۔ کھری اور سفید چاندی۔ اور قمیص بھی انہیں معنوں میں یا پڑان تمام معنوی معنوں سے ساحل کو مناسبت ہے۔ جلوہ بالفتح دکھانا اور پیش کرنا اور جلوہ بالفتح پراگندہ ہونا اور برا دھن کرنا۔

حل - دل سے لے کر جگر تک جو اس وقت دریائے خون کا کنارہ بنا ہوا ہے یعنی خون تک یا یہ کہیں کہ جگر دریا کا کنارہ خشک ہو گیا ہے اس سے پہلے یہ رہ گزر ایسا سبز اور شاداب تھا کہ جلوۂ گل بھی اس کے آگے گرد تھا یعنی بے حقیقت تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اب میرے بہت بہرے دل کو غم عشق نے پامال کر دیا۔

احباب چارہ سازیٔ وحشت نہ کر سکے　زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا

حل دوستوں سے میرے وحشت کا علاج کچھ نہ ہو سکا گو انہوں نے مجھے قید خانہ میں ڈالا تو وہاں بھی میرا خیال جنگل ہی میں رہا یعنی میں اپنے خیال میں بیاباں نورد بنا رہا مطلب یہ ہے کہ قید میں رکھ کر بھی وحشت دور نہ ہوئی۔

دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلی نہ ہوا　ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا

لغت - دہر بالفتح زمانہ۔ نیچا۔ اور جیسے عادت ہمیشہ اور دہریہ ایک گروہ ہے جو خدا کا قائل نہیں اس کا عقیدہ ہے کہ یہی گردشِ لیل و نہار ہے جو ہر شے پر مؤثر ہے اور زمانہ قدیم ہے ازل سے ابد تک اسی طرح چلا جائے گا اس زمانہ کے قائلان نیچر بھی دہریہ ہیں۔ ان کے نزدیک بھی نیچر (یعنی طبیعت یا فطرت) کے سوا خدا کا کوئی وجود نہیں ہم اس پر بحث کر چکے ہیں وجہ بالفتح چہرہ۔ دن کا پہلا حصہ۔ اور طور و طریقہ سبب۔ ہر ادا اسکی جمع وجوہ۔ نقطہ بالفتح۔ انسان کا منہ سے کچھ پھینکنا۔ بولنا۔ کلام کرنا قسمی خوش ہونا

جب مطلق نور کا استعمال کرینگے تو واو نہیں کے اور جب خورشید کا استعمال کرینگے
تو واو ہوگا گو متاخرین واو ہی سے لکھتے ہیں۔

حل تیرے آئینۂ حسن کے جلوہ نے آئینہ خانے کا وہ نقشہ کر دیا جو آفتاب کا عکس
شبنمستان کا عالم کر دیتا ہے یعنی آئینے کا پانی خشک ہو کر اڑ گیا اور صرف تماشا باقی رہ گیا
جس طرح آفتاب کے طلوع ہونے سے شبنم خشک ہو جاتی ہے اور سبزہ زار بیابان تماشا رہ جاتا ہے

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی ہیولیٰ برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا

لغت تعمیر ہونا زندگی بسر کرنا یعنی بہت دنوں جینا اور جینے کی خواہش کرنا۔ اور
بڑی عمر کو پہنچنا۔ آباد ہونا اور آباد کرنا لیکن اصطلاح عوام میں مکان چننے کو بھی کہتے ہیں
اور تعمیر شدہ مکان کو بھی تعمیر کہتے ہیں مثلاً عالیشان تعمیر ہے یعنی مکان۔ مضمر پوشیدہ
چھپی ہوئی بات۔ مدعا۔ مقصد بھید۔ صورت بالفتح پیکر، نقش اور کسی شے کا نمونہ
تدبیر اور تجویز کو بھی صورت کہتے ہیں مثلاً نوکری کی صورت نکلے۔ اور فلاسفہ کے نزدیک
وہ ہیئت جو اجسام پر عارض ہو۔ خراب بالفتح ویران اور ویران ہونا اس صورت میں
خراب کو خرابی مع الیا بولنا فارسی والوں کا تصرف ہے۔ ہیولیٰ بالفتح عالم کا مادہ
جس سے مختلف صورتیں اور شکلیں بن سکیں۔ مثلاً مٹی یا پتھر یا موم کی
بہت سی صورتیں ظروف وغیرہ۔ اصل میں ہیولے کے معنی پنبہ کے ہیں جس سے مختلف
ریسمان بنتا ہے اور پھر اس سے مختلف کپڑے۔ اور قسم پیدا بھی آیا ہے جاننا چاہیے
کہ حکما کے نزدیک صورتوں کی اقسام میں ایک صورت جسمیہ ہے جو تمام اجسام میں
پائی جاتی ہے اور ایک صورۃ نوعیہ ہے جس سے ایک جسم دوسرے جسم سے ممتاز ہوتا ہے
مثلاً پتھر کی اور صورت ہے لکڑی کی اور صورت۔ علیٰ ہذا تمام حیوانات و معدنیات
وغیرہ کی مختلف صورتیں ہیں مگر فلاسفہ کے نزدیک اجسام صورت جسمیہ اور ہیولے
سے مرکب ہیں یہ ان کے نزدیک قدیم ہیں پس اجسام قدیم ہیں مگر علم کلام نے
اس کو رد کر دیا ہے کیونکہ بجز ذات واجب الوجود کے کوئی شے قدیم نہیں متکلمین کے
نزدیک اجسام اجزاء لایتجزیٰ سے مرکب ہیں اور صورت و ہیولے سب کا خالق
وہی ایک ازلی اور ابدی خدا ہے ؎

مادّہ و معقول آئے صورت گر صورۃ و ہیولے

برق بالفتح بجلی کا چمکنا ۔ ستارے کا نکلنا ۔ صورت کا ظاہر ہونا اور اصطلاح میں گھوڑا جو تیز دوڑتا ہے اور
کبری ترکی میں برق آتش اسکے کہا جاتا ہے ۔ اور کبھی کا بچہ یعنی برہ کا معرب برق ۔
معنی برق بجلی کو کہتے ہیں خرمن انکاس بڑا ڈھیر جو کھلیان گوندنے سے صاف ہو ۔ اور بعض
کے نزدیک مطلق انبار ۔ اور بعض کے نزدیک خرمن بزرگ [illegible] ۔ مگر ترکی زبان میں بالفتح ہوا کو
کہتے ہیں معنی سطبر و بزرگ ۔ اور من کے معنی بار اور کہتے ہیں ۔ دہقان معرب دہگان ۔ دہ معنی دیہہ
اور کان معنی لائق یعنی وہ شخص جو گاؤں میں رہنے کے لائق ہو ۔ گو زیادہ صحیح ۔ [illegible]
دہقنت بالضم وا لکسر یعنی کشاورزی معرب بنایا گیا ۔

حل ۔ میری تعمیر میں اول ہی خرابی چھپی ہوئی ہے کیونکہ برق خرمن کا جوہر
در اصل در حقیقت خون گرم دہقان ہے یا اس سے مرکب ہے اسلئے کہ جب خرمن پر بجلی گرتی ہے
تو دہقان کا ضرور خون ہو جاتا ہے گو برق خرمن ہی در اصل خون دہقان ہے اسی طرح میری تعمیر
خرابی سے مرکب ہے خرابی ہی تعمیر ہے ۔ مراد یہ ہے کہ وجود در حقیقت فانی ہے کیونکہ فانی عنصروں
سے بنایا گیا ہے ۔ اسمیں فنا پہلے ہی داخل ہے ۔

اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ ویرانی تماشا کر　　مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا

لغت ۔ تماشا باب تفاعل سے مصدر ہے اور اصل تماشی ہر وزن تفاعل جیسے کہ قاعدہ ہے
اس قسم کے مصادر کی یا کو الف سے بدل دیتے ہیں ۔ جیسے تقاضا ۔ تمنا ۔ تولا وغیرہ ۔ یہ مشی سے
ماخوذ ہے یعنی چند یاروں کا باہم ملکر پیادہ پا سیر کو جانا ۔ اور تیر کو کسی چیز کو شوق سے
دیکھنے کے معنی میں بھی مستعمل ہے ۔ اور اسیلئے تماشا کے ساتھ کردن بھی بولتے ہیں یعنی
تماشا کردن ۔ اور اردو میں تماشا دیکھنا بھی بولا جاتا ہے لیکن فارسی میں تماشا [illegible] آیا
اور کبھی تعجب کے معنی میں بھی بولتے ہیں ۔ آپ بھی کوئی تماشا ہیں یا تماشے کی بات ہے اور کبھی
سزا دینے کے معنی میں بولتے ہیں ۔ تمکو ایسا تماشا دکھاؤں گا کہ یاد رکھو گے ۔ مدار بالفتح جانے دور
وجائے گردش اور بمعنی دائرہ و دورہ و حلقہ ۔

حل ۔ اے مخاطب ذرا چلکر میرے گھر کی ویرانی کا تماشا دیکھ کہ جو دربان جسلئے مقرر تھا
کہ گھر کی حفاظت کرے ۔ اب کاروبار گھاس کھودنے پر ہے ۔ قاعدہ ہے کہ ویران مکان میں
سبزہ اگ آتا ہے غالبا مصرع اول سے یوں سمجھا ہے کہ سبزہ بیگانہ ویرانی تماشا کر کیونکہ
گھر میں ہر سو سبزہ ۔ اتنا شعر غالب کی تمنا کے خلاف ہے خود غالب نے تصرف کیا ہے ۔

سبزہ تو سب گھروں میں ہوتا ہے مگر یہاں مُراد سبزۂ بیگانہ ہے جو کسی گھر کے ویران اور بے خور و پرداخت ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔

نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا — حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا

لغت۔ بیاباں مخفف بے آبدان یعنی جہاں آبادی نہ ہو۔ ذوق چکھنا اور کسی شے کا مزہ آنا اور چاشنی۔ مگر فارسی میں بمعنی لذت و مزہ و نشاط مستعمل ہے۔ حباب بالفتح پانی کا بلبلہ اور بعض نے بالضم بھی لکھا ہے اور بالکسر دوستی کرنا اور بالضم دوستی۔ موج اور موجہ بالفتح پانی کا حرکت کرنا اور مضطرب اور بلند ہونا اور نکلنا اور موجّہ بالضم و فتح واؤ و تشدید جیم و ہائے ملفوظ خوب اور پسندیدہ اور وہ شے جس کی جانب توجہ ہو مشتق از موجہ۔ قدم بمعنی پاؤں اور ایسی ہر شے کا ماتوں جتنا سایہ لی جائے اور چلتے وقت دونوں پاؤں کے بیچ کی مسافت۔ اور بکسر و فتح یعنی قدیم پرانا ہونا اور قدیم ہونا اور یہ خاص خدائے تعالیٰ کی صفت ہے۔

حل۔ میں کتنا ہی تھک جاؤں مگر چلنے کا ذوق ہرگز کم نہ ہوگا۔ میں تو میرا نقشِ قدم بھی موجۂ رفتار کا حباب بنا ہوا ہے۔ کیونکہ حباب میں کیسی ہی ماندگی ہو مگر وہ ہر وقت چلنے پر مستعد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رفتار ایک موج ہے اور اُسکا حباب میرا نقشِ پا ہے۔ یک بیاباں ماندگی سے مراد کثرتِ ماندگی ہے جیسا یک کوہ الم و یک آسمان غم و یک دنیا رغم وغیرہ۔

سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ الفتِ ہستی — عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا

لغت۔ عبادت بالکسر بندگی کرنا۔ حاصل کسی شے کا نتیجہ یا کسی شے کا نقد۔

حل۔ میں سراپا عشق میں قید ہوں اور ہستی (زندگی) کی الفت نے بھی مجبور کر رکھا ہے برق کو میں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اُس سے التجا کرتا ہوں کہ وہ مجھے جلا دے اور فنا کر دے مگر اس عبادت سے چونکہ کچھ حاصل نہیں ہوتا پس افسوس کرتا ہوں کہ کیوں زندہ ہوں۔

بقدرِ ظرف ہے ساقی خمارِ تشنہ کامی بھی — جو تو دریائے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا

لغت۔ قدر بالفتح کسی شے کا اندازہ۔ اور اندازہ کرنا۔ اور دیگ میں کچھ پکانا۔ تنگ کرنا۔ تنگ ہونا۔ کسی شے یا انسان کو بزرگ و عالی مرتبہ سمجھنا۔ روزی۔ تونگری۔ بے نیازی۔ طاقت۔ اور بالکسر دیگ۔ اور بفتحتین قضا۔ حلم۔ اور کسی شے کی نہایت اور اندازہ۔ طاقت۔ اور ان معنوں میں بسکون دال بھی آیا ہے۔ اور وہ شان کہ خدائے تعالیٰ کی اندازہ کی ہوئی کوئی شے۔ تقدیر کی ہم معنی۔ کوتاہی کرنا۔ اور بضم و فتح دال قدرت کی جمع یعنی

توانا بنایا۔ ظرف بالفتح زیرکی اور زیرک ہونا اور برتن۔ اور مجازاً حوصلہ مثلاً عالی ظرف
ساقی شراب یا پانی پلانے والا۔ خمیازہ انگڑائی اور مجازاً غلطی یا برے کام کے نتیجے
کو کہتے ہیں۔ مثلاً زید نے بکر کو مارنے کا خوب خمیازہ اٹھایا۔ یہ لفظ غالباً خم اور آزے سے
مرکب ہے۔ یعنی کسی شے کی حرص یا طلب کے پیچ و خم انسان میں پیدا ہو۔ ثقل رفع
کرنے کو میم کے بعد یاے تحتانی بڑھادی اور اخیر میں نسبت کی ہاے ہوز لگادی۔

حل۔ ہر شے کو تشنہ کامی کا خمار (طلب) اُسکے ظرف (حوصلے) کے موافق قدرت سے
عطا ہوا ہے پس اے ساقی اگر تو دریاے مے بے دریغ کے پلانے سے نہیں تھکتا تو پھر
یا بھی دریا کے کنارے کا خمیازہ ہوں جسکو ہر وقت پانی کی طلب رہتی ہے کیا معنی
کہ دریا کتنا ہی چڑھ جائے مگر ساحل کی طلب نہ بجھیگی اور وہ ہر وقت خمیازہ کش رہیگا
کہ ہل من مزید۔ پس اے ساقی ظرف کے اعتبار سے میں اور تو دونو برابر ہیں۔ اور چونکہ
دریا کے ساحل میں ایک قسم کا کھنچاؤ اور مد معلوم ہوتا ہے اُسکو خمیازہ کش قرار دیا۔

محرم نہیں ہے تو ہی نواہاے راز کا — یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

لغت۔ محرم بفتح میم و را وہ شخص جو حرم یعنی پردہ نشینوں میں آمد و رفت رکھے
اور جسکے ساتھ نکاح حرام ہو۔ اور مجازاً وہ شخص جو بھیدوں سے واقف ہو مثلاً
محرم راز۔ عورتوں کی انگیا کو بھی محرم کہتے ہیں اور بضم میم و تشدید را مفتوح
ماہ محرم اور چونکہ زمانہ جاہلیت میں جدال و قتال اس ماہ میں حرام تھا اسلیے
محرم نام ہوا اور حرام کردہ شدہ۔ اور بضم میم و کسر را ئے مخففہ حج کا احرام باندھنے
والا۔ حجاب بالکسر پردہ اور پانی کے جاری ہونے کی جگہ۔ اور سانس کا گذرنا
اور بالضم و التشدید جمع حاجب یعنی دربانان و ایلچیان۔

حل۔ ہر شے میں خداے تعالے جلوہ گر ہے مگر تو بھیدوں کی آوازوں کا محرم
نہیں یہاں ہر پردہ گویا باجوں ستار وغیرہ کا پردہ ہے یہ قاعدہ ہے کہ ساز بغیر پردے
کے نہیں بجتا۔ انسانی جسم کی تمام حرکات نبضیہ گویا حقیقت کے پردے ہیں جن
سے یہ صدا ہے یا ہُو و یا من ہُو بلند ہے مگر گوش شنوا کی ضرورت ہے۔ یہ شعر مذہب
وحدۃ الوجود میں ڈوبا ہوا ہے۔

رنگ شکستہ صبح بہار نظارہ ہے — یہ وقت ہے شگفتن گلہاے ناز کا

بیت بسکہ جوشِ بادہ سے شیشے اچھل رہے ٭ ہر گوشۂ بساط ہے سر شیشہ باز کا

لغت۔ بساط بالفتح ہموار اور فراخ زمین اور بالکسر بوریا۔ تاپین۔ شطرنجی۔ دری وغیرہ کا فرش۔

حل۔ محفلِ عیش و عشرت کے سماں کا ذکر کرتا ہے کہ دورِ شراب چار طرف اُڑ رہا ہے مستی کا جوش و خروش ہے شیشے اچھل رہے ہیں۔ ہر گوشۂ بساط ایک شیشہ باز بنا ہوا ہے۔ شیشہ باز بازیگروں کا ایک فرقہ ہے جو سر پر شیشہ رکھکر رقص کرتے ہیں۔ اور شیشہ باز مکار اور دغا باز کو بھی کہتے ہیں مگر یہاں مراد معنی اول ہے۔

کاوش کا دل کرے ہے تقاضا کہ ہے ہنوز ٭ ناخن پہ قرض اس گرہِ نیم باز کا

لغت۔ کاوش کھود کرید محنت عداوت۔ تقاضا خواہش کرنا کسی دی ہوئی شے قرض وغیرہ کی طلب۔ قرض بالفتح اودھار دینا۔ عوض دینا۔ کاٹنا۔ شعر کہنا۔ مرنا۔ نزدیک بمرگ ہونا۔ داہنے بائیں یا ایک جگہ سے دوسری جگہ میل کرنا۔ نیکی یا بدی کا آگے آنا۔ ان معنوں میں بالکسر بھی آیا ہے۔ اور ادائے قرض کے لئے جو کچھ دیا جائے۔

حل۔ دل ایک نیم باز گرہ ہے اور ناخن اسکا مقروض ہے پس وہ تقاضا کرتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو کاوش کرکے اس گرہ کو کھولے۔ مگر ابتک گرہ نہیں کھلی۔ اور دل کا قرض (کاوش) ادا نہیں ہوا یعنی کمبخت دل استقدر تنگ اور منقبض ہے کہ کسی طرح نہیں کھلتا۔ کرے ہے آجکل متروک ہے۔ بلکہ کرتا ہے بولا جاتا ہے کیونکہ اردو زبان روز بروز فصیح اور صاف ہوتی جاتی ہے۔

گرچہ ہوں دیوانہ پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب ٭ آستیں میں دشنہ پنہاں ہاتھ میں نشتر کھلا

حل۔ جنون سودا میں دیوانے کی فصد کھولی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں اگرچہ دیوانہ ہوں مگر دوست کے فریب میں نہیں آتا جس نے مجھے فریب دینے کو آستین میں ہاتھ چھپا رکھا ہے اور ہاتھ میں کھلا ہوا نشتر لے رکھا ہے۔ میں ایسی ترکیبوں کو خوب سمجھتا ہوں۔

قوت وقدرت۔ شعلہ بالضم درخشش اور زبانہ آتش شعلہ جوالہ جنہی جیسلے دونو سروں پر مشعلیں لپیٹ کر گھوماتے ہیں۔ جوالہ کو دنے والا۔ دوڑنے والا گردش کرنے والا۔ یہ اسم مبالغہ ہے۔ گرداب بمعنی جو آب اور گرد سے مرکب ہے یعنی جہاں گرداب ہو۔

حل شب کو جو میرے سوز دل سے ابر کا پانی پتا ہوا جاتا تھا تو اس کی یہ وجہ تھی کہ تمام حلقہ ہائے گرداب میرے سوز دل سے شعلۂ جوالہ بنگئے تھے یعنی پانی کی ماہیت مستحیل ہو کر آگ بنگئی تھی (خلاف واقعہ غلو اور مبالغہ ہے)

وان کرم کو عذر بارش تھا عنان گیر خرام ✽ گریہ سے یان پنبۂ بالش کف سیلاب تھا

لغت۔ کرم بالفتح بخشش میں کسی سے بڑھ جانا۔ درخت انگور۔ قلادہ اور بضمتین جوانمردی۔ عزیزی۔ بزرگ اور اگرانمایہ اور سخی ہونا۔ عذر۔ بالضم بہانہ اور معذور رہنا۔ گھوڑے کو لگام دینا۔ ختنہ کرنا اور حسنت ہونا جیسوں اور گتا ہوں کا اور ختنہ پر کہانے کی دعوت دینا اور کسی کی پشت پر ایسا مارنا کہ نشان نہ پڑجاے اور گھر میں گوبر کا زیادہ ہونا۔ عنان بالکسر لگام کا تسمہ اور وہ شے جو منہ کے آگے ہو اور معارضہ اور مقابلہ اور بیع وشرے (تجارت) میں کسی کا ساجھی ہونا اور طرف جانہ اور وہ شے یا اشیا جو آسمان کی جانب دیکھنے سے ظاہر ہوں۔ اور پشت کی رگ اور بالفتح ابر اور بفتح عین وتشدید نون دراز کرنیوالا۔

حل۔ معشوق کو میرے گھر آنے سے عذر بارش نے روکا۔ اور یہاں رونے روتے یہ کیفیت ہو گئی کہ سیلاب کے جھاگ میرے تکیے بالش کے قایم مقام ہو کر میں دریاے اشک میں تیرنے لگا۔ یعنی معشوق نے بارش کا تو حیلہ کیا لیکن یہ نہ دیکھا کہ طوفان اشک سے میری کیسی درگت ہوئی۔

نالۂ دل میں شب انداز اثر نایاب تھا ✽ تھا سپند بزم وصل غیر گو بیتاب تھا

لغت۔ اثر بفتحتین نشان واثنان زخم وسنت رسول مقبول صلعم اسکی جمع آثار ہے اور کسی کام کا شروع کرنا۔ ارادہ کرنا۔ اور بالضم یعنی اثر اور بضمتین یعنی اثر آبرو اور

نازشِ ایامِ خاکستر نشینی کیا کہوں — پہلوئے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا

لغت۔ وقف ۔ بالفتح ہاتھی دانت کا زیور جو عورتیں جوشن کیطرح بازو پر باندھتی ہیں جسکو دستینہ اور دستانہ اور دستوانہ بولتے ہیں اور کھڑا ہونا اور جگہ میں توقف کرنا قرآن کی آیتوں پر قرأت میں ٹھہرنا اور کسی شعر میں مطلع ہونا اور فقرا و غربا پر کسی شے کا برا ہ حق یا وقف کر دینا اسکی جمع اوقاف ہے۔ سنجاب ۔ بالکسر ایک جانور کا نام جسکے پوست سے پوستین بناتے ہیں اسکا رنگ خاکی ہوتا ہے اور اسکی پوست کو بھی سنجاب کہتے ہیں یہ نہایت نرم اور گرم ہوتا ہے۔

حل۔ میں جن ایام میں خاکستر نشین تھا۔ اور اس خاکستر نشینی پر ناز کرتا تھا وہ کیفیت اور آرام کیا بیان کروں۔ کہ میرا پہلوئے فکر گویا بسترِ سنجاب پر لوٹتیاں لگانے کو وقف ہوگیا تھا یعنی ترک دنیا میں بڑا ہی آرام اور مزہ تھا ایک ادعائی مضمون ہے۔

کچھ نہ کی اپنے جنونِ نارسا نے ورنہ یاں — ذرہ ذرہ روکشِ خورشیدِ عالمتاب تھا

لغت۔ جُنوں ۔ بالضم دیوانہ ہونا چھپ جانا کیونکہ جنون عقل کو ڈھانپ لیتا ہے اور جن بھی جنوں سے ہے کیونکہ جنات انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں اور جُنّہ بمعنی سپر ڈھال بھی اسی سے ہے کیونکہ دشمن کے حملوں سے انسانوں کو بچاتی اور چھپاتی ہے اور مجنون ہونا درختوں کا اور گھاس کا زیادہ ہونا اور مکھی کی بھنبھناہٹ اور تاریکی شب۔ ذرہ بالفتح و فتح راء مہملہ ایک قسم کا اناج جسکو چینا کہتے ہیں اور جوار۔ اور بالفتح و تشدید را چھوٹی چیونٹی۔ ایک سو ذروں کا وزن ایک جو کے برابر ہوتا ہے اور دانہ رائی کے ریگ۔ اور وہ ذرے جو آفتاب کی شعاع میں کسی جھروکے یا روزن میں اڑتے نظر آتے ہیں۔

حل۔ میرا جنون نارسا تھا اس سے کچھ نہ ہو سکا ورنہ اس جنگل (عالم امکان) کا تو ہر ذرہ خورشید عالمتاب کو شرماتا تھا یعنی ہر شے میں ذات خالق واجب الوجود موجود ہے اسکی تلاش میں مارا مارا پھرنا اور وسائل کی تلاش کرنا فضول ہے (مذہب وحدۃ الوجود)

یاد کر وہ دن کہ ہر اک حلقہ تیرے دام کا — انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا

کر لیتا تھا۔ ماتم کیسہ شہرہ انتہا درجہ کا ماتم۔ کثرت ماتم۔ یعنی اس غم میں میرے ساتھ ایک شہر آرزو ماتم کشاں ہے۔

گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو کہ میں — جاں دادۂ ہوائے سر رہگزار تھا

لغت۔ نعش۔ اوٹھانا اور جنازہ جیسیں مردہ ہو اور جیسیں مردہ نہ رکھا گیا ہو اوسکو سریر کہتے ہیں اور بنات النعش (سات ستارے)

حل میں سر رہگزار معشوق کا عاشق تھا کہ اوسکو آتے جاتے دیکھوں اور اسی پر فریفتہ جان دی ہے پس میری نعش کو گلیوں میں کھینچتے پھرو تاکہ کسی رہگزر پر معشوق کا گذر ہو اور وہ میری نعش کو دیکھے یا اوسکی ہوا میری نعش کو لگے کیونکہ میں ہوائے سر رہگزار کا جاں دادہ تھا۔

موج سراب دشت وفا کا نہ پوچھ حال — ہر ذرہ مثل جوہر تیغ آبدار تھا

لغت۔ موج۔ بالفتح پانی کا متحرک اور مضطرب ہو کر اوپر چڑھنا اور نکلنا اور پانی کا وہ حصہ جو متحرک ہو اسکی جمع امواج ہے۔ سراب بالفتح وہ ریت جو موسم گرما میں دوپہر کے وقت اور شب ماہ میں دور سے چمکتی ہوئی معلوم ہو۔

حل۔ پیاسا سراب کو پانی سمجھتا ہے دشت وفا میں نہیں فقط سراب ہے اس سراب کا ذرہ ذرہ جوہر تیغ کی طرح وفا خواہوں کو قتل کرنے کو آبدار ہے یعنی امید وفا ہی قاتل ہے۔

کم جانتے تھے ہم بھی غم عشق کو مگر — دیکھا تو کم ہوئے پہ غم روزگار تھا

حل غم عشق جو حقیقت میں بڑا ہے ہم اس کو کم سمجھتے تھے یعنی نظر میں اوس کی وقعت اور قدر کم تھی لیکن جب وہ دل سے کم ہوا تو پھر زمانہ بھر کا غم آ پڑا کیونکہ غم عشق میں دنیا و مافیہا کو بھولے ہوئے تھے اب ہر طرح طرح کے جھگڑوں میں پھنس گئے یا یہ معنی ہیں کہ ہم عشق کو ہم کم سمجھتے تھے۔ جب غور سے دیکھا تو کمی کی حالت میں بھی وہ زمانہ بھر کا غم معلوم ہوا۔

یک قدم وحشت سے درس دفتر امکاں کھلا ۔۔۔ جادہ اجزاء دو عالم دشت کا شیرازہ تھا

حل ۔ وحشت کے ایک ہی قدم سے تمام دفتر امکان کا درس کھل گیا یعنی اسکی حقیقت دریافت معلوم ہو گئی کہ اسقدر تھی ۔ وحشت کے پہلے جو جادہ تھا وہ دو عالم دشت کے اجزا کا شیرازہ تھا ایک قدم رکھتے ہی کھل گیا ۔ دفتر کے واسطے اجزا اور شیرازہ کا ہونا ضروری ہے ۔ اس دفتر کے اجزاء دو عالم دشت یعنی دشت دو عالم تھے اور جادہ اُنکا شیرازہ تھا ۔ دو عالم دشت ، اجزا کی صفت مرکب ہے ۔

مانع وحشت خرامیہائے لیلیٰ کون ہے ۔۔۔ خانۂ مجنون صحرا گرد بے دروازہ تھا

حل ۔ مجنون کو خیال ہے کہ خدا جانے لیلےٰ میرے گھر کسوقت آ نکلتی ہو پس وہ اس انتظار میں گھر سے باہر نہیں نکلتا ۔ ورنہ وہ غریب تو صحرا نورد ہے اور اُسکا گھر بے دروازہ ہے ۔ پس اسے خرامیہائے لیلےٰ بجز تمہارے مجنون کی وحشت کا کوئی مانع نہیں ۔ یہ دقتیں تمہاری ہی ڈالی ہوئی ہیں

پوچھ مت رسوائی انداز استغنائے حُسن ۔۔۔ دست مرہون حنا رُخسارہ رہن غازہ تھا

حل ۔ لنگڑا استغنائے حُسن کا جو کچھ انداز ہے یعنی یہ دعویٰ کہ ہم اپنے حُسن میں بڑے مستغنی ہیں اُسکی رسوائی کا حال کچھ نہ پوچھو ہاتھ تو مہندی نے باندھ رکھے ہیں اور رُخسارہ کو غازہ نے رہن کر لیا ہے کیا معنی کہ جب تک ہاتھوں کو مہندی نہ لگائیں اور رُخسارہ پر غازہ نہ ملیں اُنکا حُسن چمک نہیں سکتا اب فرمائیے بے نیازی کہاں رہی ۔

ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا ۔۔۔ کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

لغت ۔ اعتبار نصیحت پکڑ ناعبرت کی نگاہ سے دیکھنا ۔ اور کسی شئی کو بغور اور فکر سے جانا اور کسی شے کو اچھا جاننا ۔ مثلاً فلان شخص پر میرا اعتبار ہے یعنی میں اُسکو اچھا جانتا ہوں

حل ۔ تیرے وعدوں پر جو ہم ابتک جیتے رہے تو یہ جان لے کہ ہم نے اُنکو جھوٹ جانا ورنہ اگر سچ جانتے تو خوشی سے کبھی کے شادی مرگ ہو گئے ہوتے اب تک ہرگز جیتے نہ رہتے ۔

اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا ۔۔۔ جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا

حل ۔ خدائے تعالیٰ جو دور رکھتا تھا اُسکو کون دیکھ سکے ۔ مصرعہ ثانیہ میں استفہام انکاری ہے یعنی

اگر وصل کی خوشی نہ ہوتی تو وہ ہرگز زندہ نہ رہتا کیونکہ دنیا نے اسکو دل کے ذریعہ سے بچایا یہ شعر نظریہ وحدۃ الوجود کے موافق ہے جسکے بیان دوئی میں وحدت ہے۔

ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا　　　نہ ہو مرنا تو جینے کا مزہ کیا

لغت۔ ہوس۔ باطل خواہش۔ اور بہت کھانا اور اونٹ کی ایک قسم کی رفتار۔ اور نرم چلانا اور اونٹ کا چرنا۔ اور عشق میں دیوانہ ہونا۔ اور حد سے زیادہ عشق و محبت رکھنا۔

حل۔ ہوس انسانی اس میں خوش ہو کر رہتی ہے انسان زندہ رہے لیکن اگر مرنا نہ ہو تو جینے کا کچھ بھی مزہ نہیں کیونکہ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے ظلمت نہ ہو تو نور کی کیا قدر۔

تجاہلِ پیشگی سے مدعا کیا　　　کہاں تک اے سراپا ناز کیا کیا

حل۔ تجاہل سے آخر تمہارا کیا مدعا ہے عاشق کی ہر بات کہاں تک "کیا کیا" کہتے رہو گے۔

نوازش ہائے بیجا دیکھتا ہوں　　　شکایت ہائے رنگیں کا گلا کیا

حل۔ جبکہ میں تمہاری نوازشہائے بیجا دیکھ رہا ہوں یعنی ظلم سہ رہا ہوں تو اب میری طرح طرح کی شکایتوں کا گلہ کرنا فضول ہے۔ رنگین سے مراد رنگ برنگ کی شکایتیں ہیں۔

فروغِ شعلۂ خس یک نفس ہے　　　ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا

لغت۔ ناموس۔ صاحب راز اور جبرئیل علیہ السلام اور شکاری کا ایک گڑھا جس میں جانوروں کے پکڑنے کو بیٹھ جاتے ہیں اور اوپر چھپّر وغیرہ ڈھانپ لیتے ہیں جسکو فارسی میں کازہ کہتے ہیں تاکہ جانور انکو نہ دیکھیں اور کاشتکاروں کی جھونپڑیاں اور مسجد جو پہرہ کو بنائی جاتی ہے اور جھوٹ بولنے کا جھول اور چھپا ہوا مکر و حیلہ۔

حل۔ ہوس چاہتی ہے کہ وفا معشوق کا ناموس قائم رہے لیکن یہ شعلۂ خس کی روشنی ہے جو دم بھر سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق سے امیدِ وفا فضول ہے۔

نفس موجِ محیطِ بیخودی ہے　　　تغافل ہائے ساقی کا گلا کیا

حل۔ سانس خود دریائے بیخودی کی موج ہے یعنی یہاں پہلے ہی بیخودی طاری ہے اپنے ہی بلکوں میں اُڑ رہے ہیں، اب ساقی کے تغافل کا کیا گلا ہے کہ وہ شراب کیوں نہیں دیتا۔

دماغ عطر پیراہن نہیں ہے غم آوارگیہائے صبا کیا

لغت۔ دماغ بالکسر سر کا بھیجا۔ عطر بالفتح بوئے خوش اور خوشبودار ہونا کسی شے کا۔ صبا بالفتح مشرقی ہوا۔ اور بالکسر لڑکپن، اور بالفتح والف ممدودہ یعنی صبا آ بچوں کے ساتھ کھیلنا۔

حل۔ عطر پیراہن صفت مرکب ہے یعنی پیراہن کے معطر ہونے کا دماغ ہی نہیں رہا پھر صبا کی آوارگی کا کیا غم جسکے ذریعہ سے دماغ میں خوشبو پہونچتی ہے۔

سب کو مقبول ہے دعوی تری یکتائی کا روبرو کوئی بت آئنہ سیما نہوا

حل۔ تری یکتائی کا دعوی سب قبول کرتے ہیں مگر کوئی بت آئینہ سیما ابتک مقابل نہوا ورنہ یکتائی کا دعوی ٹوٹ جاتا۔ آئینہ سیما اختلاط بلیغ ہے یعنی اس آئینہ میں یکتائی کی صورت آپ ظاہر ہو جاتی۔ مطلب یہ ہے کہ بتان سنگدل خدا کی یکتائی کو نہیں مانتے۔

سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہوا

حل۔ جو نالہ لب تک نہیں جاتا وہ سینے کے حق میں داغ ہے یعنی قابل شرم ہے اور اشک کا جو قطرہ دریا نہیں ہوتا وہ خاک کا رزق ہے یعنی رائگان ہے۔

کم نہیں نازش ہمنامی چشم خوبان تیرا بیمار برا کیا ہے گر اچھا نہ ہوا

حل۔ معشوقوں کی آنکھ کو بھی بیمار کہتے ہیں پس اگر تیرا بیمار اچھا نہوا تو کیا یہ کم ناز و فخر کی بات ہے کہ چشم خوبان کا ہمنام یعنی بیمار کہلایا۔

قطرہ میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کل کھیل لڑکوں کا ہوا دیدۂ بینا نہوا

حل۔ یہ پیچیدگی کہ چشم عارف کو قطرے میں دریا اور جزو میں کل نظر آتا ورنہ بینائی نہوئی لڑکوں کا کھیل ہوا۔ (وحدۃ الوجود)

سیے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا　　بخوں غلطیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا

حل - نذرِ کرم کے لیے شرم ایک تحفہ ہوا اور یہ تحفہ کس کا ہے اُس شخص کا جو صد رنگ دعوی پارسائی کے خون میں غلطاں ہو یعنی سائل، چنانچہ یہی نذرِ کرم کے لیے شرمِ نارسائی کو تحفہ بنا کر دیا ہے اُس کے پاس شرم سے زیادہ کوئی تحفہ نہیں کیونکہ تیرا کرم تو عام تھا مگر سائل نارسا رہا شرم کیواسطے پارسائی ضرور ہے یعنی باوصف اسکے کہ اُس نے پارسائی اختیار کی اور کسی کے در پر نہ گیا تاہم اِس بات کی شرم ہے کہ در کرم تک نہ پہونچ سکا اور نارسا رہا اسی شرم سے اب صد رنگ دعوی پارسائی کے خون میں غلطاں ہے یعنی اُس نے اپنے ہر قسم کے دعوی پارسائی کا خون کر دیا اور اُنکا منھ نہیں کہ کرم کے سامنے آئے ترکیب ٹیڑھی ہے اور مضمون بہت نازک ہے۔

نہ ہو حسنِ تماشا دوست رسوا بیوفائی کا　　بمہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا

حل - نہ ہو یعنی نہ ہوگا یعنی بیوفائی کے طعن سے حسنِ تماشا دوست رسوا نہ ہوگا کیونکہ وہ دنیا کو یا عاشقوں کو محبت کی سو نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ پس اسی سے اُسکی پارسائی عیاں ہے اعتراض یہ تھا کہ جب معشوق کا حسن تماشا دوست ہے تو پارسا کیونکر رہ سکیگا؟ غالب نے کس خوب صورتی سے دیا ہے مہر آفتاب کو بھی کہتے ہیں اور صد نظر اُسکی شعاعیں ہیں

تمنائے زباں محوِ سپاسِ بے زبانی ہے　　مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بیدستُ و پائی کا

حل - زبان کی تمنا اِس شکر میں محو ہے کہ شکوہ بے زبانی کی نعمت عطا ہوئی کیونکہ بیدستُ و پائی شکایت کرتی تھی کہ جناب باری تک ہمارا شکوہ پہنچائے۔ پس زبان کو اِس تقاضا سے نجات ملی تسلیم اور صبر و رضا میں محو ہو شعر ہے۔ یعنی جس طرح گونگے کو بے زبانی کا شکر ادا کرنا چاہیے اسیطرح دست و پا شکستہ بھی شکر بجا لائے۔ مگر کس نزاکت سے یہ مضمون ادا کیا ہے۔

زکوٰۃِ حسن دے اے جلوۂ بینش کہ مہر آسا　　چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا

لغت - زکوٰۃ بفتح اول و الف بصورت واو مال کا چالیسواں حصہ جو سال بھر کے بعد خدا کی راہ میں دیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ کو زکات یا زکاۃ لکھنا غلط ہے۔

حل - اپنے حسنِ عالم افروز کی زکوٰۃ دے تاکہ آفتاب کیطرح فقیر کا کاسہ اسکے گھر کا چراغ بنجائے یعنی

کاسۂ آفتاب بشکل گدا گری نور مطلق سے اکتساب نور کرتا ہے۔ یہی کیفیت عاشق کے کاسۂ چشم کی ہو جاتی ہے۔ لفظ جلوہ بینش کو غور سے سمجھنا چاہئے۔

دہان ہر بت پیغارہ جو زنجیر رسوائی
عدم تک بے وفا چرچا ہے تیری بیوفائی کا

لغت- پیغارہ- بالفتح و بالکسر و بائے مجہول طعنہ اور سرزنش۔

حل- ہر بت جو یعنی طعنہ زن معشوق کا منہ تیرے حق میں زنجیر رسوائی بنا ہوا ہے یعنی سب تجھ پر طعنہ زن ہیں۔ اے بے وفا عدم تک تیری بے وفائی کا چرچا ہے اب اس پہیلی کا آنا پتا یوں ہے کہ معشوقوں کے دہن کو معدوم مانتے ہیں اور زنجیر سے آواز نکلتی ہے۔ پس عدم تک یوں بیوفائی کا چرچا ہوا۔ معشوقوں کے دہان کو زنجیر باندھنا غالب کا احداث ہے بجز پیچیدگی کے کوئی لطف اس شعر میں نہیں

گر نہ اندوہ شب فرقت بیان ہو جائیگا
بے تکلف داغ مہ مہر دہان ہو جائیگا

لغت- فرقت بالضم جدائی- اور بالکسر بھری ہوئی مشک اور انسانوں کا ایک گروہ

حل- بڑے بڑے لوگ اس شعر کے معنی میں غلطان پیچان ہیں- دوسرے مصرعہ میں داغ سے مراد داغ معشوق ہے یعنی اگر شب فرقت کا غم چاندنی رات میں جبکہ معشوق سے ہم آغوش ہوتا لطف دیتا ہے- بیان نہ ہوگا- تو معشوق کی فرقت کا داغ بے تکلف مہر دہان عاشق ہو جائیگا- مطلب یہ ہے کہ دہن سے غم فرقت ہی بیان نہ ہوا تو دہن کس مصرف کا ہے۔ اسپر مہر سکوت لگنا اولی ہو- پس داغ فرقت ہی مہر دہان بنے گا اور داغ مہ سے اگر ماہ فلک مراد لیا جاوے جب بھی معنی ٹھیک ہیں یعنی معشوق کی فرقت میں ماہ فلک ایک داغ ہے اسکی چاندنی اچھی نہیں معلوم ہوتی اور ماہتاب کا اثر باعتبار نجوم کے خاموشی ہے- پس داغ مہ خود مہر دہان ہو گیا- اور مہر چونکہ سیاہ ہوتی ہے پس شب فرقت میں چاند کا سیاہ یا تاریک نظر آنا دوسرا محل ہے۔

گر نگاہ گرم فرماتی رہی تعلیم ضبط
شعلہ خس میں جیسے خون رگ میں نہاں ہو جائیگا

حل اگر نگاہ گرم معشوق اسی طرح ضبط سوز دل کی تعلیم دیتی رہی تو خون آگ بنکر رگ میں اسطرح چھپ جلے گا- جیسے خس میں شعلہ- پہلا مصرعہ غالباً یوں تھا

ع شعلہ جیسے خس میں خون رگ میں نہاں ہو جائے گا-

اوات تشبیہ اول میں ہونا چاہئے- یہاں بیچ میں ہے اس سے مشبہ اور مشبہ

منسوب سمجھے جاتے ہیں۔

زہرہ گر ایسا ہی شام ہجر میں ہوتا ہے آب　　پرتو مہتاب سیل خانمان ہو جائیگا

لغات۔ ہجر بالفتح دوری اور جدائی کرنا اور پیار کا۔ ہکی ہوئی یا مین کرنا اور اونٹ پر سخت گیری کرنا اور بالضم بیہودہ بات اور بعض کے نزدیک بالضم فحش اور بالفتح بزبان اور بر (؟) ایک شہر کا نام جہاں چھوارے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ خانمان۔ خان مخفف ہے اور مان سے رخت جسکو ہندی میں گھر بار کہتے ہیں۔

حل۔ جب ہجر کی شام ہی پتا پانی کئے دیتی ہے۔ تو چاندنی جس میں معشوق کے ملنے کا لطف ہوا ہے اور بھی زیادہ ڈھائے گی لیکن ہجر میں شام سے صبح تک کا کاٹنا بلائے جان ہوگا۔

تھی خبر گرم انکے آنے کی　　آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

لغات۔ خبر۔ بالفتح بڑا توشہ دان اور زیادہ دودھ دینے والی اونٹنی اور اس معنی میں بالکسر بھی آیا ہے اور بالضم جاننا اور آزمانا اور بفتحتین آگاہی اور اطلاع دینا اور درخت کنار کا اگنا اور حدیث اور اہل نحو کی اصطلاح میں وہ بات جسکے سچ یا جھوٹ ہونے کا احتمال ہو اسکے مقابلہ میں انشا ہے

حل۔ ہمیشہ گھر میں اور کچھ نہیں بوریا تو رہتا تھا۔ لیکن انکے آنے کی خبر ہے تو بد قسمتی سے آج وہ بوریا بھی نہ ہوا (یعنی فرش) اعزاز دیا ہے۔ افلاس کے ہاتھوں بہت حسرت بھرا شعر ہے۔

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی　　بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

حل۔ جب بندگی میں بھلا ہوا کرتا تھا تو شاید وہ نمرود کی خدائی تھی۔ اب خدا کی بندگی میں میرا بھلا نہیں ہوتا اس خدائی سے تو نمرود ہی کی خدائی بہتر تھی۔ دوسرے معنی خدا کی بندگی نمرود کی خدائی ہے کہ کسی کا بھی میرا بھلا کیوں نہیں ہوتا۔ سیوم نمرود کی خدائی کیا اچھی تھی کیونکہ اس میں بھلا ہوا کرتا تھا۔ اب بندہ بنکر میرا بھلا نہیں ہوتا۔ تو میں نمرود بنکر خدائی کا دعوے کروں۔ تب بھلا ہوگا یہ تیسرے معنی نازک ہیں اور غالباً غالب کا یہی مطلب ہو۔ شعرا اپنی ترنگ میں شرع و دین کا لحاظ نہیں رکھتے۔

زخم گر دب گیا لہو نہ تھما　　کام گر رک گیا روانہ ہوا

حل۔ عاشق اپنے زخم کا دینا نہیں چاہتا یہی کام کا ترک جاتا ہے۔ زخم کے دیتے پر اگر خون جاری رہا تو کیا مروائی ہوئی۔ یعنی لذت تو اس میں تھی کہ زخم نہ دیتا۔ اور خون جاری رہتا مگر بدقسمتی سے ایسا نہ ہوا۔

گِلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا ۔۔۔ گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا

حل۔ دل تو ایسا ظرف ہے جسکی وسعت کی کوئی حد نہیں۔ یعنی آسمان و زمین عرش و فرش کوہ و صحرا۔ بلکہ تمام عالمِ امکان اس میں موجود ہے۔ مگر شوقِ عاشق اتنا وسیع ہے کہ وہ دل کی اسقدر وسعت پر بھی تنگی کا شاکی ہو کر مضطرب ہے یس اضطراب دریا گویا گوہر میں محو ہو گیا ہے یعنی سما گیا ہے شوق ایک اضطراب دریا ہے اور دل گوہر ہے۔

ہنوز محرمیِ حسن کو ترستا ہوں ۔۔۔ کرے ہے ہر بُنِ مو کام چشمِ بینا کا

حل۔ باوصف اسکے کہ میرا ہر بُنِ مو نظارۂ حسن میں ہمہ تن چشم بنا ہوا ہے۔ لیکن ہنوز محرمیِ حسن نہیں یا خود ماہیتِ حسن ابتک معلوم نہیں یہ وہ مقام ہے جسکو اہلِ نظر حیرت بولتے ہیں مطلب یہ ہے کہ حسنِ لم یزل کا جسقدر مشاہدہ یا نظارہ کیا جاتا ہو حیرت بڑھتی ہے اور حیرت ایک قسم کا عدم العلم ہے۔

نہ کہہ کہ گریہ بمقدارِ حسرتِ دل ہے ۔۔۔ مری نگاہ میں ہے جمع و خرچ دریا کا

لغت۔ مقدار۔ بالکسر اندازہ کرنے کا آلہ اسکی جمع مقادیر ہے۔ جمع بسبب اہل القافلات کا گروہ اور بہت پھل لانے والا نخل اور مزدلفہ کا نام جو مقاماتِ حج میں سے ایک مقام ہے اور اکٹھا کرنا اور واحد کو جمع بنانا اور مٹھی کی گٹھی۔ خرچ۔ بالفتح نکلنا اور بیا مد جسقدر دخل یعنی درآمد اور برآمد سیاہ اور دریا جسکے پانی نکلنے کی راہ نہو۔ مثلاً جھیل اور دریا سمیں ایک مقام کا نام۔ اور بالضم بار دان یعنی خرجی اور بفتحتین سیاہ اور سفید ہونا اور سیاہ اور سفید رنگ کا باہم ملجانا اور خراج یعنی محصول

حل۔ یہ نکہ کہ میرا رونا حسرتِ دل کے موافق ہے کہ جتنی حسرت اتنا ہی رونا۔ بلکہ دریا کا جمع خرچ (دانشگی کا ثبات) میری نگاہ میں ہے یعنی بے حقیقت ہے یا میری آنکھ کا گریہ دریا کے جمع خرچ کے برابر ہے۔

قطرہ مے بسکہ حیرت سے نفس پرور ہوا ۔۔۔ خطِ جامِ مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا

حل- اس شعر سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کون سے وقت کی حالت کا چربا ہے۔ غالباً بزم
مے کا سماں باندھا ہے۔ وہ کہتا ہے شراب کے قطرے حیرت سے نفس پرور شفق ایسے۔ ساکت
منجمد اور محبوس ہو گئے کہ خط جام سے انکار رشتہ اور خود ہر ایک قطرہ گوہر بن گیا۔ گویا خط
جام سے ایک سلک مروارید ہو گئی۔

اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا

حل- غیر کے عشق کا اُسکو اعتبار تھا پس اُسکی آہ کا اعتبار کیوں نہ ہوتا۔ پس جب غیر نے
آہ کی تو معشوق نے یہ سمجھا کہ غالب نے آہ کی ہے۔ کیونکہ اُسی کے عشق کا اعتبار تھا۔ لیکن
اس آہ پر غضبناک ہونا خانہ خرابی کا باعث ہوا۔ اس لئے کہ غیر نے یہ سمجھا کہ معشوق غالب
سے ناراض اور مجھ سے خوش ہے عشق کا اعتبار تو ٹھیک ہوا لیکن غالب پر اُس کا
خفا ہونا بُرا ہوا۔

جب بتقریبِ سفر یار نے محمل باندھا تپشِ شوق نے ہر ذرہ پہ اک دل باندھا

لغت- تقریب نزدیک کرنا۔ قربان کرنا۔ اور گھوڑے کا کودنے میں بار بار اگلے دونوں پاؤں
اُٹھانا جسکو لنگوری پڑتے ہیں۔ سفر (بفتحتین) مسافت طے کرنا اور دن کی وہ روشنی جو
غروب آفتاب کے بعد باقی رہے اور بالکسر کوئی نوشتہ اور کتاب اسکی جمع اسفار ہے
اور بالفتح لکھنا اور عورت کا منہ کھولنا اور اپنے گھر جانا۔ محمل بالفتح بارگیر (خورجی گون وغیرہ)
اور ہودج- اسکی جمع محامل ہے۔ اور معتمد اور بکسر و فتح میم تلوار کا تسمہ۔

حل- جب یار نے سفر میں جانے کو سواری پر ہودج کسا تو تپ کے ایک ایک ذرے پر جہاں
جہاں محمل کا گزر ہوگا عاشق کے شوق تپش نے ایک دل باندھ دیا۔ ذرہ مضطرب ہوتا ہے
تاکہ اُسی کے ساتھ دل بھی مضطرب رہے مطلب صرف یہ ہے کہ یار کے سفر میں جانے سے
عاشق بیقرار ہوا۔

اہلِ بینش نے بحیرت کدۂ شوخیِ ناز جوہرِ آئینہ کو طوطیِ بسمل باندھا

حل- حیرت کا کام ساکت اور مبہوت کر دینا ہے مگر شوخی ناز مضطرب اور حرکت پیدا کرتی ہے۔ پس معشوق کا
عکس جب آئینہ میں پڑا تو جوہر آئینہ جو حیرت سے بے حس و حرکت تھا شوخی ناز سے طوطی بسمل بن گیا
پس ثابت ہوا کہ اہل نظر (شعراء) شوخی ناز کے حیرت کدے میں جوہر آئینہ کو مرغ بسمل باندھتے ہیں
مطلب یہ ہے کہ حیرت اور شوخی کا اجتماع ضدین ہے اہل نظر [illegible] جوہر آئینہ بسمل بنا طوطی کا کام [illegible]

اور دریا کو ساحل و خشک کر دیا۔ اسپر بھی تشنگی بجھتی ہے اور صدائے العطش بلند ہوتی ہو
کہ ہر ایک عالی ظرف خود غرضی گری سے نہیں جھکتے۔

حنائے پائے خزان ہے بہار اگر ہے یہی — دوام کلفت خاطر ہے عیش دنیا کا

لغت حنا۔ بالکسر و نون مشدد ہندی مگر فارسی والے بتخفیف نون استعمال کرتے ہیں خزان بالفتح برج میزان اور عقرب اور قوس میں آفتاب کے رہنے کی مدت اور بعض نے کہا ہے کہ شہریور کی اٹھارویں تاریخ اور بعض نے لکھا ہے کہ خزان بالفتح خز و خزیدن سے مشتق ہے اور حقیقت اور وزن نسبتی ہے یعنی سرد موسم ہو کہ ایام گرم میں گھسے رہنے کے ایام ہیں۔ یا خز یعنی ریشم اور پشمینہ پہننے کے ایام جو موسم سرما میں پہنتے ہیں۔ دوام بالفتح ہمیشگی اور ہمیشہ کدورت یعنی چکڑ جسکو ... کہتے ہیں۔

حل اگر بہار یہی ہے جسکو ہم بڑی خوشی سے دیکھ رہے ہیں تو یہ درحقیقت خزان کے پاؤں کی مہندی ہے اور چونکہ خزان ہر سال لوٹ کر آتی ہے مع ... ایام بہار میں نہیں آتی تو یہ دستہ گویا اسکے پاؤں کی مہندی ہے پس بہار گویا خزان کے لیے زیب و زینت و آرایش کا ذریعہ ہوا کہ پہنچ لیے یا اور وہ آ کے لیے کیونکہ بہار کے معدوم ہو جانے کا نام خزان ہے۔ اسلیے عیش دنیا باعث کلفت خاطر ہی کیونکہ انجام معدوم ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کی بلندی کی پستی ہو انسان اسپر چین نہیں پاسکتا اور طبیعت ایک قسم کی تغیر میں آنے سے منقبض رہتی ہے۔

گھر ہمارا جو نہ روتے بھی تو ویران ہوتا — بحر گر بحر نہ ہوتا تو بیابان ہوتا

لغت بحر بالفتح دریا۔ اور بڑی ندی اور مرد سخی اور فراخ قدم گھوڑا اور عمیق دندان اور آب دہن اور دریا کا کھاری پانی اور شگافتہ دینا اور کانوں کا پھاڑنا اور متحیر کسی خوف سے پریشان ہونا اور سیراب ہونا اور اونٹوں کی ایک بیماری اور اصطلاح شعرا میں شعر کا وزن۔ یعنی جس طرح دریا طرح طرح کی چیزوں۔ جواہر اور نباتات اور حیوانات سے مشتمل ہے اسی طرح بحر وزن بھی انواع شعر پر مشتمل ہے اور جس طرح انسان دریا میں گر کر حیران اور پریشان ہوتا ہے اسی طرح شاعر وزن کے تغیرات زحافات وغیرہ کے وجہ ہونے سے متفکر اور سرگشتہ ہو جاتا ہے اور سوچتا ہے کہ اپنا مضمون کون سے وزن اور بحر میں لاؤن اور بحرین انیس ہیں۔ طویل۔ مدید۔ بسیط۔ وافر۔ کامل۔ ہزج۔ رجز۔ رمل۔ منسرح۔ مضارع۔ مقتضب۔ مجتث۔ سریع۔ جدید۔ قریب۔ خفیف۔ مشاکل۔ متقارب۔ متدارک۔

حل میں اگر رونے کو ضبط کرتا جب بھی گھر ویران ہونے سے نہ بچتا۔ دریا اگر دریا نہ ہوگا یعنی اسکا پانی خشک ہو جائیگا تو اس میں خاک اڑنے لگے گی بیابان ہو جائیگا لیکن رونے سے پہلے گھر کے دریا ہونے اور پھر رونے سے خشک ہو کر بیابان بنجانے کی ضرورت نہیں ورنہ بحر کا اطلاق غلط ہوگا۔

بعد یک عمر ورع بار تو دیتا بارے　　　کاش رضواں ہی در یار کا درباں ہوتا

لغت ورع بالضم و الفتح بد دل ہونا اور حقیر اور چھوٹا ہونا اور بالفتح پرہیزگار ہونا۔ اور بفتحتین پرہیزگار ہونا اور پرہیزگاری۔ اور ڈرنے والا اور بفتح واؤ و کسرہ را پرہیزگار اور ڈرنے والا اور بد دل اور حقیر و ضعیف۔

حل اگر رضوان (دربان بہشت) در یار کا دربان ہوتا تو ایک مدت کے ورع اور تقوی کی سببت جیلنے پر بار یابی تو حاصل ہو جاتی مگر معشوق کا دربان تو ایسا کمبخت نالائق جانبر کہ خواہ لاکھوں جتن کرو ڈیوڑھی پر پھٹکنے ہی نہیں دیتا۔

ایک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا　　　یاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا

لغت جادہ بتشدید دال راہ باریک و راہ راستہ جو آمد و رفت سے پیدا ہو جاتی جس کو ہندی میں ڈنڈا کہتے ہیں فارسی والے اسکو بتخفیف دال استعمال کرتے ہیں۔ فتیلہ ماخوذ از فتل بالفتح بمعنی بالفتن (بٹنا) بتی کو کہتے ہیں اور جو لوگ فلیتہ کہتے ہیں انکے نزدیک فلت سے مشتق ہے بمعنی نکلنا گفتہ شدہ بمعنی جلد اور جلد۔ آگ اور شعلہ قبول کرنے والی۔

حل موسم بہار کا ذکر کرتا ہے کہ باغ کی زمین کا ایک ذرہ بھی بیکار نہیں چاروں طرف گل و گلزار کھلا ہوا ہے۔ جادہ (ڈنڈا) تک جہاں آدمیوں کی آمد و رفت سے گھانس تک نہیں اگتی وہ بھی استعداد بہار اور پھولوں سے سرسبز ہو رہا ہے کہ لالہ کا داغ روشن کرنے کی بتی بنا ہوا ہے چونکہ جادہ میں طوالت ہوتی ہے پس مطلب یہ ہے کہ بتی منقش زور لالہ کے داغ کہکشاں میں دور تک لگی ہے اور اسی سے لالہ کا داغ روشن ہے۔

بے مے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی　　　کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خط ایاغ کا

لغت آشوب شور و فتنہ اور غوغا اور کسی شے کا برہم ہو کر نکلنا حوصلہ بفتح صاد و سہلہ پوٹا بیکھی۔ جانور کا پوٹا مگر بمعنی قدرت و طاقت و ظرف مادہ مستعمل ہے۔ ایاغ بالفتح پیالہ و بو یہ ترکی زبان کا لفظ ہے۔

حل جا کو پہنچ سکو آگاہی دہر خس مین آنے کا آشوب فرو کرنے کی طاقت کہان بھی
یعنی جب تک شراب نہین اگاہی پر غالب نہین آسکتے ساقی جو ہمکو پیاسے کے موافق
یعنی جام کے خط ساغر تک بھر کر شراب رہتا ہی تو یہ حوصلہ کا عجز ہی اور اسی عجز حوصلہ نے
جام مین خط کھینچ دیا ہی ورنہ بلانوش مستون کا حوصلہ تو اس سے بہت بڑھ کر ہی وہ تو
خم کے خم ڈکار جاتے ہین۔ یہ پیالہ یک جام۔ حالانکہ اسمین بھی حد لگا دی۔

تازہ نہین ہی نشۂ فکرِ سخن مجھے ۔ تریاکیِ قدیم ہون دودِ چراغ کا

لغت نشہ بالفتح وتشدید شین بروزن پشہ بیہوشی اور وہ اس کا نشہ ہو جاتا جو
مسکرات کے استعمال سے پیدا ہو۔ اس معنی مین نشا ربالف وہمزہ لکھنا غلط ہی۔
اور نشاء بالف وہمزہ بھی کوئی لفظ نہین بلکہ نشا بروزن فعل ہی مگر بروزن سترح
فکر بالکسر سوچ اور سوچنا اور بفتح بھی آیا ہی۔ اور بمعنی حاجت۔ سخن بضمتین وضم
اول وفتح ثانی اور بفتح اول وضم ثانی بات چیت اور شعرا کی اصطلاح مین شعر تریاق
اور تریاک ایک معجون ہی جو بہت سی دواؤن سے بنتا ہی مقوی دماغ اور تمام زہرون کا
دافع ہی جسکو تریاق کبیر کہتے ہین۔

حل مجھے فکر سخن کا نشہ کچھ نیا نہین ہو مین تو قدیم سے دود چراغ کا تریاکی ہون یعنی
مین نے راتون چراغ کے سامنے بیٹھ کر سخن پردازی کی ہی اور چراغ کا دھوان دماغ
مین لیا ہی پس وہ میرے حق مین تریاک ہو گیا ہی اور نشے کا کیا علم، یا کیونکہ تریاک اسکی
سمیت دور کرتا رہتا ہی۔

بے خونِ دل ہی چشم مین موجِ نگہ غبار ۔ یہ میکدہ خراب ہی مے کے سراغ کا

حل دلمین خون کے نہونے کا شاکی ہی یعنی چاہتا ہی کہ آنکھ مین اشکون کی راہ خون
دل آئے مگر نہین آتا پس آنکھ مین موج نگہ ایک غبار رنگی ہی یعنی بغیر خون دل کچھ
نظر نہین آتا۔ پھر خون دل کو مے بطور تشبیہ باندھتا ہی اور کہتا ہی کہ یہ میکدہ آنکھ ہے
(خون دل) مے کی جستجو مین خراب ہی کہ شراب ملے تو آباد ہو اور خون دل آئے تو غبار
دور ہو کیونکہ تری سے غبار دور ہو جاتا ہی۔ بہت پہلودار اور نہایت نازک بلیغ مضمون ہی

باغِ شگفتہ تیرا بساطِ نشاطِ دل ۔ ابرِ بہار خمکدہ کس کے دماغ کا

حل دلمین جو محبت معشوق یا محبت الٰہی کی خوشی بھری ہی تو گویا تیرا ایک شگفتہ باغ ہی

حل - تیرا دل جو بہار عشرت و نشاط کا ایک شگفتہ باغ ہے جو یادِ الٰہی میں ہر
وقت خرم و شاداب رہتا ہے ایسے سامانِ نشاط کے ہوتے ہوئے تو بہارِ گذشت
چمن (دنیا کے عیش و نشاط) سے متمتع ہونے کی کسے داغ کرتا ہے یعنی تمہیں
افسوس ہوگا اگر تو اب بھی عیشِ دنیا پر فریفتہ ہوگا

یک الف بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز ۔ چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا

اس شعر کے حل کرنے میں تمام ہندوستان کے شعرا اور بڑے بڑے اساتذہ
پریشان و سرگرداں رہے ہیں حالانکہ دوسرے اشعار بھی بہت سخت اور ادق
ہیں وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے غالب کے کلام کو چیستاں اور لغز سمجھ کر چھوڑ دیا
ایک صاحب نے پچھلے دنوں اس شعر کے حل کرنے کا انعامی اشتہار شائع کیا۔ ہم کو
انعام کی پرواہ نہیں کیونکہ خدا کے پیروں اور معاونوں کی قدردانی نے
بے مستغنی کر دیا ہے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ انعام دینے والے حضرت حل کو بخوبی سمجھیں
اور پیر و مرشد کی تجدید و الہام کے قائل ہوں۔

لغت - صیقل بالفتح آئینہ وغیرہ کا زنگ صاف کرنے والا اور تلوار کا تیز کرنا
اس کی جمع صیاقل اور صیاقلہ ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ صیقل بمعنی صیقلہ یا
مصقلہ صاف کرنے کا آلہ ہے اور یہی معنی مصدر بھی آتا ہے یعنی صاف کرنا اور چمکانا
مگر تحقیق یہی ہے کہ صیقل اسم فاعل ہے یعنی زنگ چھڑانے والا مجازاً مصقلہ (آلے)
کو بھی صیقل کہنے لگے۔ جیسا کہ شمشیر کو صارم اور کارد کو قاطع لکھتے ہیں اسی وجہ سے
صیقل کو صیقلی کہتے ہیں اور صیاقلہ جمع صیقل کی ہے نہ کہ صیقلی کی۔

حل - یہ شعر اہل تصوف کے مذاق و اصطلاح میں ہے۔ اہل تصوف میں ایک شغل
ہے کہ قلب پر حرف و اسم اللہ منقش جماتے ہیں تاکہ تزکیہ اور تصفیہ حاصل ہو اور
دل پر دوسرا نقش نہ جمنے پائے۔ مصرع اول کے میں آئینے سے مراد دل ہے پس
غالب کہتا ہے کہ اس قدر محنت و ریاضت اور تصفیہ کے بعد میرے آئینہ دل پر ایک
الف (جو اللہ کے الف سے مراد) سے زیادہ صیقل نہیں ہوا۔ یعنی پورا حرف اللہ منقش نہیں
ہوسکا اور چونکہ الف اور گریبان کی ایک شکل ہے۔ پس میں عشق الٰہی کی وحشت
میں اللہ کے الف کو گریبان سمجھ کر چاک کرتا ہوں یعنی جیب پھاڑ تصفیۂ قلب

نہیں ہوتا اور استر یہ ہے دل پر کا خط منقش نہیں ہوتا تو اوہ ہوا تصفیہ یعنی درت
واسطے اس کا منقوش ہوتا ہے فائدہ ہے اور مادوں یا شاگردوں میں جب کوئی
عمل یا وظیفہ یا شغل وہ ہو رہا ہوتا ہے کہ جیسا نات وغیرہ میں خرابی یا بے
احتیاطی واقع ہوتی ہے تو عامل کو وحشت پیدا ہو جاتی ہے اور اکثر شری الدماغ
ہو جاتے ہیں

شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر مت پوچھ + اس قدر تنگ ہوا دل کہ میں زنداں سمجھا

اصلاح - اس شعر میں غلطی واقع ہوئی ہے کیا معنی کہ دل ہی گرفتار (قیدی) اور
دل ہی قید خانہ ہے۔ مصرعہ اولیٰ میں بجائے گرفتاری کا طرز گرفتاری عاشق
یا پہلا مصرعہ یوں ہو سے پوچھتے میری گرفتاری کی شرح اسباب - یا سے مجھ
کی سے پوچھ تو شرح اسباب - اس صورت میں ال زنداں ہوگا اور عاشق یا متکلم
قیدی - اہل نظر ایں اصلاح کو سمجھینگے - مگر بلید الطبع کوڑ مغز - اور حاسدین تصحیح کا
دل میں تو تسلیم کرینگے - مگر نکتہ پروری سے بازا رہینگے۔

بدگمانی نے نہ چاہا اسے سرگرمِ خرام + رخ پہ ہر قطرہ عرق دیدۂ حیراں سمجھا

حل معشوق خود اپنے سے بھی بدگمان ہے اسلئے یہ خیال کیا کہ میں اگر بہت دور تک
سرگرم خرام ہونگا چلوں پھروں گا - تو چہرہ پر عرق ضرور آئیگا اور چہرہ پر قطرہ عرق دیدۂ
حیراں کا کام دیگا اور یہ منظور نہیں کہ کوئی آنکھ اوسکو دیکھ سکے خصوصاً وہ آنکھ جو
رخسار پر جم جائے

عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا + نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا

لغت - نبض رگوں کی حرکت و حرارت خون اور دوران خون سے قایم رہتی ہے -
حل میں نے جان لیا کہ اگر عجز کروں گا تو معشوق ضرور بدخو اور تند مزاج ہو جائیگا -
پس جیسے نبض خس (تنکے) کے ٹوٹنے سے تشخیص کر لیا کہ اسمیں شعلۂ سوزاں کی حرارت
ہے یعنی جب عجز کرونگا معشوق تند خو ہوگا تو ضرور جلا دیگا مطلب یہ ہے کہ میرا عجز
اور بھی ہلاکت کا باعث ہوگا -

سفرِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی + ہر قدم سایہ کو میں اپنے شبستاں سمجھا

لغت - ضعف بالفتح و الضم سستی - ناتوانی - ضد قوت - و بالفتح بمعنی دو

اسکی جمع ربوب ہے۔ اور عظیم ربا رشد و اندک و بسیار۔ ہلاک بالضم نیست ہونا اور تحقیق
نیست کرنا۔ اور وہ زمین ہموار جو پہاڑون کے مابین ہو اور ہلاک شدہ مفعول جو گر جائے۔
حل۔ عاشق کی شہادت گاہ مین جو کبوترون تک حنا لگ رہی ہی تاکہ معشوق اسکو اپنے پاؤن
مین ٹھکرائے تو یا خدا اس سے صاف ظاہر ہو کہ عاشق کسقدر حسرت پابوس مین ہلاک ہوا ہی کہ مرنے
کے بعد بھی حنا کے ذریعے سے پابوسی کی تمنا ہی۔ مصرعہ دوم اگر یون ہوتا تو زیادہ خوبی تھی۔ ع
کسقدر یارب شہید حسرت پابوس تھا۔

حاصل الفت نہ دیکھا جز شکست آرزو ۔ دل بدل پیوستہ گویا یک لب افسوس تھا

حل۔ الفت کا حاصل بجز شکست آرزو کے کچھ نہ دیکھا۔ ہاتھ دل لپٹ کر یعنی دل خود اپنے ہی
لپٹکر ایک لب افسوس بن گیا۔ افسوس کرنے کے لیے بھی دو لبون کی ضرورت ہوتی ہی یہان
ایک ہی لب رہ گیا یعنی الفت مین جب افسوس تک کے حاصل کرنے مین بھی تنگی رہی تو کیا حاصل عشق

کیا کہون بیماری غم کی فراغت کا بیان ۔ جو کہ کھایا خون دل بے منت کیموس تھا

لغت۔ فراغت بالفتح کسی کام سے فارغ ہونا اور بالضم آپ سے... اور فراغ بالفتح کسی کام سے
فراغت پانا اور بالکسر ڈول کی چلپائی اور وہ برتن جسمین [illegible] رکھین اور [illegible]
ہو اور نیز [illegible] وسیع جو پانی رہنے کے لیے چمڑے سے بناتی ہین اور بہت دودھ دینے والی
اونٹنی اور وہ کمان جسکا تیر بہت زور سے جا کر اور بڑا کاسہ [illegible] ٹھنکے اور چوڑی بھال۔
کیموس بروزن مجوس یہ سریانی زبان کا لفظ ہی۔ جاننا چاہیے کہ جب غذا معدے مین جاتی ہو
تو اسکے تحلیل ہونے کے دو درجے ہین۔ اول کیلوس یعنی غذا معدے کی حرارت سے پک کر
آش جو کے مانند گاڑھی ہو جاتی ہو۔ دوم کیموس یعنی غذا جگر مین پک کر رقیق پانی کی شکل بن جاتی ہو
اور بعض نے لکھا ہی کہ کیموس اس رطوبت کا نام ہی کہ غذا جگر اور عروق مین [illegible] پاک صاف جیسی ہو جاتی ہو
اور پھر خون بنکر جزو بدن بن جاتی ہو۔

حل۔ ہماری غم جو ہمیشہ دل کو لگی رہتی ہی اسکی فراغت کا حال کیا بیان کرون کہ خون دل
بے منت کیموس یا پی پیشکر فارغ ہو جاتی ہی یعنی ایسی بلا کش ہی کہ طبع ثانی کی بھی ضرورت نہ اٹھائی بس
دم مین خون دل کا لقمہ کر گئی۔

برروے شش جہت در آئینہ باز ہے ۔ یان امتیاز ناقص و کامل نہین رہا

حل۔ زمانہ کی ناقدردانی کی شکایت کرتا ہی یعنی آئینہ مین سب کا منہ یکسان نظر آتا ہی آئینہ

حُسن کی رعایت و امتیاز نہیں کرتا اُسکے نزدیک ناقص و کامل سب برابر ہیں ہم بعاز
تماشا کو کہ ناقص و کامل کی کچھ تمیز نہیں ششش جہت دنیا۔

دل سے ہوائے کشتِ وفا مٹ گئی کہ واں　　حاصل سوائے حسرتِ حاصل نہیں رہا

حل: اے دل ہوائے کشت وفا کی آرزو جاتی رہی یعنی یہ اُمید نہیں کہ عاشق کو وفا کا پھل ملیگا
کیونکہ اس کھیت سے بجز حسرت حصول کے کچھ حاصل نہیں یعنی حسرت ہی حاصل رہ گئی ہے
واضح ہو کہ پہلی تو حاصل بمعنی محصول مستعمل ہوا اور دوسری بمعنی حصول ورنہ حاصل رہنا یا
حاصل رہا بے معنی ہوگا۔

ذرہ ذرہ ساغرِ میخانۂ نیرنگ ہے　　گردشِ مجنوں بچشمکہائے لیلیٰ آشنا

حل: اس شعر کی ترکیب نیز معنی اور غالب کی ترکیب ہی کے سمجھنے میں لوگ دماغ پاش ہو
رہے ہیں کیونکہ غالب کا یہ شعر تو لغز اور چیستاں ہو جاتا ہے مجدد کو غالب کا مشکل سے مشکل
شعر بھی آسان سے آسان نظر آتا ہے اب سنئے وہ کہتا ہے کہ ساغر میخانۂ نیرنگ (دنیا) کا
ذرہ ذرہ گردش مجنوں بچشمکہائے لیلیٰ آشنا ہو رہا ہے۔ ذرہ ذرہ کو ساغر کا مضاف سمجھیگا
ورنہ فک اضافت ہوگا اور غالب کی یہ شان نہیں بلکہ ذرہ ذرہ سے تمام و کمال اجزا
ساغر مراد ہے مطلب یہ ہے کہ ساغر میخانۂ نیرنگ اپنے فعل اختیاری سے خود بخود گردش
نہیں کرتا یعنی دنیا جو زمانہ کے تمام حوادث و حرکات کا مجموعہ اور وہ جو گردش ہے تو اسکا محرک
اور ہر ذرہ جب تک نامعلوم ہے جیسے لیلیٰ کے اشارہ چشم پر مجنوں حرکت کرتا ہے یعنی اسکا تابع ہے علی ہذا
جملہ حالات ساغر نیرنگ کے ذرے ہیں۔ نہ صرف ساغر بلکہ اسکا ہر ذرہ یعنی نہ صرف زمانہ بلکہ
جو کچھ اس میں موجود ہے اور جن اجزا سے زمانہ مرکب ہے سب اسی شاہد حقیقی کی
یعنی حقیقت کے اشارہ چشم پر حرکت کر رہے ہیں ترکیب میں بچشمکہائے لیلیٰ آشنا گردش
مجنوں کی صفت واقع ہوئی ہے یعنی سائل سوال کرتا ہے کہ ساغر میخانۂ نیرنگ یہ اجزا ذرہ
کیا شے ہے تو مجیب جواب دیتا ہے کہ گردش مجنوں بچشمکہائے لیلیٰ آشنا ہے یعنی اسکی مثال ایسی ہے
جیسے گردش مجنوں کی جو لیلیٰ کی چشمک سے آشنا ہے۔ شعر میں نقص یہ واقع ہوا ہے کہ مطلق
ساغر گردش کا مستلزم نہیں پس مصرع اولے یوں ہونا چاہئے ع ذرہ ذرہ جام تقدیر
ساقی نیرنگ ہے۔ یعنی زمانہ خود ساقی ہے اسکے دور کا جام یعنی ایک ساقی یعنی ساقی ازل
کی گردش چشم کا تابع ہے یہ بات نہ کے ناظرین بڑے بڑے دقیقہ سنج علما اور فضلا اور صاحبان

ذہن ثاقب میں وہ صنعت بدیعہ کے نکات سمجھیں گے اور متعصب ملا تیرہ دروں کے نزدیک
تو یہ رام کہانی تجنیس کے آگے ہیں ہے۔

شوق ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز — ذرہ صحرا دستگاہ و قطرہ دریا آشنا

حل: ارباب عجز کے حق میں انکا شوق ہی نازش کے سامان پیدا کر دیتا ہے یعنی شوق ہی انکو اپنے عجز پر ناز کرنے کا حوصلہ دلاتا ہے کیونکہ ذرہ صحرا کی دستگاہ رکھتا ہے اور قطرہ دریا کا آشنا ہوتا ہے یعنی دونوں کی حقیقت ایک ہے۔ بے شمار ذروں سے صحرا مرکب ہے اور بے شمار قطروں سے دریا پس ہر ذرہ اپنے صحرا پر اور ہر قطرہ اپنے دریا پر ناز کرتا ہے۔

شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے — میرا زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا

حل: اگر تیرا آشنا آئینہ ہے تو میرا مونس زانو ہے جس پر غم میں ہر وقت میرا سر دھرا رہتا ہے پس دونوں برابر ہو گئے اب رشک کی شکوہ سنجی فضول ہے لیکن لفظ (ہمدیگر) اس امر کا مقتضی ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے سے رشک ہے حالانکہ معشوق کو یہ رشک ہرگز نہیں کہ غالب کا سر زانو پر کیوں دھرا رہتا ہے۔ یہ صنعت تالیف ہے۔

کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ — سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا

حل: اگر کوہکن نے پوری کوشش کی تو وہ درحقیقت نقاش (سنگتراش) تھا یعنی چاہتا تھا کہ شیریں کی ایک تمثال (مورت) بنا لے۔ وہ شیریں کا عاشق تھا بھلا کہیں پتھروں سے سر پھوڑنے میں بھی آشنا پیدا ہوا ہے کوہکن پر افسوس ہے کہ بجائے اس کے کہ پہاڑ کھودتا اور پتھر اپنا سر پھوڑ لیا۔

غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے ورنہ یاں — بے شانۂ صبا نہیں طرہ گیاہ کا

لغت: وہم بالفتح کسی شے کی جانب دل کا بغیر قصد کے جانا اور گمان کرنا اور بالفتحین حساب وغیرہ میں غلطی کرنا اور کمزور ہونا۔ صبا بالکسر لڑکپن اور بالفتح مشرقی ہوا اور بالفتح و بالمد یعنی صبا بچوں کے ساتھ کھیل کرنا۔ طرہ بالضم تخفیف راء بمعنی زلف اور چوٹی اور پیشانی کا بال اور ہر شے کا کنارہ اور نقش کا علاوہ اور گھر کے آگے کا سائبان جو اشعار اور چوبکوں سے بنایا جائے یعنی چھجا اسکی جمع طرر ہے۔

حل: غافل انسان اس وہم میں مبتلا ہے کہ معشوق کا ناز خود آرا ہے یعنی مستغنی حسن مشاطہ کی حاجت نہیں حالانکہ گھاس کو بھی صبا کے شانہ کا محتاج ہے۔ ہوا ہی کے اثر سے گھاس اگتی ہے اور ہوا ہی اس میں خم و پیچ پیدا کرتی ہے۔

بزمِ قدح سے عیشِ تمنا نہ رکھ کہ رنگ — صید ز دام جستہ ہے اس دام گاہ کا

حل بزمِ عیش و عشرت شراب و کباب یا بزم ہستی سے عیش کی تمنا نہ رکھ کیونکہ اس بزم کا رنگ دام سے بھاگا ہوا ایک شکار ہے یعنی بزرگ و شکاری بن کر بادشاہوں یا امیروں کے لئے اس رنگ بزم عیش کو شکار کرنا چاہا مگر وہ دام سے نکل گیا۔ پس جب یہ تجربہ ہو گیا ہے تو تیرے دام میں کب رہ سکتا ہے یعنی عیش ہستی ناپائیدار ہے۔

رحمت اگر قبول کرے کیا بعید ہے — شرمندگی ہی عذر نہ کرنا گناہ کا

لغت قبول بالضم کے آتا اور باد صبا کا چلنا اور کنوئیں میں ڈول کا ڈالنا اور قبول کرنا اور باد صبا اور وہ عورت جو کسی یتیم بچے کو گود لے اور پرورش کرے۔

حل اگرچہ عذر نہیں کیا لیکن اسکا یہ باعث شرمندگی ہے کیونکہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے پس اگر رحمت الٰہی عذر گناہ نہ کرنے کی شرمندگی قبول کرے تو کچھ بعید نہیں دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ رحمت ہر چیز قبول کرنے والی ہے اب گناہ کا عذر نہ کرنا قابل شرم ہے۔

مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں کہ ہے — پرگل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا

لغت مقتل بالفتح مار ڈالنا اور مار ڈالنے کی جگہ اور مار ڈالنے کا زمانہ اور انسان و حیوان کا وہ عضو کہ جب اس پر ضرب پہنچے تو فوراً مر جائے مراد کا مقام ہے مقتل اردو میں کہتے ہیں یعنی مر جانے کا مقام موت کا وقت کے بھی ہیں کہ جب وہاں ضرب پہنچے تو فوراً مر جائیگا۔

حل میں مقتل کو کیسی خوشی سے جا رہا ہوں کہ تیغ قاتل سے جو زخم پہنچیگا اسکے تصور سے دامن نگاہ پرگل ہو یعنی گلشن زخم سے نگاہ اپنا دامن بھرے ہوئے ہو جب آنکھوں کی یہ کیفیت ہے تو خوشی دل کی کیا کیفیت ہوگی۔ مطلب صرف اسقدر ہے کہ میں اپنے قتل ہونے پر خوش ہوں۔

جاں در ہوائے یک نگہِ گرم ہے اسد — پروانہ ہے وکیل ترے دادخواہ کا

حل اسے معشوق اسد تیری ایک نگاہ گرم کی خواہش میں جان دیئے کو تیار ہے تیرے اجلاس بزم میں اس عاشق کی طرف سے پروانہ کو دادخواہی کے لیے وکیل کر رکھا ہے یعنی پروانہ بھی یہی چاہتا ہے کہ ایک نگاہ گرم صحبت میں غالب کا کام تمام کر دیا جائے (موکل سے وکیل دعوے سے کہیں بڑھ کر)

جور سے باز آئے پر باز آئیں کیا — کہتے ہیں ہم تجھکو منہ دکھلائیں کیا

حل ظلم کرنے سے باز آئے مگر کیونکر باز آسکتے ہیں کیونکہ وہ نادم ہو کر یہ کہتے ہیں کہ اب ہم تجھے کیا منہ دکھائیں۔ حالانکہ منہ دکھانا عاشق کے لیے بڑے صیاد کی ظلم ہے۔

پیشینے، بکنے اور پینے سے مراد ہی شراب)

پوچھ مت وجہ سیہ مستی ارباب چمن　　سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہوا موج شراب

حل ارباب چمن (درخت اور پودے) بدمست ہو کر جھوم رہے ہیں تو اسکی وجہ یہ ہے کہ درخت انگور کے سایہ میں آکر ہوا بھی موج شراب بنجاتی ہے اور سب کو مست کر دیتی ہے۔

جو ہوا غرقۂ مے بخت رسا رکھتا ہے　　سر سے گزرے پہ بھی ہے بال ہما موج شراب

حل شراب میں ڈوبنا گویا اسکا نصیب بہت رسا ہے کیونکہ موج شراب جب سر سے گزرتی ہے تو بال ہما بنجاتی ہے

نفس موج نباتی ہے جگر تشنۂ ناز　　دے ہے تسکیں بدم آب بقا موج شراب

حل موج نباتی (جس سے نباتات اور حیوانات بڑھتے ہیں) موج شراب کے نازک جگر تشنہ پیاسی ہے موج شراب آب حیات بنکر اسکو سیراب کرتی ہے

بسکہ دوڑے ہے رگ تاک میں خوں ہو ہو کر　　شہپر رنگ سے ہے بال کشا موج شراب

حل درخت انگور کی رگوں میں خون بنکر دوڑ رہی ہے اور یہ جو موج شراب میں رنگ کا شہپر لگ گیا ہے وہ اسی سے شراب کو اڑنا دکھا رہی ہے شعر میں مضمون سبب منطقی ہے دوڑ کے بعد اڑنا اسوقت ہوگا جبکہ پہلے پہ گھوڑے میں سبب سے معرفہ اسکے بیان ہوتا ہے کہ روشنی ہے جو رگ تاک میں خون ہو ہو کر (بسکہ) صحیح نہیں۔

موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہ خیال　　ہے تصور میں ز بس جلوہ نما موج شراب

حل موج شراب تصور میں سے گزرگاہ خیال گویا موج گل کا چراغاں بنا ہوا ہے حالانکہ ابھی موج شراب کی نوبت نہیں آئی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور سرخ آنکھوں میں لالہ زار کھلتا۔

نشے کے پردے میں ہے محو تماشائے دماغ　　بسکہ رکھتی ہے سر نشو و نما موج شراب

لغت نشو بالفتح پیدا ہونا اور اگنے اور بڑھنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ نشو و نما دو نو لفظ نون میں سنا بضم نون غلط ہے۔

حل موج شراب کو دماغ کے نشو و نما پانے کا خیال ہے پس وہ نشے کے پردہ میں باغ کے گل و گلشن کے تماشا میں محو ہو رہی ہے

ایک عالم پہ ہیں طوفانی کیفیت فصل　　موجۂ سبزۂ نوخیز سے تا موج شراب

لغت فصل بالفتح چار موسموں سے ایک موسم اور گن کا ایک حصہ اور کلام کا ایک ٹکڑا اور

جدا ہونا اور جدا کرنا یعنی دو چیزون کے مابین کوئی حجاب اور کاشنا ورمنطقیون کی اصطلاح مین فصل وہ ہو کہ مشارکات ذاتیہ سے کسی شے کو تمیز دے جیسا کہ نطق کہ انسان کو دیگر حیوانات سے جو حیوانیت مین شریک ہین تمیز دیتا ہو۔ حل فصل بہار کی فراوانی کیفیت ہوئی سبزہ اور موج شراب پر کیا

شرح ہنگامۂ ہستی ہی زہی موسم گل — رہبر قطرہ بدریا ہی خوشا موج شراب

لغت موسم بالفتح کسی بات کا وقت اور فراہم ہونے کی جگہ۔

حل موسم گل کیا اچھا ہی کہ ہنگامۂ ہستی کی شرح ہی یعنی چند روزہ ہی اور موج شراب کیا خوب ہی کہ دریا مین قطرے کے ملانے کی رہبر ہو کیونکہ جب بہت سے قطرے فراہم ہونگے تو دریا بنجائیگا۔ یا یہ معنی کہ شراب شوق محبت حقیقی تک پہنچا دیتی ہے۔

باب التاء

افسوس کہ دندان کا کیا رزق فلک نے — جن لوگون کی تھی در خور عقد گہر انگشت

حل کمال اور اہل کمال کی کس مپرسی کی شکایت کرتا ہو کہ جن لوگون کی انگلیاں اس قابل تھیں کہ عقد گہر بنجاتیں یعنی وہ لوگ متمول اور آسودہ ہو جاتے یا وہ انگلیاں اس قابل تھیں کہ جواہر کی لڑیان گوندھتیں اب وہ دانتون کا رزق بنگئی ہین۔ یعنی اہل کمال دندان حسرت سے اپنی انگلیاں کاٹ رہے ہین۔

کافی ہی نشانی تری چھلے کا نہ دینا — خالی مجھے دکھلا کے بوقت سفر انگشت

حل سفر کے وقت مین نے کہا کہ نشانی کے لیے مجھے اپنا چھلا دیتے جایئے اسکے جواب مین معشوق نے انگوٹھا دکھادیا سیہی نشانی کافی ہی کہا توحید معرفت کے سوشل اشعار۔ کہا یہ فرمات ہ

علی الرغم دشمن شہید وفا ہون — مبارک مبارک سلامت سلامت

لغت علی الرغم بفتح را و مہلہ وسکون غین یعنی برخلاف و برعکس کیونکہ رغم کے معنی ناک مین آلودہ ہونا ہین پس کسی شخص کے برخلاف کوئی کام کرنا گویا اُسکو ناک مین ملانا اور ذلیل و خوار کرنا ہو۔

حل مین دشمن کے برخلاف شہید وفا یعنی وفا کا کشتہ ہون اور دشمن بے وفا ہی بس۔ جسکو دیا وہ مبارکی اور سلامتی۔ کونسا موقع ہوگا۔

نہین گر سر و برگ ادراک معنی — تماشائے نیرنگ صورت سلامت

حل اگر ہم عالم معنی کا ادراک نہین کرسکتے یعنی چشم حقیقت بین نہین رکھتے تو نیرنگ صورت کے تماشا کو سلام آخر۔

آخط سے ہوا ہے سرد جو بازار دوست　　دود شمع کشتہ تھا شاید خط رخسار دوست

حل سبزۂ خط کے آنے سے ہی جو دوست کے حسن کا بازار سرد ہو گیا تو شاید سبزۂ خط بھی بجھی ہوئی شمع کا دھواں تھا شمع حسن جو بجھی تو دھواں باقی رہ گیا یہ تھا سبب کہ جب خط نکل آتا ہے تو ملاحت و صباحت کا نور جاتا رہتا ہے۔

چشم ما روشن کہ اس بیدرد کا دل شاد ہے　　دیدۂ پرخوں ہمارا ساغر سرشار دوست

حل میں جس قدر روتا ہوں اُس بیدرد کا دل شاد ہوتا ہے گویا میرا دیدۂ پرخوں دوست کی طبیعت خوش کرنے کو ایک ساغر سرشار ہے (دیدۂ پرخوں کے ساتھ (چشم ما روشن) نے مزا دوبالا کر دیا ہے) مگر دوسرا مصرعہ کلام غیر تام ہے حرف ربط اڑا دیا ہے غالباً یوں ہوگا۔ دیدۂ پرخوں بنا ہے ساغر سرشار دوست یا دیدۂ پرخوں ہے گویا ساغر سرشار دوست

خانہ ویراں سازیِ حیرت تماشا کیجیے　　صورت نقش قدم ہوں رفتۂ رفتار دوست

حل حیرت سے جو کچھ میری خانہ ویرانی کی ہے اُسکا تماشا دیکھیے کہ میں رفتار دوست کا ایسا وارفتہ ہوں کہ مثل صورت نقش قدم گھر در چھوڑ کر خاک پر پڑا ہوں کہ دوست پھر جلوۂ رفتار دکھلائے۔

باب الجیم

گلشن میں بندوبست برنگ دگر ہے آج　　قمری کا طوق حلقۂ بیرون در ہے آج

حل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس غزل کے تمام اشعار کسی ماتم میں لکھے گئے ہیں کہتا ہے کہ آج گلشن میں ایسا عجیب بندوبست ہے جو طوق قمری حلقہ بیرون در بنا ہوا ہے یعنی خود طوق قمری باہر بیٹھ کر دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے کہ میں اور ساتھ ہی کر جیسے ہی ماتم میں شریک کر لیں۔

آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ　　تار نفس کمند شکار اثر ہے آج

حل ہر فغاں کے ساتھ دل کا ایک ٹکڑا آ رہا ہے اثر کے شکار کرنے کو ہر تار نفس ایک کمند بنا ہوا ہے یعنی بدبختی سے نالہ اثر ہو رہا ہے۔

اے عافیت کنارہ کر اے انتظام چل　　سیلاب گریہ درپئے دیوار و در ہے آج

حل اے عافیت کنارہ کر اور اے انتظام رخصت ہو کیونکہ گریہ کا سیلاب دیوار و در کے ڈھانے کی فکر میں ہے بچاؤ کی کوئی تدبیر سودمند نہ ہوگی۔

نفس نہ انجمن آرزو سے باہر کھینچ　　اگر شراب نہیں انتظار ساغر کھینچ

حل - تو انجمن آرزو سے باہر نہ نکل اگر شراب نہیں کہ بزم میں مستی کا سامان ہو تو ساغر کا انتظار کھینچ

کیونکہ تجھے تو بزم آرزو سے کام ہے خبردار جو اس بزم سے ساقی کی باہر نکلی اس شعر میں پیشبہ وارد ہوتا ہے کہ نفی تو شراب کی ہے اور انتظار ساغر کا جو شے موجود نہیں اسکا انتظار بھی ہونا چاہیے پس دوسرا مصرعہ مشکوٰۃ یوں ہونا چاہیے تھا کہ نہیں ہے ساغر اگر انتظار ساغر کھینچ۔ جواب یہ ہے کہ میکشی محاورہ ہے ساغرکشی محاورہ نہیں ذہن میں ناظرین یہ بیٹھے کہ معنی مکرر بتدریج رنگ۔ و ساقی تو مسلم بزبان آتش ۔

کمال گرمیِ سعیِ تلاشِ دید نہ پوچھ — برنگِ خار مرے آئنے سے جوہر کھینچ

لغت تلاش منتخب میں اسکے معنی غیب شدن کے لکھے ہیں اس صورت میں یہ لفظ عربی ہے لیکن غیاث اللغات میں اسکو ترکی بتایا ہے اور لکھا ہے کہ تلاش بروزن شاباش غلط ہے بلکہ تلاش بروزن خراش ہے اور تلاشی بھی غلط ہے بلکہ تلاشی ہونا چاہیے۔

حل میرا آئینہ یعنی خود میرا دل جو تلاش دید میں مستعدی (دوا دوش تجسس) کرتا تھا یعنی چاہتا ہے کہ کوئی بصیر اور قدردان ملے کہ اس آئینے کے جوہر دیکھے تو اوسکی کیفیت نہ پوچھ اور نہ پوچھنے کی ضرورت ہے کیونکہ کمال گرمی سعی تلاش کے باعث میرے آئینے کا پانی خشک ہوگیا ہے (سعی اور دوا دوش یعنے پھرنے سے رطوبت خشک ہو جاتی ہے) اور اسکے جوہر کانٹا جیسے کہ جو میرے آئینے کو تکلیف دے رہے ہیں کیونکہ وہ تلاش دید میں سرگرم ہے پس تو نہ کانٹا جیسے پاؤں سے نکال مطلب یہ ہے کہ اے غالب یہ دیکھ کہ تیرے جوہر فن کا کوئی قدردان کیوں نہیں ملتا بلکہ تو بیکار ہے جو ہر ایک ہے جیسے کانٹا سکا ہے نہایت بلند اور پیچیدہ مضمون ہے بزبان آتش تو سمجھائے سے بھی نہ سمجھے انشاء اللہ وقائع ۔

تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل — کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ

حل اے دل تیرے واسطے بہانہ راحت صرف انتظار کافی ہے یعنی معشوق کا انتظار کھینچنے میں راحت ہے معشوق نے یہ اشارہ نہیں کیا کہ میرے انتظار کے بدلے بستر کا ناز کھینچ اور منتظر رہ کہ کب معشوق آئے اور کب اوس سے ہم بستر ہوں یعنی دوست کو یہ امید بہت ناگوار ہے کہ غالب اوسکا انتظار تو کھینچے اور اوسکے عوض بستر کا ناز کھینچے پس اوسکے انتظار سے جو خوش ہو اور بستر پر وصل کی امید رکھنا وصل کا ہونا غیر ممکن ۔

تری طرف ہے بحسرت نظارۂ نرگس — بکوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ

لغت نرگس ایک پھول کا نام ہے اور نرگس شہلا اسکی ایک قسم ہے جسمیں زردی کی جھلک

سیاہی ہوتی ہے اور پھر جھلی کہا ہے کہ نرگس خمیدہ سفید اپل بیاہی ہے بہرحال معشوق کی
مخمور آنکھ سے تشبیہ دیتے ہیں ۔

حل تیری طرف نرگس نہایت حسرت سے تک رہی ہے کہ جب تک وہ تیری مخمور آنکھ نہ دیکھیگی
خود مخمور نہ ہوگی پس تو جھٹ پٹ رقیب یعنی بادہ نرگس کی چشم بدل کی کوری پر شراب پی
(شراب پیکی یا ادویا پیکے بہوا لئے پر بیٹھتے ہیں یا یعنی خدا کرے یہ رقیب اندھا ہو جائے اور تیری
مستیلی آنکھ کو اوسکی نظر نہ لگے ۔

ہے نیم غمزہ ادا کر حق ودیعت ناز — نیام پردۂ زخم جگر سے خنجر کھینچ

لغت غمزہ معشوق کا ابرو اور آنکھ سے اشارہ کرنا اور دیکھنا اور غمزہ با تیغ آنکھ سے اشارہ
کرنا اور ودیعت بھیجنا اور تہمت لگانا اور چغلی کھانا اور حق یعنی نیام بالکسر جمع نوم یعنی خواب
اور جمع نائم بمعنی خفتہ اور تلوار اور چھری کا غلاف جسکو میان کہتے ہیں ۔

حل تیرے خنجر ناز کو جیسے پردۂ زخم جگر کے نیام میں اتنی مدت امانت رکھا یعنی ناز کھینچی
تو اب اس امانت رکھنے کا حق یوں ادا کر کہ نیم غمزہ دکھا اور نیام زخم جگر سے خنجر ناز کو
نکال کیونکہ ناز کا کھینچنا صرف ایک غمزہ کی امید پر تھا پردۂ زخم جگر کو خنجر ناز کا نیام قرار دیا ہے
یعنی اب اتنے خنجر ہے خنجر کی ضرورت نہیں ہے کے عوض یہ زخم غمزہ کافی ہے نیم اور نیام سبحان اللہ
بہت نازک اور پیچیدہ مضمون ہے ۔

مرے قدح میں ہے صہبائے آتش پنہاں — بروئے سفرہ کباب دل سمندر کھینچ

لغت صہبا شراب انگوری۔ یہ اصہب افعل التفضیل کی مونث ہے یعنی سرخ تر اور
اور صہوبت مصدر بمعنی سرخ سے مشتق ہے بعض نے صہوبت کے معنی سرخ کے اور بعض نے
گلابی رنگ کے لئے ہیں بہرحال انگوری شراب میں یہ صفت پائی جاتی ہے ۔

حل میرے پیالہ میں آتش پنہان عشق کی شراب ہے جو تمام آتشوں سے بڑھکر ہے پس دستر
خوان پر ایسی آتشین شراب پینے کیلئے سمندر کے کباب کی ضرورت ہے تاکہ کال دل اور لازم
تحریک ہو ۔

باب دال مہملہ

حسن غمزہ کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد — بارے آرام سے ہیں اہل جفا میرے بعد

حل قتل کر چکنے سے معشوقوں نے حسن کو غمزہ کشاکش کی تکلیف میں رکھتا تھا یعنی حسن کو غمزہ
جاتا تھا کہ قتل کر اب مجھے قتل کر کے اہل جفا معشوق آرام میں ہو گئے یعنی وہ قتل کر چکے ہیں

زنار باندھ سبحۂ صد دانہ توڑ ڈال رہرو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر

حل- تسبیح کے دانوں میں نشیب فراز ہوتا ہے اور ہر دانہ کے بعد ایک زہ ہوتی
پس ہمواری اور سیدھ کہاں رہی۔ برخلاف رشتۂ زنار کے کہ اس میں اونچ نیچ نہیں ہوتی
اور ہموار ہوتا ہے۔ مگر اسلام میں تو سبحہ ہی کا وجود نہیں۔ اگر ریاکاری تسبیح کے واسطے
اٹھائے جاتے ہیں تو یہ شرک ہے جو جان جہان اہل خون ہے۔

کیا بدگماں ہے مجھ سے کہ آئینے میں مرے طوطی کا عکس سمجھے ہے زنگار دیکھ کر

حل- میرا آئینہ دل غم کا زنگار لگنے سے سبز ہو گیا ہے۔ مگر وہ بدگمان یہ سمجھتا ہے کہ اس نے
طوطی پال رکھا ہے یعنی اسکو مجھ سے محبت نہیں طوطی سے محبت ہے۔ طوطی کے بلانے کو
لوگ آئینہ سامنے رکھتے ہیں۔ دیکھئے میں تو اس کے غم میں کسی قابل نہیں رہا اور وہ یہ بھی بدگمان
ہے کہ غالب نے میرے جلانے کو اپنے پاس کوئی معشوقہ رکھ چھوڑی ہے۔

لرزتا ہے مرا دل زحمت مہر درخشاں پر میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خار بیاباں پر

حل- میں تو نوک خار پر ایک قطرۂ شبنم ہوں خود ہی گر کر فنا ہو جاتا پس اتنے بڑے
مہر درخشاں نے میرے فنا کرنے کو کیوں زحمت اٹھائی میرا دل اسکی زحمت پر لرزتا ہے
مطلب یہ ہے کہ میں تو فانی ہوں میرے معشوق نے مجھکو کیوں پیدا کیا۔

نہ چھوڑی حضرت یوسف نے یاں بھی خانہ آرائی سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر

حل- یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب کے نور نظر تھے۔ اور نور چشم انہیں سے روشن تھی
جب وہ نور قیدخانہ میں گیا تو اب یعقوب کی آنکھ کی سفیدی زنداں پر پھر رہی ہے یعنی
ڈھونڈتی ہے۔ اور آرائش کے لئے مکانوں پر سفیدی پھیرتے ہیں۔ تو حضرت یوسف نے
اپنے گھر (قیدخانہ) کی آرائش یہاں بھی چھوڑی۔ آنکھ کا سفید ہو جانا اندھا ہو جانا ہے
یعنی یوسف کا گھر یعقوب کی آنکھ تھی۔ اب وہ سفید ہو گئی تو سفیدی دیوار زنداں پر پھر گئی
یوسف کو اسکا کیا غم اُن کو اپنی خانہ آرائی سے مطلب ہے۔ (سبحان اللہ عاشقانہ
شعر ایسا ہوتا ہے)

فنا تعلیم درس بیخودی ہوں اس زمانے سے کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوار دبستاں پر

حل- بچے مکتب کی دیواروں پر کوئلے سے الف وغیرہ کھینچتے ہیں پس غالب
کہتا ہے کہ میں اس زمانہ سے درس بیخودی میں فنا کی تعلیم پاتا ہوں کہ مجنوں ایک

نو آموز تیر تھا۔ لام الف سے لا کا ایہام بہت خوب ہے۔

فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے
بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمکداں پر

حل - پارہ ہائے دل نمکداں پر لڑ رہے ہیں۔ ہر پارہ دل میں لذت ہے اور چاہتا ہے کہ سارا نمکداں میرے ہی حصے میں آ جائے گویا وہ آپس میں رقیب ہیں۔ اگر یہ سب صلح کر لیتے تو مجھے تلاشِ مرہم میں پریشانی نہ اٹھانی پڑتی۔ اب نہ تو یہ نمکداں پہ صلح کرتے ہیں نہ مجھے دوسرا مرہم ملتا ہے سخت پریشانی ہے۔

نہیں اقلیمِ الفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا
کہ پشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مہر عنواں پر

لغت اقلیم بالکسر دنیا کی زمین کے سات حصوں میں سے ایک حصہ۔ کیونکہ تمام روئے زمین ہفت اقلیم پر منقسم ہے اور ایک موضع ہے مصر میں۔ جمع اقالیم۔

حل - ہر اقلیمِ الفت میں طومارِ ناز پر پشتِ چشم سے مہر کی گئی ہے کیونکہ اگر چشم کی سیدھی طرف سے مہر کی جاتی تو دنیا ضرور دیکھتی۔ مطلب یہ ہے کہ نازِ معشوق تغافل کیش ہے۔

بجز پروازِ شوقِ ناز کیا باقی رہا ہوگا
قیامت اک ہوائے تند ہے خاکِ شہیداں پر

حل - قیامت کے روز قبروں سے عاشق کیا خاک اٹھیں گے۔ وہاں تو صرف شوقِ نازِ معشوق پرواز میں ہوگا۔ خاکِ شہیداں کو قیامت ہوائے تند بنکر اڑا دیگی بس اب کیا باقی رہا۔

ہر چند سبک دست ہوئے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہیں سنگِ گراں اور

حل - ہم بظاہر بت شکنی میں سبکدست ہو گئے لیکن ابھی تو نفس پرستی کی بہت سی چٹانیں راہ میں حائل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سچا خدا پرست بننا مشکل ہے۔

صفائے حیرت آئینہ ہے سامانِ زنگ آخر
تغیر آبِ برجا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر

حل - پانی جب ایک جگہ ٹھیرا رہیگا۔ تو ضرور متغیر ہو جائیگا۔ ایسے ہی آئینہ کی صفائے حیرت ہی خود اسکے زنگ کا سامان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سیرِ وجود میں صفات و مظاہرِ الٰہی کا نظارہ کر ایک ہی برزخ و حالت میں نہ رہو۔ ورنہ آئینۂ دل کو زنگ لگ جائیگا۔

نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی
ہوا جامِ زمرد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر

حل - عیش و جاہ کے سامان سے بھی میری وحشت نہ گئی۔ جامِ زمرد بھی مجھے داغِ پلنگ نظر آیا جس سے وحشت اور بڑھ گئی۔ یا جامِ زمرد نے مجھے بجائے فرحت داغِ پلنگ بنایا یعنی وحشت بڑھا دی۔

جنوں کی دستگیری کس سے ہو گر ہو نہ عریانی
گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر

حل۔ ننگ رہنا جنوں کی دستگیری ہے یعنی گریبان چاک شدہ کا طوق میری گردن پر ہو گیا ہے
کیا معنی کہ وہ دیپشا ہے اور میں عریاں ہوں۔ کیونکہ میرے سوا جنوں کا کون دستگیری کر سکتا ہے

فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے — متاعِ بردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر

حل۔ ہم آسمان سے اپنا عیشِ رفتہ مانگ رہے ہیں گویا ہمارا جو سرمایہ لٹ گیا ہے۔ اسکو ہم
یہ سمجھتے ہیں کہ رہزن پر قرض ہے۔ بھلا جب آسمان ہی نے ہمارا عیش لوٹا ہے۔ تو کیوں
واپس دینے لگا۔

فنا کو سونپ گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا — فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر

حل۔ خاشاک اپنے کو فنا کے ہاتھ میں سونپ کر اپنی حقیقت یعنی فنا ہو جانے کے ادراک کا
مشتاق ہے پس اُس کے طالع کا فروغ گلخن پر موقوف ہے کہ جلکر اُس کا ہمرنگ ہو جائے
اور فنا فی الذات ہو کر ذات میں مل جائے۔

بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ نیرنگِ بیتابی — ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر

حل۔ میرا بالِ تپیدن کاغذِ آتش زدہ کی طرح نیرنگِ بیتابی ہے۔ اور ہزار آئینے اس پر دل
باندھے ہوئے ہیں۔ یعنی جلوۂ تپیدن دکھاتے ہیں۔ مصرعِ ثانی میں بالِ یک تپیدن کی
صفت واقع ہوا ہے۔

ہم اور وہ بے سبب رنج آشنا دشمن کہ رکھتا ہے — شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر

حل۔ اُس بے سبب رنجیدہ ہونے والے آشنا دشمن سے میری کیا نگہ بندی ہو سکے گی جو چشمِ روزن پر نگاہ
کرنے کی تہمت لگاتا ہے حالانکہ چشمِ روزن تو اپنی ذات سے اندھی ہے۔ اُس میں صرف
شعاعِ مہر کی روشنی ہے۔ مگر معشوق یہ سمجھتا ہے کہ چشمِ روزن بڑی گستاخ اور شوخ ہے
مجھے گھور رہی ہے۔

ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں — تکلف برطرف مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر

حل۔ میں مصلحت سے تیرا ستم سہتا ہوں کیونکہ معشوق تیرے عاشق بہت ہیں اگر میں کسی
اور جگہ چلا جاؤں رقیب بھی سا معشوق ہو گا پس میں تجھے ملا ملا کر اُس کا ستم سہوں گا۔ کیونکہ
رقیب تو اور بھی زیادہ ظلم کرے گا۔

تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے — کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور

حل۔ تم داد و ستد میں اور معاملے کے کون سے کھرے تھے کہ ملک الموت کو جوش آ جاتا

باب الزاء

فارغ مجھے نہ جان کہ مانند صبح و مہر — ہے داغ عشق زینت جیب کفن ہنوز

حل میں مر کر بھی عشق سے غافل نہیں بلکہ داغ عشق میری جیب کفن کی زینت ہے جیسے آفتاب صبح کے کفن کی زینت ہے صبح کے وقت آفتاب لالہ گون رنگ میں نظر آتا ہے اور چونکہ صبح اس وقت مردہ ہوتی ہے پس آفتاب گویا اسکے کفن کا داغ ہے۔

ہے ناز مفلساں زر از دست رفتہ پر — ہوں گلفروش شوخی داغ کہن ہنوز

حل جن مفلسوں کے ہاتھ سے زر جاتا رہتا ہے اور صرف داغ حسرت باقی رہ گیا ہے وہ قابل ناز ہیں کیونکہ جسطرح گلفروش اپنے پھولوں کی شوخی پر خوش ہوتا ہے حالانکہ پھول کوڑی کوڑی بکتے ہیں اسی طرح مفلس اپنے پرانے داغ حسرت پر خوش ہیں گویا مفلس نے اب بھی اپنے داغ کہن سے دوکان گلفروشی کھول رکھی ہے۔ زر ہاتھ سے چھٹ گیا تو کیا ہوا۔ داغ حسرت کی تو گرم بازاری ہے بظاہر ایک مصرعہ سے دوسرے مصرعہ کو ربط نہیں معلوم ہوتا مگر مجموعہ کے نزدیک سب اشعار یکساں ہیں۔

میخانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں — خمیازہ کھینچے ہے بت بیداد فن ہنوز

حل میرے میخانۂ جگر میں خون نام کو بھی نہیں مگر بت بیداد فن اب بھی خمیازہ کش ہے یعنی اسکو مے نوشی (خونخواری) کی طلب باقی ہے۔

حریف مطلب مشکل نہیں فسون نیاز — دعا قبول ہو یارب کہ عمر خضر دراز

حل حریف کبھی تو مخالف اور دشمن کے معنی میں آتا ہے اور کبھی دوست اور ہمدرد کے معنی میں یہاں ہمدرد مراد ہے یعنی معشوق کا افسون نیاز عاشق کے مطلب مشکل کا حریف نہیں پس یا خدا خضر کی عمر دراز ہو کہ وہ تا ابد اظہار مطلب کرتا رہے اور حل نہ ہو کیونکہ عاشق کو معشوق کی استغنا ہی میں مزہ ہے۔

نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نورد وہم وجود — ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز

حل یہ شعر وحدۃ الوجود کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ یعنی تو بیہودگی سے وہم وجود کے بیاباں میں بھٹکتا نہ پھر یعنی وجود مطلق کو وہم سمجھ کر ہر شے میں اسی ذات بحت کو دیکھ۔ جبکہ تیرے خیال میں ابتک اس بیاباں کے نشیب و فراز (حوادث دنیا) دور نہیں ہوئے یعنی تو انکو غیر خدا کی جانب منسوب کرتا ہے حالانکہ نشیب و فراز بھی اسکے غیر نہیں ہیں تو

وحدت الوجود پہ تیرا ایمان کہاں رہا۔ یہ تو سراسر بیہودگی (گمراہی یا شرک) ہے۔

وصال جلوہ تماشا ہے پر دماغ کہاں — کہ دیجے آئینۂ انتظار کو پرواز

حل معشوق کے جلوہ کا وصال یعنی جلوہ کا حصول بے شک ایک دلکش تماشا ہے لیکن اتنا دماغ کسے ہے کہ آئینۂ انتظار کو پرواز دے تاکہ جلوے کا عکس اُس میں پڑے کیونکہ آئینہ میں قوت پرواز نہیں ہوتی مطلب یہ ہے کہ انتظار وصال کی طاقت نہیں۔

ہر ایک ذرۂ عاشق ہے آفتاب پرست — گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز

حل باوصف اسکے کہ عاشق مر کر خاک ہو گیا مگر ہوائے جلوہ ناز نہ گئی۔ اب اسکی خاک کے ذرے آفتاب پرست بنگئے ہیں۔ مصرع ثانی میں (بھی) کی ضرورت ہے یوں ہونا چاہیے
ع گئی نہ خاک بھی ہو کر ہوائے جلوۂ ناز +

نہ پوچھ وسعت میخانۂ جنون غالب — جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز

حل واضح ہو کر جنون کو میخانہ قرار دیا ہے اور اس میخانہ کی شراب خاک ہے پس وہ کہتا ہے کہ میخانۂ جنون کی وسعت کا حال کچھ نہ پوچھ جہاں کاسۂ گردوں ایک خاک انداز ہے یعنی اس صحرا کے مقابلہ میں آسمان مٹھی بھر خاک کا ایک پیالہ ہے اور ظاہر ہے کہ صحرائے لق و دق میں اگر ایک پیالہ بھر خاک اڑ گئی تو کیا معلوم ہوگی مصرع ثانیہ میں (یہ) حشو ہے یوں ہوتا ع جہاں پیالۂ گردوں ہے ایک خاک انداز +

وسعت سعی کرم دیکھ کہ سرتا سر خاک — گزرے ہے آبلہ پا ابر گہر بار ہنوز

حل تو سعی کرم کی وسعت کو دیکھ کہ خاک کے اس سرے سے اُس سرے تک ابر کرم فیض پہنچانے میں اسقدر سرگرم سعی ہے کہ اُسکے پاؤں میں آبلے پڑ گئے ہیں یعنی گوہر دراصل ابر گوہر بار کے پاؤں کے آبلے ہیں۔

یک قلم کاغذ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت — نقش پا میں ہے تب گرمی رفتار ہنوز

لغت صفحہ بالفتح ورق کی ایک جانب اور کسی شے کی رو اور صفحہ الوجہ انسان کا بشرہ اور صفیحہ چوڑی تلوار اور چوڑے پتھر کی رو اور ہر شے کی تہ جو چوڑی ہو۔

حل میں ایسا گرم رفتار ہوں کہ میرے نقش قدم میں ابتک وہ حرارت ہے کہ صفحۂ دشت کو کاغذ آتش زدہ بنا رکھا ہے۔

باب سین مہملہ

مژدہ اے شوقِ اسیری کہ نظر آتا ہے　　دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس

حل اے شوق اسیری تجھکو مبارک ہو کہ مرغ گرفتار کے قفس کے پاس صیاد کا جو خالی دام نظر آتا ہے تو وہ تیرے ہی شکار کرنیکے انتظار میں ہے ورنہ صیاد کا دام اور خالی ہے اسمیں تو ہمیشہ نئے نئے اڑ آ پھنستے ہی رہتے ہیں۔

جگرِ تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا　　جوئے خوں ہمنے بہائی بنِ ہر خار کے پاس

حل تسلی مصدر کو غالب نے بمعنی متسلی (اسم فاعل) باندھا ہے جو مجوز للشاعر یعنی ہمنے باوصف اسکے کہ ہر بن خار کے پاس جوئے خون بہاوی لیکن جگر جو تشنۂ آزار یعنی طالب آزار ہے اسکو پھر بھی تسلی (سیرابی) نہوئی۔

میں بھی رک رک کے نہ مرتا جو زباں کے بدلے　　دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غمخوار کے پاس

حل اگر زبان کے بدلے میرے غمخوار کے پاس ایک تیز سا چھرا ہوتا تو میں یوں رک رک کر نہ مرتا وہ چھرے سے میرا کام دم کے دم میں تمام کر دیتا مگر منع عشق یا ملامت کرتا جس سے میں رک رک کر دیسک دیسک کر مر رہا ہوں۔

باب شین معجمہ

نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے　　لگاوے خانۂ آئینہ میں روئے نگار آتش

حل اگر جوہر آئینہ کا خس یار کے سبزہ خط سے طراوت حاصل نکرے تو معشوق کے آتشین رخ کا عکس خانۂ آئینہ میں آگ لگا دے۔ جوہر آئینہ کو آتشین حسن کے مقابلے میں خس قرار دیا ہے حالانکہ آئینہ فولاد یا پتھر کا ہوتا ہے۔

فروغِ حسن سے ہوتی ہے حلِ مشکلِ عاشق　　نہ نکلے شمع کے پا سے نکالے گر نہ خار آتش

حل غالب نے شمع کو عاشق قرار دیا ہے تو معشوق آگ ہونا چاہئیے اور شمع کا چلنا یہی اسکا روشن ہونا اور جلنا ہے اس صورت میں یہ معنی ہوئے کہ شمع اپنے منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتی جبتک آگ اسکے پاؤں سے کانٹے نکالے یعنی اسکو جلا کر روشن نکرتی رہے پس آگ کو جسقدر فروغ ہوا اسیقدر شمع کی مشکل حل ہوئی۔

جادۂ رہ خور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع　　چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع

حل شام کے وقت آفتاب کے رخصت ہونے کی راہ تار شعاع ہے یعنی وہ اس راہ سے رخصت ہوتا ہے اور آسمان ماہ نو کو آغوش وداع کی صورت میں ظاہر کر کے رسم معانقہ:

وداع اور کرتا ہے کہ شمع شد سے تشریف لیجاتا ہے گویا وہ تو ہر شام نہیں ہوتا اور آفتاب ہوتا ہے۔

باب عین مہملہ

رخ نگار سے ہے سوز جاودانی شمع　　ہوئی ہے آتش گل آب زندگانی شمع

حل معشوق کے رخ سے شمع کو سوز جاودانی ملا یعنی وہ ہمیشہ جلتی رہتی ہے گویا آتش گل (یعنی معشوق) اسکے لئے آب حیات بنگئی۔

زبان اہل زبان میں ہے مرگ خاموشی　　یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانی شمع

حل اہل زبان کی زبان یعنی محاورے یا اصطلاح میں مرگ جس شے کا نام ہے وہ صرف خاموشی ہے۔ یہ بات بزم میں شمع کی زبانی اچھی طرح ظاہر ہوگئی ہے کیونکہ شمع کا خاموش ہونا ہی مردہ ہوجانا ہے۔

کرے ہے صرف بایمائے شعلہ قصہ تمام　　بطرز اہل فنا ہے فسانہ خوانی شمع

حل شمع کی افسانہ خوانی اہل فنا کے طرز پر ہے کہ قصہ کہتے کہتے فنا ہوجاتی ہے اسکی فسانہ خوانی ہی گویا فنا ہوجانا ہے۔ ادھر شعلے نے اشارہ کیا ادھر شمع نے اپنا قصہ تمام کرنا شروع کردیا۔ قصہ تمام کرنا ذومحل واقع ہوا ہے۔

ترے خیال سے روح احتراز کرتی ہے　　بجلوہ ریزی باد و بہ پرفشانی شمع

حل یہ شعر اخلاقی ہے معشوق کی طرف خطاب نہیں بلکہ اپنی طرف یا ہر مخاطب کی طرف خطاب ہے مطلب یہ ہے کہ تو ایسا بدعمل اور بیکار ہے کہ روح کو تیرے خیال سے بھی احتراز اور خوف ہے یعنی روح تیرے نزدیک نہیں جاتی اسکو ترا خیال بھی ایسے ہے جیسے شمع کہ جب ہوا ذرا بھی جلوہ ریزی کرتی ہے یعنی ہوا کا تھوڑا سا بھی جھونکا آتا ہے تو شمع مارے خوف کے پرافشانی کرنے لگتی (لرزنے لگتی)

ہے تو اسکو خبر نہیں کیونکہ روح ایک لطیف جوہر مجرد ہے اور جسم کثیف اور ظلمانی ہے پس لطیف کو کثیف سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ عرفی نے بھی اسی قسم کا مضمون لکھا ہے ؎

بہر چراغ دلے خیرہ چند بزم سیہ روئے　　کہ شمع آفتاب از دود مہر وفد شبستانش

یعنی اے سیہ رو اپنی محفل میں چراغ دل یا نور عرفان الہی ہرگز روشن نکرنا کیونکہ تیرے شبستان کے دھوئیں سے چراغ آفتاب بھی گل ہوجائے سبحان اللہ۔

نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ — شگفتگی ہے شہیدِ گلِ خزانی شمع

حل۔ غمِ عشق کا داغ جو خوشی سے باغ باغ ہو رہا ہے تو اسکی کیفیت بہار کچھ نہ پوچھ اسکی شگفتگی شمع کے خزان زدہ گل کی شہید (عاشق) ہے یعنی بے ثبات اور جلد فنا ہونے والی ہے لیکن داغِ عشق کو فانی باندھنا شُستِ شعراء کے خلاف ہے اس پھول کو تو سدا بہار (جاودان بہار) حاصل ہے۔ اس شعر مین بجز الفاظ کے کچھ نہین۔

باب الفاء

ہم رقیب سے نہین کرتے وداعِ ہوش — مجبور یان تلک ہوئے اے اختیار حیف

حل۔ اسقدر محذوفات و مقدرات خلاف فصاحت بلکہ عیب و اسقام مین داخل ہین۔ غالب کہتا ہے کہ وہ شیشۂ حال میری بغل مین ہین یا شراب کا دور چل رہا ہے مگر خوف رقیب سو اسقدر مجبوری کہ اپنے ہوش و حواس کو وداع نہین کرتے یا تو یہ مراد ہے کہ سوتے نہین یا اسقدر شراب نہین پیتے کہ چت ہو جائین اور غالب کا کام بجا ہے اور پھر انکا دوسرا یار آ کھڑا ہو اور ناک کو خیرباد کہنا پڑے۔ اے اختیار تجھ پر افسوس ہے کہ وہ ایسے بے اختیار ہو گئے ہین۔

باب کاف تازی

گردِ رہِ یار ہے سامانِ نازِ زخمِ دل — ورنہ ہوتا ہے جہان مین کسقدر پیدا نمک

حل۔ زخمِ دل کے لیئے سامانِ ناز یار کے راہ کی گرد ہے یعنی زخم کو اس گرد کی نمک سے جو مزہ آتا ہے وہ قابلِ ناز ہے ورنہ نمک تو دنیا مین بہت کثرت سے پیدا ہوتا ہے لیکن اسمین وہ مزہ کہان جو گردِ راہِ یار مین ہے۔

مجھکو ارزانی رہے تجھکو مبارک ہو جیو — نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک

حل۔ درد اور نمک کی میرے پاس تو ارزانی ہے یعنی بکثرت موجود ہے ہان تمکو (عام خطاب ہے) نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک مبارک ہو۔ یعنی تم گلگشت چمن کو جاؤ مین تو اس سے مستغنی ہون نکتہ یہ ہے کہ سیر چمن باعث فرحت نہین بلکہ مقام ...

شورِ جولان تھا کنارِ بحر پر کسکا کہ آج — گردِ ساحل ہے بہ زخمِ موجۂ دریا نمک

حل۔ دریا کے کنارے پر کونسا معشوق آج گرمِ جولان ہوا کہ ساحل سے جو گرد اٹھی تو وہ موجِ دریا کے زخم کے حق مین نمک بنگئی یعنی اسکو لذت حاصل ہو گئی۔ گویا زخمِ موجِ دریا ...

گرد جولان کا عاشق تھا اب اُسکو ہو آیا۔

دام ہر موج مین ہے حلقۂ صد کام نہنگ　　دیکھین کیا گزرے ہے قطرہ پہ گہر ہونے تک

ہر موج کے دام مین صد کام نہنگ کا حلقہ (پھندا) ہے دیکھیے قطرہ جبتک موتی ہو کیا گزرے

ہے مطلب یہ ہے کہ حصول مدعا مین طرح طرح کے مصائب اور تکالیف ہین۔

باب کاف فارسی

گر تجھکو ہے یقین اجابت دعا نہ مانگ　　یعنی بغیر یک دل بے مدعا نہ مانگ

لغت۔ یقین بے شبہ اور موت قران مین ہے حتی یاتیک الیقین اجابت۔

بالکسر جواب دینا اور قبول کرنا اور طبیبون کی اصطلاح مین دفع براز یعنی کھلکر دست آنا

حل۔ اگر تجھکو اپنی دعا کے قبول ہونے کا یقین ہے تو دعا کی جگہ خدا سے فقط ایسا

دل مانگ جسکا کوئی مدعا نہو مطلب یہ ہے کہ دعا درحقیقت قبول ہی نہین ہوتی پس

جب دل سے مدعا مانگ لیا جائیگا تو دعا کرنے کی تکلیف نہ اُٹھانی پڑیگی نکین بغیر کی ب

پر بائے الصاق کا وہم ہوتا ہے اور بظاہر یہ معنی سمجھے جاتے ہین کہ دعا دل بے مدعا کے

ساتھ مانگ حالانکہ غالب کا یہ مطلب نہین پس یہ وہم دفع کرنے کو مصرعہ دوسرا یون ہونا

چاہیے سوا یعنی سوائے یک دل بے مدعا نہ مانگ۔

آتا ہے داغ حسرت دل کا شمار یاد　　مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا نہ مانگ

حل۔ اے خدا مجھ سے میرے گناہون کا حساب نہ مانگ کیونکہ میرے دل کے داغہای

حسرت جو گناہون سے بہت زیادہ ہین مجھے یاد آتے ہین یعنی گناہ مجھ سے بہت ہی کم

سرزد ہوئے اور حسرتین باقی رہگئین۔ کیا معنی کہ مجھ مین ارتکاب گناہ کی قابلیت گناہ

کی فعلیت سے بہت بڑھ چڑھکر تھی۔ (شعر ایسا ہوتا ہے)

باب اللام

ہے کسقدر ہلاک فریب وفائے گل　　بلبل کے کاروبار پہ ہین خندہ ہائے گل

حل۔ [illegible] وفائے گل کے فریب کی کسقدر کشتہ ہے کہ اسکے کاروبار پر خود پھول

[illegible] ہے کہ یہ ڈھیر سے فریب کا چپا کہا گئی بیچارہ [illegible] کہین پھول سے

وفا کی [illegible] ہے۔

آزادی نسیم مبارک کہ ہر طرف　　ٹوٹے پڑے ہین حلقۂ دام ہوائے گل

حل - بطور طنز کہتا ہے کہ نسیم کا آزاد ہونا (آزادی سے چلنا) مبارک ہو جبکہ پہلے ہی دام ہوائے گل کے حلقے ہر طرف ٹوٹے پڑے ہیں یعنی اس کثرت سے پھول کھلے ہیں کہ کسیکو پھولوں کی محبت اور خواہش نہیں رہی جبکہ دام ہوائے گل کے حلقے ہی ٹوٹ گئے تو کوئی کیونکر اسیر ہو سکتا ہے۔

جو تھا سو موجِ رنگ کے دھوکے میں مر گیا — اے وائے نالۂ لبِ خونیں نوائے گل

حل - جو تھا یعنی چمن میں جو گل تھا وہ موج رنگ کے دھوکے ہی میں تباہ ہو گیا یعنی اُسنے رنگ کو مستقل اور پائدار سمجھا حالانکہ وہ محض دھوکا تھا اب افسوس ہے کہ لب خونین نوائے گل اپنے دھوکے میں آنے پر نالہ کرتا ہے - یعنی اُسکے پردرد نالے بہت حسرت و افسوس کے قابل ہیں۔

ایجاد کرتی ہے اسے تیرے لیے بہار — میرا رقیب ہے نفسِ عطر سائے گل

لغت - ایجاد کسی شے کو وجود میں لانا - پیدا کرنا اور دولتمند کر دینا۔

حل - بہار تیرے واسطے پھولوں کو پیدا کرتی ہے کہ تو اُنکے ہار بنا کر گلے میں ڈالے یا بستر پر بچھائے یا اُنکی خوشبو سونگھے پھولوں کا نفس عطر سا تو تیرا ہمنفس ہو اور میں ندیدوں کی طرح دیکھتا رہوں - پس یہ میرے بڑے بھاری رقیب ہیں۔

سطوت سے تیرے جلوۂ حُسنِ غیور کی — خوں ہے مری نگاہ میں رنگِ ادائے گل

لغت - سطوۃ بالفتح سخت پکڑنا اور یکبارگی حملہ کرنا - اور سطو بالفتح اونٹنی کے رحم میں ہاتھ ڈالکر شتر نر کا آب منی نکال ڈالنا (کیونکہ بچہ دینے سے اونٹنی کمزور ہو جاتی ہے اور سفر کے قابل نہیں رہتی) اور گھوڑے کا دوڑ دور قدم رکھکر چلنا اور پانی کا بکثرت ہونا اور حملہ بچانا اور غصہ کرنا۔

حل - چونکہ مجھ پر تیرے حُسن کی سطوت کا خوف غالب ہے پس رنگ ادائے گل دیکھکر میری آنکھوں میں خون اُترتا ہے یعنی تیرا غیرتمند حُسن ہی مجھکو کسی کی جانب نہیں دیکھنے دیتا۔

غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس — برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم

حل - ہم لوگ آزاد وحشی ہیں یا تعلقات دنیوی سے یکسو ہیں اُنکو دم بھر سے زیادہ کسی حادثہ کا غم نہیں ہوتا پس ہم اپنے ماتم خانہ کی شمع بھی برق سے روشن کرتے ہیں تاکہ دم بھر سے زیادہ اُسکی روشنی نہ رہے حالانکہ اگر چاہیں تو شمع کو صبح تک جلا سکتے ہیں مگر برق سی

روشن ہوئی تو شمع کی روشنی بجلی کی چمک سے زیادہ دیرپا ہو گی۔

ضعف سے ہے نے قناعت سے یہ ترک جستجو ہیں وبال تکیہ گاہ ہمت مردانہ ہم

لغت۔ قناعت بالفتح تھوڑی سی چیز پر راضی ہو جانا۔

حل۔ ہم جو قناعت کیے بیٹھے ہیں اور جستجو کو چھوڑ رکھا ہے تو اسکا بڑا باعث یہ ہے کہ ہم میں جستجو کی طاقت نہیں اسکا نام توکل اور قناعت رکھنا غلط ہے پس ہم تکیہ گاہ ہمت مردان کے لیے وبال بنے ہیں۔ مردوں کا یہ کام ہے کہ ہمت کو اپنا تکیہ گاہ بنائیں نکہ اپاہج بنکر مسند عجز پر دونی لگا کر جیسے شکاری گئے۔

مختلین کرتا ہے بہم گنجفہ باز خیال ہیں ورق گردانی نیرنگ یک بتخانہ ہم

حل۔ یہ قاعدہ ہے کہ انسان کی حالت کا بدلنا اسکے تبدل خیالات پر موقوف ہے پس خیال ہی گنجفہ باز ہے (گنجفہ باز خیال) میں اضافت بیانیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خیال ہر وقت مختلون کو درہم برہم کرتا رہتا ہے اور ہم نیرنگ یک بتخانہ (اسی گنجفہ دنیا) کی مجسم ورق گردانی ہیں۔ گنجفہ کے اوراق پر تصویریں ہوتی ہیں اور گنجفہ باز انکو دست بدست الٹتے پلٹتے رہتے ہیں۔ یعنی ہم بتخانہ دنیا کے نیرنگ پر فریفتہ ہیں جسکا حاصل بجز خیالات کے الٹ پھیر کے کچھ نہیں۔

باوجودیک جہان ہنگامہ پیدائی نہیں ہیں چراغان شبستان دل پروانہ ہم

حل۔ ہم باوصف اسکے کہ حسرت وارمان کا ایک جہان اپنے ساتھ رکھتے ہیں مگر ہنگامہ پیدائی (رونق) نہیں گویا ہم شبستان دل پروانہ کے چراغ ہیں۔ پروانہ کے دل میں رونق کہاں وہ خود اور وں کی رونق کا محتاج ہے ادھر کہیں محفل افروزی ہوئی ادھر یہ بھی جا دوڑا اور شمع کے گرد گھومنے لگا۔

بناز حاصل دلبستگی فراہم کر متاع خانۂ زنجیر جز صدا معلوم

حل۔ نالے سے حاصل دلبستگی (وصل یار رضائے دوست) اپنے قابو میں لا ورنہ خانہ زنجیر میں بجز شور و شغب کے اور کیا دھرا ہے اسکا سرمایہ تو یہی خالی خولی آواز ہے یعنی وہ نالہ کر جو معشوق کے دل میں اثر کرے۔

باب النون

دل میں آجائے ہے ہوتی ہے جو فرصت غش سے اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں

لغت فرصت بالفتح وہ وقت جو میسر ہو انسان کو کاروبار سے (فراغت) اور بالضم کسی
شے کی نوبت (باری) اور پانی کی باری یا اس کا کچھ حصہ۔ اور حیض والی عورت کا وہ کپڑا جس سے
خون حیض دور کیا جاتا ہے مثلاً گدڑی۔ غش بالفتح و تشدید خیانت اور خالص خیرخواہی اور کوئی
کام بے غرض نہ کرنا اور جو بات دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کرنا اور پیڑی ناف والا مرد اور بالکسر
خیانت اور بد دلی اور خبث باطنی اور بالضم منافق اور خائن اور بدخواہ اعتبار سے ہیں

حل معشوق کے غم میں مجھ پر غشی طاری رہتی ہے مگر جب غشی سے فرصت ہوتی ہے
تو وہ میرے دل میں موجود ہو جاتا ہے پس نالوں کے اثر کے اور کیا معنی ہو سکتے ہیں اس کا
دل میں آنا نالوں ہی کا تو اثر ہے (طنز ہے)

ہے پرے سرحد ادراک سے اپنا مسجود — قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں

لغت قبلہ بالکسر کعبہ اور ہر وہ شے یعنی جس کی طرف منہ کریں۔

حل یہ شعر اعلیٰ درجہ کی توحید میں ڈوبا ہوا ہے اور ان لوگوں کے اعتراضات کا جواب ہے جو کہا
کرتے ہیں کہ مسلمان بھی تو کعبہ کی پرستش کرتے ہیں پس غالب کہتا ہے کہ ہمارا مسجود مطلق اور معبود
برحق سرحد ادراک سے بھی اس جانب ہے کعبہ تو آنکھوں کے سامنے محسوس ہے جس کی تعمیر
اینٹوں اور پتھروں کی ہے کعبہ دراصل قبلہ نہیں بلکہ قبلہ نما ہے یعنی اس سے مسجود حقیقی کا
پتہ ملتا ہے اور خود حقیقی معبود کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کعبہ (معاذ اللہ) منہدم ہو جائے تو
کچھ پروا نہیں قبلہ تو سمت ہے اسی لئے اگر کسی شخص کو سفر وغیرہ میں کعبہ کی سمت معلوم نہ ہو تو وہ جس طرف
منہ کر کے نماز پڑھے گا اس کی نماز جائز ہو گی کیونکہ جناب باری نے فرمایا ہے اینما تولوا فثم وجہ اللہ
یعنی تم جدھر منہ پھیرو ادھر ہی خدا کا منہ ہے۔

اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو — جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہیں

حل متقی اور پرہیزگار لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ میخواری اور راگ رنگ ہوا پرستی ہے اور اس سے
غم غلط ہوتا ہے تو ان کا یہ کہنا غلط ہے اس سے غم دو چند بڑھتا ہے۔ دل میں غم کے پیدا کرنے اور
حرارت عشق کے بڑھانے ہی کو مے و نغمہ کا شغل کیا جاتا ہے۔

اک شرر دل میں ہے اس سے کوئی گھبرائے گا کیا — آگ مطلوب ہے ہم کو جو ہوا کہتے ہیں

حل میرے دل میں جو محبت کا ایک شرر ہے تو اس سے میں کب گھبرا سکتا ہوں میری تو نیت
تو یہ ہے کہ اگر میں طالب ہوا ہوتا ہوں تو مقصد آگ بھڑکتی ہے جو ایک شرر کی میرے ساتھ

کیا حقیقت ہے جیب یہ ہے سوختہ دل آشفتہ کو ہوا کی جگہ آگ مطلب یہ ہے کہ سمجھ لینا چاہئے کہ آگ کی جگہ ایک جانسوز جہنم درکار ہے۔

آبرو کیا خاک اُس گُل کی کہ گلشن میں نہیں ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں

حل جو پھول گلشن میں نہیں یعنی جو دوست مجمع احباب میں نہیں اسکی کچھ آبرو نہیں گریبان میں دامن نہیں تو گریبان ننگ ہے یعنی خود ذلیل ہے یا پہننے والوں کے لئے ناگوار ہے کیونکہ چولی دامن کا ساتھ مشہور ہے۔ اور بعض نسخوں میں ننگ کی جگہ تنگ دیکھا ہے حاصل مآل یک ہے۔

ضعف سے اے گریہ کچھ باقی مرے تن میں نہیں رنگ ہو کر اڑ گیا جو خوں کہ دامن میں نہیں

حل گریہ تقاضا کرتا تھا کہ غالب کیوں نہیں روتا اور دامن پر اشک خونیں کیوں نہیں گرتے غالب اسکا جواب دیتا ہے کہ ضعف سے میرے تن میں کچھ باقی نہیں رہا خون جو دامن میں نظر نہیں آتا وہ رنگ ہو کر اڑ گیا ہو۔ ظاہر ہے کہ ضعف میں انسان زرد بلکہ سفید ہو جاتا ہے اور خون باقی نہیں رہتا پھر رنگ کہاں۔

ہو گئے ہیں جمع اجزائے نگاہِ آفتاب ذرّے اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں

حل معشوق کے گھر کی دیواروں کے روزنوں میں جو ذرے نظر نہیں آتے تو اسکی یہ وجہ ہے کہ تمام ذرے جمع ہو کر نگاہِ آفتاب کے اجزا بن گئے ہیں تاکہ آفتاب روزنوں کے ذریعے سے اسکا نظارہ کرے۔ مطلب یہ ہے کہ آفتاب جس شے سے عبارت ہے وہ معشوق کی دیواروں کے مجتمع ذرات ہیں۔ بہت نازک اور بلیغ مضمون ہے۔

کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم اندھیر ہے پنبہ نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں

حل میں اپنے زندانِ غم کی تاریکی کا حال کیا بیان کروں۔ کہ اگر روزن میں ذرا سا پنبہ رکھ دیا جائے تو وہ اسکے حق میں نورِ صبح ہوگا یعنی زندانِ غم کی تاریکی کو روشنی سے یہ نسبت ہے۔

رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں

حل وجودِ انسانی کی رونق عشقِ خانہ خراب سے ہے جو سب کو سوائے محبت دوست فنا کر دیتا ہے۔ اگر خرمن میں برق نہیں تو انجمن بے شمع ہے یعنی خرمن کی رونق بجلی ہی سے ہے۔

زخم سلوانے سے مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن غیر سمجھا ہے کہ لذت زخمِ سوزن میں نہیں

حل رقیب یہ سمجھتا ہے کہ سوئی جب زخم کو سیتی ہو اور سیتے وقت چبھا کرتی ہے تو اسمیں لذت نہیں ہوتی پس وہ مجھ پر زخموں کے سلوانے کا طعن کرتا ہے کہ عاشق کا کام زخموں کا سلوانا نہیں مگر غیر اس لذت سے محروم ہے۔ میرا مقصد زخموں کا سلوانا نہیں بلکہ زخمِ سوزن سے لذت حاصل

نشتر نے بھی سوزن جسقدر چبھیدکریگی مجھے اسیقدر لذت حاصل ہوگی۔

قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا　　خون بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں

لغت ہیولیٰ بالفتح اور بتشدید یا بھی آیا ہے طینت اور عالم کا مادہ جو مختلف صورتوں اور شکلوں کی قابلیت رکھتا ہے دراصل یہی جنس ہے جس سے مختلف قسم کے پارچے سیئے جاتے ہیں پر تکلف سے اصطلاً وضع کی مطابقت ہوگئی۔

حل تمام بدن تو ناسوروں سے چھلنی ہو ہی رہا ہے اس پر طرہ یہ ہے کہ ہر قطرۂ خون میں بھی ذوق درد موجود ہے کہ وہ ایک نیا ناسور بنانا چاہتا ہے۔

لیگئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری　　موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں

لغت نخوۃ بزرگی اور غرور۔ قلزم۔ بالضم مصر اور مکۂ معظمہ کے مابین ایک شہر ہے کہ وہ طور کے قریب ہے اور وہاں ایک دریا ہے جو بحر قلزم کے نام سے مشہور ہے۔

حل ساقی تو فیاضی کے ساتھ شراب پلانے کی نخوت میں مغرور رہتا ہی مگر مجھ سا بلانوش شرابخوار بھی اسکو ملا ہوگا کہ شراب کا قلزم ڈکار گیا اور مینا کی گردن میں موج مے کی رگ تک نہ رہی جس سے مذاق کو استراحتی مدارت بھی ٹھیک ہے کیونکہ جب شراب کا قطرہ تک نہیں تو غریب مینا کیا مارے ساقی کی نخوت کے ساتھ مینا کی گردن کشی بھی جاتی رہی بہت خوب ہے۔ مگر دوسرا مصرعہ یوں ہوتا تو (آج) کا حشو دور ہو جاتا اور بڑی لطافت نکل آتی ؎ موج مے کی رگ بطِ صہبا کی گردن میں نہیں۔

اس اصلاح کی خوبی کو سخنانِ نقد ہی سمجھینگے کہ وہ لوگ جو غالب کو معصوم سمجھتے ہیں یا تعصب میں ڈوبے ہوئے ہیں انکا کانشنس انکو ضرور سمجھا دیگا مگر وہ اقرار نہ کرینگے۔

ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود　　قد کے جھکنے کی بھی آسائش مرے تن میں نہیں

لغت فشار بالفتح دبانا۔ یہ فارسی لفظ ہے کہ عموماً بھینچنے اور دبانے کے معنی میں مستعمل ہے جیسے فشار گور۔ یہ فشردن سے ماخوذ ہے جسکے معنی نچوڑنے کے ہیں۔

حل ضعف نے مجھے ایسا دبا کر شکنجے میں کھینچ رکھا ہے کہ ناتوانی بھی ظاہر نہیں ہو سکتی ضعف سے قد جھک جاتا ہے مگر ضعف مجھکو اتنی بھی مہلت نہیں دیتا کہ قد کے جھکنے ہی سے میرا تن آسائش پا سکے یعنی ایسا تختہ بنا دیا ہے بے حس و حرکت کر دیا ہے جب قد کا جھکنا بمنزلہ آرام پانیکے ہے تو خیال کرنا چاہیئے کہ فشار ضعف نے کتنا سخت پکڑ رکھا ہے۔ انتہا درجہ کا مضمون ہے

تجھ سے طرح ناز کے باہر نہ آسکا　　گر اک ادا ہو تو اسے اپنی قضا کہوں

حل میں معشوق کے ناز کی تعریف کیونکر کروں اور اس عہدے سے کیونکر برآ ہوں۔ ایک ہی ادا ہو تو کہہ سکوں کہ یہ قضا ہے مگر وہان تو جان کی لینے کی سیکڑوں ادائیں ہیں جو قضا سے بھی بڑھی ہوئی ہیں۔ پھر ناز و ادا کی وجہ قضا کے ساتھ تشبیہ دینے میں کیونکر درست ہو سکتی ہے۔

حلقے ہیں چشمہائے کشادہ بسوئے دل ہر تار زلف کو نگہ سرمہ سا کہوں

حل زلف کے حلقے گویا آنکھیں ہیں جو دل کی جانب ہیں اور چونکہ آنکھوں کے بیچ میں سرمہ ہوتا ہے لہذا زلف کا ہر تار ان آنکھوں کی نگہ سرمہ سا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دل انکی نگاہوں سے کہاں تک بچیگا ضرور پھنسیگا۔

ظالم مرے گمان سے مجھے منفعل نہ چاہ ہے ہے خدا نکردہ تجھے بیوفا کہوں

حل اے ظالم تو میرے گمان سے میرا منفعل ہو جانا ہرگز نہ چاہ یعنی خیال نہ کر میں تجھے بیوفا گمان کر کے منفعل ہو جاؤنگا۔ خدا ایسا کرے۔ تو کتنا ہی ظلم کرے مگر میں تجھے بیوفا نہیں سمجھتا۔

ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اٹھا بھی نہ سکوں

حل اگر رقیب طعنے دیتے ہیں کہ غالب ضعیف ہے وہ کیا کر سکتا ہے اور کس کام کا ہے تو انکا شکوہ عبث ہے گو ضعف سے میرا سر نہیں اٹھ سکتا مگر رقیبوں کی باتیں تو ضرور اٹھا سکتا ہوں یعنی انکے طعنے سہہ سکتا ہوں پھر انکو رقیبوں کی طعنے کا کیا شکوہ۔

زہر ملتا ہی نہیں مجھکو ستمگر ورنہ کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں

لغت۔ قسم بفتحتین سوگند اور بالفتح و سکون میں حصہ کرنا اور اندازہ کرنا اور فلاوند کا ضرور ... کسی کو نگاہ رکھنا اور بالکسر کسی چیز کا حصہ۔

حل زہر مجھے درحقیقت میسر ہی نہیں ہوتا ورنہ اسکے کھانے میں ہرگز دریغ نہ ہوتا۔ ترے ملنے کی قسم نہیں ہے جسکو میں کھا نہ سکوں۔ بھلا عاشق سے یہ کیونکر ممکن ہے کہ معشوق کے ملنے کی قسم کھائے۔

ہم پر جفا سے ترک وفا کا گمان نہیں اک چھیڑ ہے وگرنہ مراد امتحان نہیں

حل وہ جو ہم پر ظلم کرتے ہیں تو اس سے انکا مقصد امتحان نہیں اور نہ یہ گمان کہ غالب جفا کے باعث وفا کو چھوڑ دیگا بلکہ ایک چھیڑ مقصود ہے۔

کس منہ سے شکر کیجئے اس لطف خاص کا پرسش ہے اور پائے سخن درمیان نہیں

لغت شکر بالضم احسان ماننا اور بالفتح منعم کی تعریف اسکی نعمت پر کرنا۔ اور بفتحتین ... کا ... سے پر ہو جانا اور زمین سے شاخوں کا اگنا۔

حل مجھ سے اس لطف و کرم کا شکریہ کسی طرح ادا نہیں ہو سکتا کہ پرسش (مواخذہ) تو کرتے ہیں مگر وجہ نہیں بتاتے کہ کیوں مواخذہ کیا جاتا ہے۔ التفات کیا کم ہے خواہ کسی طرح ہو۔

شوق اس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں — جادہ غیر از نگہ دیدۂ تصویر نہیں

حل شوق مجھے اس جنگل میں دوڑاتا ہے جہاں حیرت کے سوا کوئی راہ نہیں کیونکہ نگاہ دیدۂ تصویر سے بجز حیرت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ مراد راہ عرفان الٰہی ہے۔

حسرت لذت آزار رہی جاتی ہے — جادۂ راہ وفا جز دم شمشیر نہیں

حل وفائے عاشق کا انجام قتل ہو جاتا ہے مگر جب قتل ہو گیا تو لذت آزار جاتی رہی حسرت باقی رہ گئی کیونکہ لذت آزار تو زندگی تک تھی۔ افسوس ہے کہ وفا کیلئے بجز (قتل ہو جانے کے) راہ منزل مقصود پر پہنچنے کی نہیں۔

رنج نومیدی جاوید گوارا رہیو — خوش ہوں گر نالہ زبونی کش تاثیر نہیں

لغت زبون یا لفتح اونٹ کا لات مارنا اور بمعنے عاجز ضعیف و خوار و بیچارہ اور بعض نے بلفتح اول و ضمتین بمعنی اسیر و ضعیف لکھا ہے اور ترکی زبان میں بمعنی زشت ہے۔

حل بیشک نومیدی (ناکامی) کا رنج گوارا مگر یہ گوارا نہیں کہ میرا نالہ تاثیر کے سامنے عاجز ہو جائے اور میں اس میں خوش ہوں۔ (انتہا درجہ کی غیرت)

سر کھجاتا ہے جہاں زخم سر اچھا ہو جائے — لذت سنگ باندازۂ تقریر نہیں

حل جب پتھروں کا زخم اچھا ہو جاتا ہے تو سر خود بخود کھجانے لگتا ہے تاکہ پھر پتھر لگیں پس میں پتھروں کی لذت کا حال کیا بیان کروں۔

سلطنت دست بدست آئی ہے — جام مے خاتم جمشید نہیں

حل جام کا دست بدست آنا رندوں کی سلطنت ہے یعنی جام مے جمشید بادشاہ کی انگوٹھی (مہر) نہیں جو اسکی ذات پر ختم ہو یہ تو سلطنت کی طرح دست بدست آتا ہے۔

ہے تجلی تری سامان وجود — ذرہ بے پرتو خورشید نہیں

حل نور مطلق اور تجلی بحث ہی وجود کا سامان ہے جس طرح آفتاب کے طلوع ہونے پر ذرات عالم موجود ہو جاتے ہیں (چمکنے لگتے ہیں) گویا انکی زندگی اور وجود طلوع آفتاب پر موقوف ہے۔ اور نور مطلق ازلی ابدی ہے تو ذرات بھی ازلی اور ابدی ہیں (مذہب حکماء)

راز معشوق نہ رسوا ہو جائے — ورنہ مر جانے میں کچھ بھید نہیں

حل معشوق کے راز کا چھپانا عاشق کی زندگی ہے اور اسکے راز کا افشا ہوجانا ہی مرجانا ہے اور نہ
مرجانے مین کوئی بھید نہین۔

گردش رنگ طرب سے ڈر ہے غم محرومی جاوید نہین

حل محرومی جاوید کا بالکل غم نہین ہان رنگ طرب کی گردش کا ڈر ہے کہ اسکو بھی ثبات و قیام
اور ہمیشگی نہین گردش خود تغیر چاہتی ہے

تماشا کر اے محو آئینہ داری تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہین

حل اے معشوق (جو تو آئینہ داری سے) یعنی ہر وقت آئینہ مین اپنے حسن کا تماشا دیکھتا ہے ہم تیری طرف
کس تمنا سے دیکھ رہے ہین ذرا اسکا بھی تو تماشا کر یعنی جیسا تو آئینہ مین محو ہے اسیطرح ہم تیری
صورت مین محو ہین۔

سراغ تف نالہ داغ دل سے کہ شب رو کا نقش قدم دیکھتے ہین ؛

حل اس شعر حل مین ایک لوگ سرگردان پاؤن پیدا ہوتے ہین مگر منزل مقصود پر نہیں پہنچتے
غالب استہزا کہتا ہے کہ ہم داغ دل سے نالے کی گرمی کا سراغ دیکھ رہے ہین یا شب رو کا نقش قدم
دوسرے مصرعہ مین (کہ) تردید کی ہے یعنی داغ دل کی گرمی نالہ جلکر اڑ گئی ہے اسکا سراغ لگا گویا
شب رو کے نقش قدم کا ڈھونڈنا ہے داغ چونکہ سیاہ ہوتا ہے اسلئے اسکو شب قرار دیا۔ یعنی دو دو بار تیری مجازی
ملتی ہے خوئے یار سے نار التہاب مین کافر ہون گر نہ ملتی ہو راحت عذاب مین

لغت التہاب افروختہ ہونا اور آگ کے شعلہ کا اٹھنا۔ نار آگ اور دوزخ اسکی جمع نیران ہے۔

حل دوزخ جسکا نام ہے وہ یار کی خوئے گرم سے ملتی جلتی یعنی مشابہ ہے اسلئے مجھے عذاب نار مین
راحت ملتی ہے ورنہ اگر جھوٹ کہتا ہون یا نار مین راحت ملتی ہو تو مین کافر ہون۔ دوزخ کا ذوق گو
باعث اذیت مگر کافران عشق کے لئے موجب راحت ہے۔

تا پھر نہ انتظار مین نیند آئے عمر بھر آنے کا عہد کر گئے آئے جو خواب مین

حل خواب مین آئے تو آنے کا وعدہ کر گئے کہ ہم پھر بھی خواب مین آئینگے مگر تا جانا کا یہی مطلب
ہے کہ انتظار مین عمر بھر نیند نہ آسکے اور جب نیند ہی نہ آئی تو انکا خواب مین آنا معلوم (ایک
تکلیف انتظار دوم خلاف وعدگی اور دھوکا)

جو منکر وفا ہو فریب اسپہ کیا چلے کیون بدگمان ہون دوست سے دشمن کے باب مین

حل دوست کی جانب سے میرا بدگمان ہونا فضول ہے کہ رقیب کا فریب اسپر چل سکیگا کیونکہ

دوست در اصل وفا ہی کا شک ہے اسکو دشمن کی وفا کا ہرگز یقین نہ ہوگا خواہ وہ کتنا ہی خوب ہے

کل کے لیے کر آج نہ خسّت شراب میں — یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں

لغت خسّت بالکسر اور خساست بالفتح کمینگی اور زبون ہونا سوء بالضم بد ہونا اور بدی اور آگ اور برص اور ہر جسم کی آفت اور بالفتح اندوہگین کرنا اور بدی کرنا۔ کوثر بالفتح بروزن فوعل اسم مبالغہ مرد بسیار خیر اور گروہ بسیار اور بہت بخشنے والا اور ایک نہر ہے بہشت میں اور حوض کوثر وہ حوض جو موقف میں بہشت سے باہر ہے تو جسکا چشمہ وہ کوثر ہے جو بہشت کے اندر ہے اور ساقی کوثر آنحضرت صلعم۔

حل اے ساقی تو کل کیواسطے آج رندوں کو شراب پلانے میں خسّت نکر کیونکہ یہ ساقی کوثر کی جناب میں بدگمانی ہے کہ اگر تو آج شراب دیگا تو وہ کل کو منع کریگا۔

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند — گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں

حل شعر میں فرشتے سے مراد شیطان ہے مطلب یہ ہے کہ کل تک تو ہماری جناب میں فرشتے کی گستاخی بھی خدا تعالیٰ کو پسند تھی کہ آدم کو سجدہ نکرنے سے شیطان مردود کر دیا آج ہم کیوں ذلیل ہو گئے۔

جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع — گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں

لغت سماع بالفتح سننا اور صوفیہ کی اصطلاح میں معرفت الٰہی کے اشعار خوش آوازی سے مع چنگ کے ساز و مزامیر سننا اور بتشدید میم بہت سننے والا۔ اور ایک ساز۔ رباب بالفتح بروزن سحاب اور ایک شکیل اور جمیل عورت کا نام اور ایک مشہور باجا اور مکہ کے علاقہ میں ایک موضع ہے اور وسط نجد میں ایک پہاڑ اور بالکسر ہجران۔

حل اگر وہ معشوق کی آواز چنگ و رباب میں سمائی ہے تو فرط شوق و اضطراب میں بدن سے جان کیوں نکلنے لگتی ہے معلوم ہوا کہ وہ تو مردوں میں بھی جان ڈالتی ہے نفی مقصود نہیں بلکہ استعجاب ہے۔

رو میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھیے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

لغت رکاب بالکسر سواری کے وقت وہ جس میں پاؤں رکھتے اور بضم و تشدید کاف سواران۔

حل رکاب میں پاؤں اور ہاتھ میں باگ جو دستے گھوڑا سوار کے قابو میں نہیں جہاں چاہے لیکر دوڑ گیا مطلب یہ ہے کہ عمر اپنے اختیار میں نہیں دیکھیے کہاں اور کب دم نکلتا ہے یہ شعر گویا اس آیت کا ترجمہ ہے

وما تدری نفس بای ارض تموت یعنی کوئی انسان نہیں جانتا کہ کونسی زمین (مقام) پر مریگا۔

اتنا ہی مجھکو اپنی حقیقت سے بُعد ہے جتنا کہ وہم غیر سے ہوں پیچ و تاب میں

حل میں جزو کو اپنا غیر سمجھتا ہوں مثلاً کبھی خیال کرتا ہوں کہ انسان ہوں اربعہ عناصر سے بنا ہوں یا ذی روح ہوں وغیرہ۔ یہ سب باتیں میری حقیقت کے غیر ہیں پس میں جسقدر ان باتوں میں پیچ و تاب کھاتا ہونگا اسیقدر اپنی حقیقت کے سمجھنے سے دور ہونگا من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا ترجمہ ہے۔

ہے مشتمل نمودِ صُوَر پر وجودِ بحر یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں

حل دنیا جس شے سے عبارت ہے وہ صفات سلبیہ کا مجموعہ ہے جسطرح دریا قطرہ اور موج و حباب سے مرکب ہے یعنی فی حد ذاتہ دریا کا مستقل وجود نہیں صرف صورتوں کی نمود ہے اگر ہم اس مجموعہ سے ایک ایک شے کو سلب کرتے چلے جائیں تو آخر میں کچھ بھی نہ رہیگا مطلب یہ ہے کہ دنیا ایک امر اعتباری اور فانی ہے۔

میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے ڈالا ہے تمکو وہم نے کس پیچ و تاب میں

حل ہمکو معلوم ہوا ہے کہ جب مرزا غالب نے یہ شعر مشاعرے میں پڑھا تو ختم مشاعرے کے بعد مولوی امام بخش صاحب صہبائی مرحوم نے جو ایک مقدس اور متورع بزرگ تھے مرزا صاحب سے پوچھا کہ آپنے اس شعر میں کیا معنے پہنائے ہیں مرزا صاحب نے کہا کہ مولانا آپ اس شعر کے معنے کیا سمجھینگے نہ آپنے کبھی رنڈی بازی کی نہ قمار بازی کی نہ امرد بازی کی نہ فاعل ہیں نہ مفعول خیر تو ایک لطف لکھا ہے یعنی جس سماں میں فریقین عشاق کی بڑی تدبیروں اور چالوں سے اُسکو کسی کوٹھے کی کھڑکی میں نصیب پڑا یا مگر اس خوف سے کہ کوئی آ کھڑا ہوگا رقیب پیچھے کے آ میں گھس گئی سماں سمجھی کہ غالب محض نامرد اور رقیب سے ڈرتا ہے یہی معذرت میں یہ شعر پڑھا (واہ واہ)

شرم اک ادائے ناز ہے اپنے ہی سے سہی ہیں کتنے بے حجاب کہ ہیں یوں حجاب میں

لغت حجاب بالکسر پردہ اور مسافر کے چلنے اور گزرنے کا مقام اور بالضم والتشدید دربانان و نگہبانان حاجب کی جمع۔

حل شرم اگر ایک ادائے ناز ٹھیری گئی ہے اور کچھ نہیں تو اپنے نفس ہی سے شرم کرنے لگتے ہیں انکا اسطرح حجاب میں رہنا کتنی بے شرمی کی بات ہے کیونکہ یہ تو شرم نہ ہوئی بلکہ عاشقوں کو ادائے ناز دکھانا ہوا۔

مست اپنی قبا کا بند نہیں باندھتے۔ وہ تو لاابالی اور بےخود ہوتے ہیں۔

اہلِ تدبیر کی واماندگیاں آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں

حل۔ اہلِ تدبیر کی واماندگیاں عجیب ہیں یا قابلِ مضحکہ ہیں کہ آبلے پہلے ہی چلنے پھرنے نہیں دیتے اور جب اُن پر حنا لگائی جائے گی تو اور بھی معذور ہو گئے۔ کیونکہ مہندی لگا کر بھی انسان چل پھر نہیں سکتا۔

وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب دل کے پار جو مری کوتاہیٔ قسمت سے مژگاں ہو گئیں

حل۔ یہ وہ نگاہیں ہیں جو کسی طرح دل میں نہیں جا سکتیں مگر جب نگاہیں کو ہی قسمت سے پلکیں بنگئی ہیں یعنی میری جانب نہیں اٹھتیں تو اب وہ دل کے پار کیوں ہو رہی ہیں۔ (استفہام ہے)

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں

حل۔ مذہب کی پابندی آبائی رسوم کی تقلید ہے جو کسی طرح شرک فی التوحید سے کم نہیں ہم موحد ہیں ہمارا مذہب ترکِ رسوم ہے۔ پس رسوم مٹ مٹ کر اجزائے ایمان بن گئیں یعنی ترکِ تقلید میں توحید ہے۔ اور صوفیوں کا عقیدہ ہے کہ الصوفی لامذہب لہٗ صوفی کا کوئی مذہب نہیں۔

دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی حالانکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں

حل۔ دل صفِ مژگان کو روکنا چاہتا ہے حالانکہ اسمیں خلشِ خار کے تحمل کی بھی طاقت نہیں۔ تمام چھپے ہوئے نسخوں میں روکشی کی جگہ بدکشی لکھا ہوا ہے جس سے شعر بے معنی ہو جاتا ہے۔

ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

لغت۔ سہل بالفتح زمین نرم اور ہر شے جو نرم ہو اور ایک شخص کا نام۔

حل۔ اس شعر کے حل میں بھی لوگ غلطان پیچان ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تیرا ملنا آسان نہیں تو یہ بات سہل ہے کیونکہ مشکل ہوگا اور یہ مشکل ہی ہے کہ آسان و دشوار۔ تیرا ملنا مشکل ہو تو رونا ہی کیا تھا مگر مصیبت تو یہ ہے کہ مشکل بھی نہیں۔ نہ تو مشکل ہے نہ آسانی ہے۔ وصل ہر طرح محال ہے۔

نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں

حل۔ میرے تن پر زخموں کی اس قدر کثرت ہو گئی ہے کہ کوئی زخم بخیے کے لائق نہیں تار اشک خود چشمِ سوزن کا رشتہ بنگیا ہے پھر بخیہ کا دھاگا اسمیں کب جا سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خود سوزن میرے زخموں کی حالت دیکھکر یاس سے رو رہی ہے۔

ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی کفِ سیلاب باقی ہے برنگِ پنبہ روزن میں

حل سیلاب کا طوفان جو میرے گھر کو ڈھا چھوڑ کر چلا گیا ہے تو ٹوٹے کے جھانک روزن کی چشم کی طرح دیواروں کے روزنوں میں رہ گئے ہیں۔ میں کیسا بیکس و پستہ ہوں کہ کوئی شخص میری خانہ ویرانی کا تماشا بھی نہیں دیکھ سکتا کیونکہ سوراخوں کے جھانک تماشا دیکھنے کے مانع ہیں۔

ودیعت خانۂ بیداد کاوش ہائے مژگاں ہوں ۔ نگین نام شاہد ہے مرا ہر قطرہ خوں تن میں

حل میں معشوق کی کاوشوں کے ظلم کا بہ تن ودیعت خانہ بنا ہوا ہوں اور یہ قاعدہ ہے کہ ودیعت پہ مہر لگا دیتے ہیں تو میرا ہر قطرۂ خون اُس ودیعت خانہ کی مہر کا ہے جس پر مژگان معشوق کے بیداد کا نام کندہ ہے یعنی میں کاوشوں کا ظلم ضبط کیے ہوئے ہوں اور راز افشا نہیں کرتا کیونکہ امانت دار ہوں۔

نکوہش مانع بے ربطی شور جنوں آئی ۔ ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن میں

حل منع بے ربطی میں ربط ہے جیسے عدم العدم وجود اور نفی النفی اثبات ہے۔ اب سنیے۔ احباب جسقدر ملامت کرتے ہیں اُسیقدر شور جنوں کو ربط ہوتا ہے گویا ملامت کے وقت احباب کی خندہ زنی ہی جیب و دامن کا بخیہ بنگئی ہے چونکہ ہنسنے میں انسان کے لب از ہم جدا ہو جاتے ہیں پس ادھر یاروں سے خندہ اوڑایا ادھر جیب و دامن کا بخیہ کھلگیا تو گویا خندہ ہی بخیۂ جیب و دامن ہوا پس ربط جنوں قائم رہا۔ مثلاً عشق کی تعمیر میں ویرانی ہے تو ویرانی ہی قائم رہی۔ بہت نازک ہے۔

نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں پر صحبت مخالف ہے ۔ جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں

حل یہ تو معلوم نہیں کہ میں نیک ہوں یا بد ہوں مگر معلوم ہے کہ میری صحبت ناجنس کے ساتھ ہے کہ خس گلخن کے لیے موزوں ہے اور گل گلشن کے لیے - لیکن یہ میرا انقلاب قسمت ہے کہ خس ہونگا تو گلشن نشین ہونگا اور گل ہونگا تو گلخن میں - وہاں ذلیل اور بیکار دو یہاں جلتا رہے

خیال جلوۂ گل سے خراب ہیں میکش ۔ شراب خانہ کے دیوار و در میں خاک نہیں

حل بیچارے نشے کے عالم میں گلگشت چمن اور جلوۂ گل و لالہ کی سوجھتی ہے - تو غالب کہتا ہے کہ میخانہ کے در و دیوار میں کیا دھرا ہے - یہاں میکش تو صرف جلوۂ گل کے خیال میں خوش ہیں - (یا معشوق کے خیال میں مگر میخانہ میں معشوق کہاں)

حسن اور اس پہ حسن ظن رہ گئی بوالہوس کی شرم — اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزمائے کیوں

حل استعجاب ظاہر کرتا ہے کہ حسن اور پھر اس پر حسن ظن عجیب بات ہے حسینوں کو حسن ظن سے کیا تعلق - یہ کہو کہ بوالہوس کی آبرو رہ گئی ورنہ امتحان میں عقدہ کھل جاتا کہ غیر کتنا حسن ظن رکھنے کے قابل ہے - ہاں صاحب آپ کو جب اپنے اوپر اعتماد ہے تو غیر کا امتحان لینے کی ضرورت ہی کیا ہے - آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں ایسا ہوں کہ سارا جہان لٹو ہے حالانکہ یہ حسن ظن صحیح نہیں - لفظ بوالہوس میں شعر کی روح ہے اسلیے غور سے سمجھنا چاہیے -

باب الواو

حسد سے دل اگر افسردہ ہے گرم تماشا ہو — کہ چشم تنگ شاید کثرت نظارہ سے وا ہو

حل اگر تیرا دل حسد سے افسردہ ہے یعنی تو اوروں کے جاہ و منصب پر حسد کرتا ہے تو ذرا گھر سے باہر نکلکر مختلف درجے کے لوگوں کی حالت کا کثرت سے نظارہ کر تاکہ تیری چشم تنگ کھل جائے یعنی ممکن ہے کہ تجھے بہت سے لوگ ایسی پست حالت میں ملیں کہ وہ تیری عمدہ حالت پر حسد کریں - (چشم تنگ بخل کے لیے مشہور ہے اور ہونکہ حسد کے لیے)

بقدر حسرت دل چاہیے ذوق معاصی بھی — بھروں یک گوشۂ دامن گر آب ہفت کشور ہو

حل جتنی حسرت دل اتنا ہی ذوق معاصی - آب ہفت کشور سے میرے دامن کے ایک گوشے کو تر کر سکتا ہے - تر دامن گنہگار کو کہتے ہیں - یعنی ارتکاب گناہ کی مجھ میں اسقدر استعداد ہے -

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ — دوزخ میں ڈالدے کوئی لیکر بہشت کو

حل طاعت و عبادت تو لوگ اس لالچ سے کرتے ہیں کہ جنت میں حوریں اور شراب طہور ملیگی - کوثر کے جام بھر بھر کے پینگے جسکا ذائقہ دودھ اور شہد سے میٹھا ہوگا - یہی سب لالچ ہے یعنی خدا پرست لالچ سے طاعت الہی نہیں کرتا بھلا طاعت سے شراب و شہد کو کیا واسطہ - اسلیے مناسب ہے کہ جنت کو لیکر دوزخ میں ڈالدیں تاکہ انگبیں کے لالچ کا قصہ ہی نپٹ جائے اور طاعت الہی میں اسکی لاگ نہ رہے کیونکہ جب طاعت میں مے و انگبیں کا خیال ہے تو طاعت کہاں رہی -

غالب کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے — خرمن جلے اگر نہ ملخ کھائے کشت کو

حل مجھے اپنی سعی سے لہنا نہیں اگر میری لہلہاتی کھیتی ٹڈی کی دست برد سے بچیگی

تو جب خرمن تیار ہوگا اسمین بدقسمتی سے آگ لگ جائیگی اور جل جائیگا۔

وارستہ اس سے ہیں کہ محبت ہی کیوں نہ ہو — کیجے ہمارے ساتھ عداوت ہی کیوں نہ ہو

حل ہم اس سے بے پروا آزاد ہیں کہ تم ہمارے ساتھ محبت ہی کرو۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ کچھ کرو سہی۔ کچھ نہیں تو عداوت ہی کرو۔

ہے مجھکو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ — ہر چند بر سبیل شکایت ہی کیوں نہ ہو

حل مجھے تجھ سے غیر کا تذکرہ کرنے کا گلہ ہے اگرچہ اُسکی شکایت ہی کیوں نہ ہو۔ عاشق کو معشوق کے منھ سے غیر کی شکایت اچھی معلوم ہوتی ہے مگر رقابت اسکو یہی گوارا نہیں کرتی

وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں — اپنے سے کر نہ غیر سے وحشت ہی کیوں نہ ہو

حل دنیا سے آزاد ہو جانا اور پہاڑوں کی کھوہوں میں بیٹھکر سب سے قطع تعلق کرنا بیگانگی کو لیے کافی نہیں جبتک تجھ میں خودی موجود ہے ہرگز تو دنیا سے بیگانہ نہیں ہو سکتا ہے اپنے سے وحشت کو نکہ اپنے غیر ہے۔ یعنی دل بیار و دست بکار۔ یہ شعر گویا قول مشائخ لا رہبانیۃ فی الاسلام کا ترجمہ ہے۔

ہنگامۂ زبونیٔ ہمت ہے انفعال — حاصل نہ کیجے دہر سے عبرت ہی کیوں نہ ہو

حل منفعل یعنی اثر پذیر ہونا دون ہمتی اور عجز ہے کیونکہ قوت فاعلیہ ہمیشہ زبردست اور قوت منفعلہ ہمیشہ زیردست ہوتی ہے۔ کم از کم تجھ پر زمانہ کے آثار و حوادث سے عبرت تو ضرور ہی پڑیگی مگر تو ایسا راستباز اور قوی دل بنجا کہ تجھ پر عبرت بھی نہ پڑے۔ چور کو سزا یا قاتل کو پھانسی ملے مگر تجھ پر کیوں عبرت پڑے کیونکہ تو نہ چور ہے نہ قاتل ہے اسلئے وسعت کا اطلاق شعر پر اور شعر ایسا ہونا چاہئے کہ دریا کو زے میں بھرا جیسا ہوگا چاہو شرح کرتے چلے جاؤ۔

مٹتا ہے فوت فرصت ہستی کا غم کوئی — عمر عزیز صرف عبادت ہی کیوں نہ ہو

حل جو فرصت یعنی کام کرنے کا وقت جاتا رہا اُسکا غم ہرگز دل سے نہیں مٹ سکتا کیونکہ وہ واپس نہیں آسکتا تمام عمر صرف عبادت ہی کیوں نہ ہو جائے مگر جو اہل دل ہیں وہ یہ غم نہیں بھول سکتے۔ یا یہ معنی کہ تمام عمر صرف عبادت ہو جائے مگر عمر تلف شدہ کا غم ضرور رہیگا

نہیں گر ہمدمی آساں نہ ہو یہ رشک کیا کم ہے — نہ دی ہوتی خدایا آرزوئے دوست دشمن کو

حل اگر معشوق کے ساتھ ہمدم ہونا آسان نہیں تو نہ سہی مگر مجھے تو یہ رشک مرڈالتا ہو کہ خدا نے دشمن کو دوست کا ہمدم بننے کی آرزو کیوں عطا کی۔ میں دشمن کی آرزو کو بھی گوارا نہیں کرسکتا۔

بھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آسان سمجھتے ہیں نہیں دیکھا شناور جوئے خوں میں تیرے توسن کو

حل ہم قتل گاہ کی حالت کا دیکھنا آسان سمجھ رہے ہیں وجہ یہ ہے کہ تیرے توسن کو ابتک جو خون میں تیرتا نہیں دیکھا ہے۔ دیکھینگے تب حقیقت کھلیگی کہ قتلگاہ کا دیکھنا آسان یا مشکل

ہوا چرچا جو میرے پاؤں کی زنجیر بننے کا کیا بیتاب کاں میں جنبش جوہر نے آہن کو

حل میرے پاؤں کی زنجیر کا چرچا ہوتے ہی لوہے کی کان کے جوہر آہن کی جنبش نے بیتاب کر دیا کسی طرح جلد کان سے نکلوں از زنجیر بنکر غالب کے پاؤں میں پڑوں جنبش جوہر معشوق کی وجہ

وفاداری بشرط استواری اصل ایماں ہے مرے بتخانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو

حل وفاداری اگر مضبوطی کے ساتھ ہو تو یہی اصل ایمان ہے برہمن اگر بتخانہ کی محبت میں بتخانے میں مرجائے تو وہ ایسا قابل قدر ہے کہ کعبہ میں دفن کیا جائے کیونکہ وفادار میں ثابت قدم رہنے سے اسمیں تقدس پیدا ہوگیا ہے اور وفاداری ہی اصل ایمان ہے خواہ کسیکے ساتھ ہو۔ رندانہ وضع میں بہت بلیغ شعر ہے۔

ہے جوش گل بہار میں یاں تک کہ ہر طرف اڑتے ہوئے الجھتے ہیں مرغ چمن کے پاؤں

حل بہار میں نمو گل یا رنگ گل اسقدر جوش زن ہے کہ مرغ چمن کے پاؤں اڑتے ہوئے الجھ جاتے ہیں مگر طائر تو بال و پر سے اڑتا ہے نہ کہ پاؤں سے۔

اپنے کو دیکھتا نہیں ذوق ستم تو دیکھ آئینہ تاکہ دیدۂ نخچیر سے نہو

لغت نخچیر بالفتح فارسی لفظ ہے شکار کرنا اور شکار کردہ شدہ اور شکارگاہ اور جانور یعنی صحرائی ہرن پاڑھا وغیرہ۔ فرہنگوں میں صرف اتنا ہی لکھا ہے مگر یہ نہیں لکھا کہ یہ لفظ مفرد ہے یا مرکب۔ ہماری رائے میں نخ اور گیر سے مرکب اسم مفعول ترکیبی ہے نخ ریشم وغیرہ کے تار کو کہتے ہیں جن سے جال بناتے ہیں اور گیر یعنی گرفتہ شدہ کاف فارسی جیم فارسی سے بدلگیا یعنی نخ کے جال میں پکڑا ہوا شکار۔ اب ہر قسم کے مارے ہوئے شکار کو کہنے لگے۔

حل نخچیر کی مستقل آئینہ تک سے نہیں دیکھتا کہیں ہمیں بسمل کی آنکھ کی حیرت نہ ہو اس زیادہ دیکھا

وان پہنچکر جو غش آتا پئے ہم ہے ہم کو
صد رہ آہنگ زمین بوس قدم ہے ہم کو

لغت سِدرہ بالکسر درخت کنار اور سدرۃ المنتہیٰ چرخ ہفتم پر ایک درخت ہے جو انسانون کے اعمال اور علم کا منتہیٰ ہے۔ کلیات غالب کے تمام مطبوعہ نسخون مین صدرہ بصاد مہملہ لکھا ہے جو سراسر غلط ہے اور دنیا اسیطرح پڑھتی ہے۔ ہمارے اہل مطابع اور شعراء کی قابلیت کی وجہ یہ ہے کہ کتابت کی غلطی یا صحت تو اسوقت معلوم ہو جب کلام کے سمجھنے کا سلیقہ ہو

حل معشوق کے کوچے مین پہنچکر جب مجھے متواتر غش آتا ہے تو معشوق کے قدمون کی زمین بوسی کا ارادہ گویا سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنے کا ارادہ معلوم ہوتا ہے یعنی بیطاقتی و ضعف سے یہ حالت ہو جاتی ہے۔

ضعف سے نقش پئے مور ہے طوق گردن
تیرے کوچے سے کہان طاقت رم ہے ہم کو

حل مجھ مین تیرے کوچے سے بھاگنے کی طاقت کہان ہے کیونکہ مین اسقدر ضعیف ہون کہ چیونٹی کا نقش قدم میرا طوق گردن بنجاتا ہے جو [illegible]

جان کر کیجے تغافل کہ کچھ امید بھی ہو
یہ نگاہ غلط انداز تو سم ہے ہم کو

حل غلط اندازی سے نگاہ نہ پھیرو یہی تو ہمارے حق مین زہر ہے بلکہ عمداً تغافل کرو تاکہ امید بندھے کیونکہ عمداً تغافل کرنا عین التفات ہے۔

رشک ہمطرحی و درد اثر بانگ حزین
نالۂ مرغ سحر تیغ دو دم ہے ہم کو

حل مرغ سحر کا نالہ میرے حق مین تیغ دودم ہے کیونکہ اس سے دو رشک پیدا ہوتے ہین ایک تو رشک ہمطرحی یعنی جیسا میرا نالہ ہے ویسا ہی اسکا بھی ہے۔ دوسرے یہ کہ میری آواز حزین مین درد پیدا کرنے کا اثر ہے ویسا ہی اسکے نالے مین بھی ہے پر مین یہ دونو باتین نہین دیکھ سکتا۔ مصرعہ اولے مین معطوف و معطوف علیہ دونو رشک کے مضاف ہین نہ صرف ہمطرحی۔ ورنہ تیغ دودم غلط ٹھہریگا۔ ناظرین غور سے سمجھین۔

دل کے خون کرنے کی کیا وجہ ولیکن ناچار
پاس بے رونقی دیدہ اہم ہے ہم کو

حل ہم تو اپنا دل ہرگز خون نکرتے مگر مجبوری یہ ہے کہ آنکھون کی بے رونقی کا پاس ہے کیونکہ جبتک دل سے اشک خون نہ آئین آنکھین بے رونق ہین۔

بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو

حل تم قیامت میں مواخذے سے کسی طرح نہیں بچ سکتے تمہارا یہ عذر مسموع نہ ہوگا کہ غالب کو رقیب نے قتل کیا ہے ہم نے نہیں۔ کیونکہ تم اس صورت میں گواہ ہوگے دیگر عدالت میں گواہ سے مواخذہ کیسا۔ اگر مصرعہ اولے میں (بچتا نہیں) ہوتا تو مواخذہ صرف رقیب کے ماتھے جاتا)

یہ کہہ سکتے ہو ہم دل میں نہیں ہیں پر یہ بتلاؤ کہ جب دل میں تمہیں تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو

حل پہلا مصرعہ غلط طبع ہوا جسنے شعر کو بےمعنی کردیا یہ مصرعہ ضرور یوں ہوتا ہے یہ کہہ سکتے ہو تم دل میں چھپے ہیں پر یہ بتلاؤ۔ عالی فطرت ناظرین خود سمجھ جائینگے۔

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے ہوئے تم دوست جسکے دشمن اسکا آسماں کیوں ہو

لغت فتنہ بالکسر آزمائش۔ حیرت۔ گمراہی۔ کفر۔ رسوائی۔ عذاب۔ سونے چاندی گلانا۔ گمراہ کرنا۔ دیوانہ ہونا۔ مال اور اولاد۔ لوگوں کا اپنی راہوں میں مختلف ہوجانا۔

حل اس شعر کے معنی میں بہی لوگ گھبرا کر ہوتے ہیں۔ مصرعہ اولے میں (یہ فتنہ) کا اشارہ مصرعہ ثانیہ کا سارا مفہوم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کے برباد کرنے کو یہ فتنہ ایسا کیا کم نہیں کہ جسکے تم دوست ہوگے آسمان بھی اسکا دوست ہوگا۔ کیونکہ آسمان تو ہمارا رقیب ہے جسکے تم دوست ہوئے آسمان ضرور ہی اسکا دشمن ہوگا۔ غور سے سمجھنے کے قابل ہے۔

باب الہاء

از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئنہ طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ

حل آفتاب سے لیکر ذرے تک دل ہی دل ہے یعنی ہر شے دل بنی ہوئی ہے اور ہر دل آئنہ ہے پس شش جہت سے طوطی کا مقابلہ آئینے سے ہے۔ وہ اس آئینے میں اپنے کو پہچان سکتی ہے اور عرفان الہی میں گویا ہوسکتی ہے۔ طوطی سے مراد انسان ہے اور ذرہ و مہر سے مراد تمام موجودات و ممکنات جنمیں شاہد حقیقی جلوہ گر ہے۔

ہے سبزہ زار ہر در و دیوار غمکدہ جسکی بہار یہ ہو پھر اسکی خزاں نہ پوچھ

حل یعنی عاشق کی در و دیوار ہی اُسکے لیے سبزہ زار ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جسکی بہار ایسی ہو یعنی اجڑی ہوئی اسکی خزان کا کیا پوچھنا ہے۔ (بد سے بدتر)

باب الیاء

قصد جلوہ روبرو ہے جو مژگاں اٹھائیے — طاقت کہاں کہ دید کا احساں اٹھائیے

حل ذرا مژگاں اُٹھانے کی دیر ہے معشوق کے جلوے خود بخود روبرو ہو جائینگے مگر یہاں تو دید کا احسان اُٹھانے کی طاقت ہی نہیں یعنی ضعف سے مژگاں بھی نہیں اُٹھ سکتیں۔ غالب کا مطلب یہی ہے اور ظاہری معنی یہ ہیں کہ دید کا احسان اُٹھانے کی کسی طاقت ہے ادھر مژگاں اُٹھیں اودھر جلوے سامنے آگئے۔

ہے سنگ پر برات معاش جنون عشق — یعنی ہنوز منت طفلاں اٹھائیے

حل جنون عشق کی معاش کا وظیفہ سنگ طفلاں پر ٹھیرا ہے۔ پس منت طفلاں کے اُٹھانے کا مخمصہ ابھی تک باقی ہے مطلب یہ ہے کہ جنون عشق کو یہ انتظار رہتا ہے کہ جبتک لڑکے نہوں پتھر نہ لگیں اور وہ بیکار ہے

دیوار بار منت مزدور سے ہے خم — اے خانماں خراب نہ احساں اٹھائیے

حل دیوار کو مزدور نے چنا ہے پس وہ اُسکے بار منت سے خم ہو گئی ہے یہی حال یک بار منت اُٹھانے والے کا ہوگا پس کسیکا احسان نہ اُٹھانا چاہئے کیونکہ دیوار میں خم کا آنا کمزور ہو جانا اور نقص کا آجانا ہے۔

عاشق ہوئے ہیں آپ بھی اک اور شخص پر — آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے

لغت شخص بالفتح انسان کا کالبد وغیرہ اور نمونہ کسی شے کا جو دور سے نظر آئے اور شناور ہونا۔ مکافاۃ بالضم باہم برابر ہونا اور برابر کرنا ہونا اور بدلہ اور جزا دینا یہ لفظ دراصل مکافیۃ بروزن مفاعلۃ تھا یا متحرک ماقبل مفتوح حسب قاعدہ صرف الف ہو کر مکافات ہو گیا۔

حل آپ بھی اشارۃً کسی اور شخص پر عاشق ہوئے ہیں (اس سے پایا جاتا ہے کہ پہلے کسی اور پر عاشق تھے) اب عاشقوں کو ستم کا بدلہ مل جائیگا یعنی جیسے ظلم تمنے عاشقوں پر کیے تھے اب ویسے ہی ظلم وہ معشوق تم پر کریگا۔

ہے رنگ لالہ و گل و نسریں جدا جدا — ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے

لغت اثبات بالکسر قرار دینا اور لکھنا اور بالفتح ثبت کی جمع۔ وہ معتمد لوگ جو کسی کام کے انتظام کا ثبات یعنی قیام رکھیں۔

حل بہار کا اطلاق جو عموماً تمام گل و شجر و ہر قسم کے پھولوں کی مجموعی حالت کو

کیا جاتا ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ جب لالہ و گل ۔ نسترن وغیرہ کے رنگ جدا جدا نہیں تو جتنے رنگ آتی ہی بہاریں پس جدا جدا بہار ثابت کرنے کی ضرورت ہے یعنی یوں کیونکہ ہر گل اور ہر رنگ میں صنعت صانع کی بہار بطور خیر گی جداگانہ ہے ۔

سر پائے خم پہ چاہیے ہنگام بیخودی ‏ رو سوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے

یعنی بحسبِ گردشِ پیمانۂ صفات ‏ عارف ہمیشہ مستِ مئے ذات چاہیے

لغت مناجات بالضم باہم سرگوشی کرنا یہ نجو سے ہے جس کے معنی بھید کہنا ۔ بوسہ دینا ۔ سونگھنا ۔ چاہنا ۔ براز کرنا ۔ درخت کی شاخ کاٹنا ۔ گوشت سے چمڑا الگ کرنا اور بول و براز وغیرہ جو شکم سے نکلے مگر اصطلاح میں مناجات خاص جناب باری سے گریہ وزاری کے ساتھ دعا مانگنا اور التجا کرنا ہیں ۔ صفات بالکسر جمع صفت بالکسر کسی کے حال یا شان کا بیان کرنا اور کسی شے کی علامت اور نشان ۔ اور بضم صاد و تشدید فا ایوان شاد جو اوپر سے پٹا ہوا ہو اور اہل صفہ فقرائے اہل اسلام کا وہ گروہ جو آنحضرت صلعم اور صحابہ کے عہد میں گھر بار نہ رکھتا تھا اور مسجد کے متصل ایک مکان میں رہتا تھا جو اوپر سے پٹا ہوا تھا ۔

حل صوفیہ کے نزدیک کفر ہی مظہر ذات ہے کیونکہ دین کی ضد ہے اور اضداد کا منبع اور مظہر بھی وہی واجب الوجود ہی پس بیخودی اور محویت کے وقت خم کو سجدہ اور مناجات کے وقت قبلہ کی جانب رخ کرنا چاہیے یعنی پیمانۂ صفات الٰہی جس جانب گردش کرتا رہتا ہے عارف کو بھی اسی جانب گردش کرنا چاہیے کیونکہ وہ تو اس ذات کا مست ہے جو پیمانہ کو گردش میں رکھتی ہے اُسے کفر و دین سے کیا مطلب ۔

بساطِ عجز میں تھا ایک دل یک قطرہ خوں وہ بھی ‏ سو رہتا ہے بانداز چکیدن سر نگوں وہ بھی

حل بساطِ عجز میں میرا ایک دل تھا وہ بھی اک قطرۂ خون ۔ پھر وہ بھی ٹپکنے کے انداز میں وہ بھی سرنگون (شرمندہ) کہ اب گرا اور اب گرا ۔

نہ اتنا بُرّشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ ‏ مرے دریائے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی

حل تیغ جفا کے کاٹ پر اتنا ناز کیجیے یعنی یہ سمجھئے کہ میری تیغ بڑا کاٹ کرنے والی ہے وہ تو میرے دریائے بیتابی کی ایک موج خون ہے یعنی میری بیتابی جو شوقِ جفا میں خون ہو رہی ہے اُسکے موافق آپ کی تیغ جفا میں بُرش نہیں ۔

تقریب ہے حالانکہ کسی شے کا دیکھنا یا دل تقریب نہیں بلکہ یاد دلانا مجرد یاد دلانے کی یاد کا تعلق دل سے ہے اور حواس خمسہ کو بند کر کے اسلیے صوفیوں نے حبس دم کا شغل نکالا ہے۔

حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی　　دل جوش گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی

لغت حاصل کسی شے کا نتیجہ یا کسی شے کا نفع - یہ بمعنی محصول مستعمل ہے ۔ آسامی اسامی جمع الجمع ہے بمعنی اسماء اسم کی جمع ہے اور اسامی اسماء کی جمع - غلط العام ہے یہ لفظ بمعنی مفرد مستعمل ہو گیا مگر اسامی بالمعنی اکثر تحریر و تقریر میں مستعمل ہے بالکل غلط ہے۔

حل اسے بڑھتی ہوئی آرزو یہ امید نہ رکھ کہ میرے رونے سے تجھے کچھ حاصل ہو گا کیونکہ جوش گریہ نے دلکو ڈوبی ہوئی اسامی بنا دیا ہے یعنی اشرے مایوس کر دیا ہے - جب کوئی کاشتکار یعنی اسامی تنگ دست مفلس اور بے بار ہو جاتا ہے تو مالک زمین کہتا ہے کہ میری اسامی ڈوب گئی۔

اس شمع کی طرح سے جسکو کوئی بجھا دے　　میں بھی جلے ہوؤں میں ہوں داغ ناتمامی

حل مجھے کامل طور پر جلنا بھی نصیب نہ ہوا بلکہ میں تو مثل داغ بنا ہوا ہوں شمع کا کامل جلنا یہی ہے کہ خود بخود بجھ جائے اور جب اسکو کوئی بجھا دیگا تو جلنا ناتمام رہیگا پس میری حالت شمع جیسی ہے۔

کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے　　جسمیں کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے

لغت بیضہ بالفتح انڈا اور مور کی گوند دونوں جو جنگ میں پہنتے ہیں اور خایہ اور شے کا بیچ اور عطر اور شہر کا بیچ اور ایک شہر کا نام اور ان معنوں میں بالکسر بھی آیا ہے اور بیضہ سفید اور سپید ارزمین

حل ہم جیسے ستم زدوں کا جہان (دنیا) کسقدر تنگ ہے جسمیں آسمان ایک بیضۂ مور ہے یعنی سب سے بے حقیقت اور ضعیف میں چیونٹی کے انڈے سے جو چیونٹی ہی نکلیگی جو صد درجہ ضعیف ہے جب اسکا بڑا آسمان چیونٹی نہیں بلکہ چیونٹی کا بچہ یا حرکت انڈا ہے تو ہمدی کیا بساط ہونی چاہیے مطلب یہ کہ قدرت نبی کے سامنے سب چیزیں ہیچ و بے وقعت ہیں ہم اسقدر ستم زدہ ہیں کہ ایک بیضۂ مور بھی ہم پر ظلم کرتا ہے

ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے　　پرتو سے آفتاب کے ذرے میں جان ہے

حل ذرے کی زندگی آفتاب کے پرتو سے ہے اسی طرح کل کائنات تیرے ذوق محبت سے حرکت کر رہی ہے۔
لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ۔

کی اسنے گرم سینۂ اہل ہوس میں جا　　آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے

حل اہل ہوس کی طبائع ہمیشہ سرد رہتی ہیں انکی کوئی عملی کارروائی بجز ہوس پکانے کے نہیں کر سکتے جس معشوق نے جو سینۂ اہل ہوس میں جگہ گرم کی ہے تو یہ ٹھنڈا مکان اسکو پسند آ گیا ہے گرم فصل کی

کو مفعول اول اور (جا) مفعول ثانی ہے۔ اس ترکیب کو اہل منطق مجعول مرکب کہتے ہیں۔

ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا ۔۔۔ کس سے کہوں کہ داغ جگر کا نشان ہے

حل غم نے ایسا مٹایا کہ ہستی کا بھی اعتبار نہ رہا۔ اب میں کس سے کہوں کہ جگر میٹ میٹ کر جو داغ باقی رہگیا ہے وہ جگر کا نشان ہے کیونکہ جب تو ہستی (وجود) کا اعتبار ہی نہیں جو داغ کو جگر کا نشان سمجھ کر ہستی کا اعتبار کرتا ہے۔

ہے بارے اعتماد وفاداری اس قدر ۔۔۔ غالب ہم اسمیں خوش ہیں کہ نامہربان ہے

حل ہم معشوق کے نامہربان ہونے سے ویسے خوش ہیں کہ اسکو وفاداری کا اعتماد ہے اور یقین ہے کہ خواہ کتنا ہی ظلم کیا جائے مگر ہم سب سہینگے۔

حال آنکہ ہے یہ سیلی خارا سے لالہ رنگ ۔۔۔ غافل کو میرے شیشہ پہ مے کا گمان ہے

حل میرا شیشہ (دل) تو سیلی خارا (حوادث کے طمانچہ) سے سرخ ہو رہا ہے مگر غافل یہ سمجھتا ہے کہ اسمیں شراب بھری ہوئی ہے اسلیئے سرخ ہے۔ (کیا پتھر کے طمانچے سے شیشہ کا ثابت رہ سکتا ہے پس سرخ ہوجانا)

سرگشتگی میں عالم ہستی سے یاس ہے ۔۔۔ تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے

لغت تسکین بالفتح آرام دینا اور ٹھیرانا اور کسی حرف کا ساکن کرنا۔ نوید بالفتح نون و کسر واو و یاء مجہول خبر خوش۔ بفتحتین یعنی نَوَید غلط ہے۔

حل میں اسقدر سرگشتہ ہوں کہ عالم ہستی میں آنے سے ناامید ہوگیا ہوں پس تسکین کو خوشخبری ہو کہ مرنے کی امید نہ ہوگی۔ کیونکہ عاشق تو مرنا ہی چاہتا ہے اور مرنے ہی میں اسکی تسکین ہے۔

ہے وہ غرور حسن سے بیگانۂ وفا ۔۔۔ ہر چند اسکے پاس دل حق شناس ہے

لغت غرور بالضم فریب دینا اور فریب اور کپڑے کی چُنٹیں وغیرہ۔ غَرّ بالفتح والتشدید کی جمع ہے جسکے معنی فریب دینا ہے اور وہ دانہ جو جانور پنچھیے کے منہ میں ڈالے اور زمین کی دراڑ اور باریک ندی (نالا) اور کپڑے کی چُنٹ اور ایک موضع کا نام اور تلوار کی تیزی اور بالکسر ناتجربہ کار اور بالضم ایک جانور جو پانی میں رہتا ہے اور باطل چیزیں اور سفید پیشانیاں اور بزرگ لوگ مثل ہیر جمع آغر اور غَرُور بالفتح فریب دینے والا اور وہ جیسی غرغرور کریں اور شیطان اور دنیا۔ حق ثابت اور ضرور اور درست راست اور راستی اور واجب اور کام جو ضرور واقع ہو بات اور وعدہ کا پورا کرنا اور خدا تعالے کا ایک نام۔

حل معشوق اپنے غرور حسن میں وفا سے بالکل بیگانہ ہے ہر چند اسکے پاس ہمارا حق شناس دل موجود ہے جو حق وفا کو پہچانتا ہے مگر وہ دل سے بھی وفا کی تعلیم نہیں لیتا۔

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے　　　خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے

لغت اخفا بالکسر چھپانا اور ظاہر کرنا ہے کیونکہ باب افعال کا خاصہ سلب ماخذ بھی ہے پس سلب خفا کے معنی میں بھی مستعمل ہوا - محال بالضم غیر ممکن - جسکا وجود بحیثیت محال ہونے کے نا ممکن ہو جیسے اجتماع ضدین - اور بالکسر مکر کرنا اور بارش کا قطرہ نا اور گھانس کا خشک ہونا اور بادشاہ سے کسی کی چغلی کھانا اور بانخ بمعنی چرخ (ڈول) اور بڑا ڈول -

حل اگر چپ رہنے سے یہی فائدہ ہے کہ حال معلوم نہ ہو تو میں خوش ہوں کیونکہ مجھ سے جنون میں چپ نہیں رہا جاتا کچھ نہ کچھ بکتا ہی رہتا ہوں لیکن جبکہ میری بات کا سمجھنا غیر ممکن ہے تو اس بکواس سے بھی سکوت ہی کا فائدہ دیا کہ کسی پر میرا اصلی حال ظاہر نہ ہوا

کس کو سناؤں حسرت اظہار کا گلہ　　　دل فرد جمع و خرج زبانہای لال ہے

لغت لال یہ لفظ ترکی ہے بمعنی زبان گرفتہ (گونگا) اور بمعنی سرخ رنگ فارسی ہے اور ہندی میں سرخ ہے اور لالہ (پھول) بھی لال ہی سے مرکب ہے کیونکہ سرخ ہوتا ہے اور اردو میں الف ممدودہ نسبت ہے اور لعل جو سرخ رنگ قیمتی ہے بھی لال کا معرب ہے -

حل میں اپنے بیان حال کی حسرت کا گلہ کسکے سامنے کروں کیونکہ دل گونگی زبانوں کی جمع خرچ کی فرد ہے نہ کوئی سنتا ہے نہ جواب دیتا ہے - گونگے کو بہرا ہونا لازم ہے نہ کہ برعکس ورنہ مصرعہ اولی یوں تھا کہ کیونکر سناؤں حسرت اظہار کا گلہ -

کس پردہ میں ہے آئینہ پرداز اے خدا　　　رحمت کہ عذرخواہ لب بے سوال ہے

حل اس شعر کی ترکیب نیز ہی ہے آئینہ پرداز کی فاعل رحمت ہے جو دوسرے مصرعہ میں مذکور ہے یعنی یا خدا (تیری) وسیع رحمت کونسے پردہ میں آئینہ پرداز اپنے بناؤ سنگار میں مشغول ہے کہ لب بے سوال عذرخواہ ہے کہ میں اب تک کیوں سوال نہیں کرتا حالانکہ رحمت تیری لیے دولہن کی طرح آراستہ ہو رہی ہے اور اگر مصرعہ ثانیہ میں عذرخواہ کو لب بے سوال کا مضاف کر دیا جائے تو رحمت مبتدا اور عذرخواہ لب بے سوال اسکی خبر ہوگی اور یہ معنی ہونگے کہ اس کل سے تو تیری رحمت بناؤ سنگار کر رہی تھی تو اب تک کیوں سوال نہ کیا -

مشکیں لباس کعبہ علی کے قدم سے جان　　　ناف زمین ہے نہ کہ ناف غزال ہے

حل یعنی یہ سیاہ پوش کعبہ کی خوشبو اور برکت اسے جو دنیا میں پھیل رہی ہے تو اسکی یہ وجہ ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام یہیں پیدا ہوئے ورنہ کعبہ تو ناف زمین ہے نہ کہ ناف غزال مگر علی کے قدم سے اسکو نافہ غزال بنا دیا -

کی یا غفلت سے خرابی آجائے تو اسکی اصلاح کرنا۔

ب — پیشہ ذکر یا خیال ای کی شوقی نا امیدی کے بیچ کی تاب تلافی یعنی اسکو نا امیدی کا صدمہ غم ہو
اگر نا امیدی کے بعد کف افسوس بھی ملا تو وہ گویا تجدید تمنا کا پیمان ہوگیا۔ ہاتھ میں ہاتھ دیکر معاہدہ
یا قول و قرار کرنے ہیں یعنی ہم نا امیدی سے نہ بیٹھے۔

رحم کر ظالم کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے   نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغِ کشتہ ہے

حل بیمار وفا پر رحم کر اسکی نبض بجھے ہوئے چراغ کا دھواں ہے جب بجھے ہوئے چراغ کی کیا بساط
ہے۔ نبض کے اقسام میں ایک نبض دودی یا دخانی بھی ہے اسمیں حس نہیں ہوتی نزع کی حالت
میں ہوتی ہے۔

دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں   ورنہ یاں بے رونقی سودِ چراغِ کشتہ ہے

حل چراغ کشتہ کا فائدہ بے رونقی میں ہے کیونکہ اسے بے رونقی لازم ہے یعنی بجھ کر کچھ باقی نہیں یہاں
دل لگی کی ہوس باقی ہے اور اسی کی شدت نے بے چین کر رکھا ہے کیونکہ یہاں بجز دل لگی کوئی بات نہیں نکلے۔

چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے   سرمہ تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے

حل معشوقوں کی آنکھ گویا اشارے اور کنایہ کرشمہ اور غمزے سے گفتگو کرتے ہیں مطلب یہ
کہ معشوقوں کی آنکھ غمزہ اور کرشمہ نہ کرنے کی حالت میں بھی نوا پرداز اور بولنے والی ہے آخر سرمہ کیا چیز ہے
اسے مخاطب تو یہی کہیگا کہ یہ شعلۂ آواز کا دھواں ہے۔ شعلہ کے خاموش ہو جانے (بجھ جانے) کے بعد
دھواں اٹھتا ہے اگر اس صورت میں (نوا پردازی) صحیح نہیں اور اگر یہ کہو کہ وہ دھواں مراد ہے جو شعلہ
کے ساتھ ساتھ رہتا ہے تو خاموشی صحیح نہیں)

پیکرِ عشاق سازِ طالعِ ناساز ہے   نالہ گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے

حل عاشقوں کا پیکر (وجود) بدنصیبی کا ساز (باجا) ہے اور باجے کی آواز (نالہ) در حقیقت گردش
سیارہ کی آواز ہے یعنی انکا پیکر جو بجتی ہے اور انکا نالہ سب اثر ہے (شعر دو لخت ہے) ورنہ صدا سے
ساز کو گردش سیارہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے   صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے

حل میں سے ہو وحشت و زیست ہستی یار کھی ہو آرام طلب بنگیا تو صبح وطن مجھے یہ خندۂ دنداں نما تھی
یعنی مجھ پر خندہ زنی ہیں جو نکوہش (سرزنش) بجا ہوئی کیونکہ میں اسی قابل ہوں۔

مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال   تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے

حل میں وادی خیال محبوب کو مستانہ سے گزر رہا ہوں تاکہ لوٹ کر آ جاؤں یعنی ایسے
خیال میں گم ہو جاؤں۔

اس بزم میں مجھے نہیں بنتی حیا کئے — بیٹھا رہا اگرچہ اشارے ہوا کئے

حل معشوق کی محفل میں بہت کچھ اشارے ہوئے کہ غالب کسی طرح یہاں سے چلا جائے مگر وہ
ایسا حیا والا کب تھا کہ ٹلتا۔ بیٹھا ہی رہا۔

رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجادہ رہن مے — مدت ہوئی ہے دعوت آب و ہوا کئے

لغت خرقہ پارہ پارہ کیا ہوا جیسا کہ اکثر فقراء پہنتے ہیں مگر اب بزرگ فقراء کے جامے جبے اور کرتے
کو کہتے ہیں خواہ وہ پارہ پارہ ہو یا نہ ہو۔ سجادہ مصلے اور جا نماز۔ سجادہ اسم مبالغہ یعنی بڑا
سجدہ کرنے والا۔ یہ صفت سجدہ کرنے والے انسان کی ہو مگر ظرف یعنی منظروف مجازاً مستعمل ہوا۔

حل مجھے مدت سے معلوم نہیں کہ آب و ہوا کی دعوت نہیں کی اب اس دعوت کا سامان کرنے کو
اپنا خرقہ اور مصلے رہن کرتا پھرتا ہوں یعنی انکو بیچکر شراب پیوں۔ یعنی مدت سے میری آب و ہوا بے
مے صرف ہی گزر رہی ہے۔

بے صرفہ ہی گزرتی ہے ہو گرچہ عمر خضر — حضرت بھی کل کہینگے کہ ہم کیا کیا کئے

حل عمر کا مصرف جب اچھا نہ ہو خواہ عمر خضر ہی کیوں نہ ہو عاشق کا کام یہ ہے کہ دوست کے عشق میں
مرے۔ حضرت خضر بھی کل کے روز یہی کہینگے کہ ہم نے عمر برباد کر دیا۔

صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو — دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کئے

حل معشوق جو التجا کئے بغیر بوسہ دینے لگا ہے تو یہ ذلیل عادت شاید رقیب کی صحبت میں پڑ گئی
دستانی گئے تھے کا منہ چومتی ہے (؟) مگر عزیز کب ہوئی مدد دل کا کام بنا۔

رفتار عمر قطع رہ اضطراب ہے — اس سال کے حساب کو برق آفتاب ہے

حل عمر کی رفتار اضطراب کی راہ کو قطع (طے) کرتی ہے۔ اس سال (عمر) کے حساب کے لئے
آفتاب کی جگہ برق ہے کیونکہ شمسی مہینوں کا حساب آفتاب سے ہوتا ہے مگر جب سال عمر کے حساب
کے واسطے آفتاب کی جگہ برق ہے تو خیال کرنا چاہئے کہ انسانی زندگی کتنی جلد زائل اور فنا ہو جانے
والی ہے۔ (تشبیہ در تشبیہ ہے)

مینا ہے مے ہے سرو نشاط بہار سے — بال تدرو جلوۂ موج شراب ہے

حل مستوں کی بہار نشاط کے مینا سرو اور جلوۂ موج شراب بال تدرو ہے آشنو دنیا کی معمولی
بہار گل و گلشن سے کیا غرض۔

زخمی ہوا ہے پاشنہ پاے ثبات کا — نے بھاگنے کی گوں نہ اقامت کی تاب ہے

حل دنیا میں ثبات نہیں پاے ثبات زخمی ہے نہ انسان چل سکتا ہے نہ قیام کر سکتا ہے یعنی دونو صورتوں میں تکلیف ہے یعنی عمر جس شے سے عبارت ہے وہ عدم سابق اور عدم لاحق کے مابین ڈانوان ڈول ہے پس ثبات کہاں۔

جاداد بادہ نوشی رنداں ہے شش جہت — غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے

حل غافلوں کا یہ گمان ہے کہ دنیا خراب یعنی بری شے ہے یا ویران ہے حالانکہ بادہ نوشی کے لیے رندوں کے حق میں شش جہت ایک وسیع جائداد ہے جس میں وہ آزادی کے ساتھ عشرت مے نوشی کے مزے لوٹتے ہیں۔

نظارہ کیا حریف ہو اُس برق حسن کا — جوش بہار جلوہ کو جسکے نقاب ہے

حل اُس برق حسن کے دیکھنے کی نظارہ کیا تاب لا سکتا ہے جبکہ جوش بہار اُسکے جلوہ حسن کے لیے نقاب ہے۔ نقاب میں جب یہ کیفیت ہے تو نقاب اُٹھنے پر کیا عالم ہوگا۔

گزرا اسد مسرت پیغام یار سے — قاصد پہ مجھکو رشک سوال و جواب ہے

حل اسد پیغام یار کی خوشی سے درگزرا اُسے تو اس رشک نے مار رکھا ہے کہ قاصد کا تو معشوق کر سوال و جواب ہوا اور میں محروم رہا۔

گرم فریاد رکھا شکل نہالی نے مجھے — تب اماں ہجر میں دی بردِ لیالی نے مجھے

حل شکل نہالی دیکھکر مجھے معشوق یاد آیا تو میں گرم فریاد ہو گیا ہجر میں جاڑے کی راتوں نے مجھے امن دیا یعنی میں اگر فریاد میں گرم نہ ہوتا تو جاڑے میں جدائی کی راتیں میرا سلفہ کر لیتیں۔ زندہ نہ چھوڑتا

نسیہ و نقد دو عالم کی حقیقت معلوم — لے لیا مجھ سے مری ہمت عالی نے مجھے

حل میں ایسا قیمتی جوہر تھا کہ دین کا ادھار اور نقد میرے خریدتے ہیں بے حقیقت اور عاجز تھا پس مجھے میری ہمت علی نے ہی خرید لیا۔ یعنی میرا مرتبہ دونو عالم سے مستغنی اور بالاتر ہے۔

کثرت آرائی وحدت ہے پرستاری وہم — کر دیا کافر ان اصنام خیالی نے مجھے

حل اس شعر میں مذہب وحدۃ الوجود پر رد ہے کیونکہ صوفیوں کے نزدیک تمام اشیا مظاہر وجود الوجود ہیں مطلب یہ ہے کہ کثرت سے وحدت کو آراستہ کرنا یعنی یہ سمجھنا کہ ہر شے میں واجب الوجود موجود ہے یہ وہم کی پرستش ہے پس ان خیالی اصنام نے مجھے کافر بنا دیا کیونکہ کہاں وحدت کہاں کثرت۔ خالق و مخلوق ایک نہیں ہو سکتے۔ یہ تو کھلا شرک ہے۔

ہوس گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا — عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے

قاطع اعمار ہیں اکثر نجوم ٭٭ وہ بلائے آسمانی اور ہے

حل - عمر زندگی تو نجوم بھی قطع کرسکتے ہیں (نجومی لوگ موت و حیات کو ستاروں کا اثر بتاتے ہیں)
یہ تو آسمانی سبب آسانی سے پیش آتے ہیں بلکہ جو زمینی آسمان ہیں وہ اس سے زیادہ ظالم ہے قطع کرتے ہیں ان کو
بھی قبضہ ہو رہے

موت کا ایک دن معین ہے ٭ نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

حل - شب غم یا شب ہجر میں نیند کا نہ آنا موت ہو جاتا ہے مگر موت کیلئے تو ایک دن مقرر ہے - شب کو
اس کیا تعلق - (یعنی جب صبح ہو کہ موت رات کو نہ آئی تو جان بچ جاتی ہے)

آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی ٭ اب کسی بات پر نہیں آتی

حل - ہم اپنے پہلے حال دل پر ہنس لیا کرتے تھے اب ہیں فسردگی اور نا امیدی چھائی ہے کہ حال پوچھا
تسلی تو پہلی جیسی ہنسی آتی سات ... دم ... کا کام ہے -

داغ دل گر نظر نہیں آتا ٭ بو بھی اے چارہ گر نہیں آتی

حل - استفہام ہے - چارہ گر بتا کہ مجھے تو تیرا داغ دل نظر نہیں آتا - غالب کہتا ہے کیا دل کے جلنے کی
بو بھی نہیں آتی یعنی داغ ہے -

ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین ٭ ہاں بادۂ دوشینہ کی منھ سے مگر بو آئے

حل - ظاہر ہے کہ قبر میں منکر نکیر ہاتھ دھو کے پیچھے پڑ جائیں گے وہ سخت ڈرانے والے نہیں - ہاں میرے منھ سے شراب شبینہ
کی بو آئے تو فی الفور خود ہی ہو جائیں گے - اس سے چھٹکارا ہو جاتا ہے ایک ہی تدبیر ہے - کیا خوب -

ہاں اہل طلب کون سنے طعنۂ نا یافت ٭ دیکھا کہ وہ ملتا نہیں اپنے ہی کو کھو آئے

حل - اے اہل طلب تم معشوق کے ملنے کے طعنے سنو ہمیں تو نہیں سنے جاتے جب ہم نے دیکھا کہ وہ مقصود ہمیں
نہیں ملتا تو اپنے ہی کو اسکی طلب میں کھو کر چلے آئے -

کی ہمنفسوں نے اثر گریہ میں تقریر ٭ اچھے رہے آپ اس سے مگر مجھکو ڈبو آئے

حل - دوستوں نے میرے رونے کا باب میں تقریر کی کہ غالب روتا ہے مگر اس کے رونے کا کچھ اثر نہیں ہوتا
دوست تو سنکر روتے ہیں مگر مجھے ڈبو آئے کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ میرے گریہ میں اثر نہیں -

جنون تہمت کش تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی ٭ نمک پاش خراش دل ہے لذت زندگانی کی

حل - اگر تھوڑی سی دیر کو دل نے خوشی کی تو جنون پر یہ تہمت نہیں لگ سکتی کہ اسکو تسکین ہوگئی کیونکہ
اس شادمانی سے لذت زندگی نے خراش دل پر اور بھی نمک چھڑک دیا - بس اسی کو لذت شادمانی سمجھو
مطلب یہ ہے کہ دنیا میں خوشی معدوم ہے -

کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی ہوئی زنجیرِ موجِ آب کو فرصت روانی کی

حل۔ آزادی کیسی ہی سعی کرے مگر ہستی کی کشاکش سے کسی شے کا چھوٹنا محال ہے۔ روانی کی فرصت ہی موجِ آب کو حق میں زنجیر بنگئی یعنی موجِ آب آزادی سے رواں ہے، مگر اس کے پاؤں میں زنجیریں (لہریں) پڑی ہوئی ہیں۔

پس از مردن بھی دیوانہ زیارتگاہِ طفلاں ہے شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گلفشانی کی

حل۔ مرنے کے بعد بھی دیوانۂ عشق بچوں کی زیارتگاہ بنا ہے۔ میری تربت پر لڑکوں نے ازراہِ شرارت پتھر مار مار کر اسی قدر گلکاریاں کی ہیں کہ پتھروں سے شرارے نکل پڑے ہیں جو حقیقت میں تربت پر گلفشانی کا کام دے رہے ہیں۔ دیوانہ کا ... کہ لڑکے تربت کو پھولوں سے ... اور ... ہیں۔

نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی مبادا خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی

حل۔ معشوق کے بیداد پر فریاد کرنیوالا سزائے نکوہش (ملامت) کا مستحق ہے۔ ... صبحِ محشر ... ملامت کرے۔ مصرعہ ثانی میں مبادا ... خندۂ دنداں نما ... مصرعہ میں یوں ہونا چاہئے ... خندۂ دنداں نما ہے صبحِ محشر کی۔

پرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی

حل۔ مجلس جسقدر گرم ہوگی اسی قدر ساغر کا دور چلیگا اور چونکہ مجلس میں شمع کا ہونا لازم ہے جس پر پروانوں کا ہجوم بھی ضروری ہے۔ پس کشتیِ مے کا بادبان پرِ پروانہ قرار دیا۔ اس شعر کی ... شمع ہے جسکا ذکر نہیں۔ لزوم سے کوئی سمجھ لے۔

رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے اگر بووے بجائے دانہ دہقاں نوک نشتر کی

حل۔ ریشگی سے مراد ریشہ دار ہونا یعنی اُگنا ہے نوک زخمی ہونا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر خاکِ دشتِ مجنوں میں کسان دانہ کی جگہ نشتر بوئے تو رگِ لیلیٰ کے ریشے پیدا ہونگے یعنی رگہائے لیلیٰ پیدا ہونگی۔ اور مشہور ہے کہ جب لیلیٰ کی فصد کھولی گئی تھی تو مجنوں کی رگ سے خودبخود خون جاری ہوگیا تھا۔ مجنوں کو فصدِ لیلیٰ کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔ اب اگر دشتِ مجنوں کی خاک میں بھی نشتر بوئے جائینگے تو ان سے رگِ لیلیٰ پیدا ہوگی۔ کیونکہ مجنوں کو رگِ لیلیٰ سے محبت ہے پس خاک کو یہ جبلّی ہوگی۔

کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض کیا قدرت کہ طاقت اڑ گئی اڑنے سے پہلے میرے شہپر کی

حل۔ دوسرا مصرعہ بیداد کا بیان ہے یعنی مجھے خود میرے پروں نے (گرا دیا) کا ذوقِ ... مجھ میں اب قدرت کہاں کہ بیدادِ ذوقِ پرفشانی کا شکوہ کروں کہ اڑنے سے پہلے ہی میرے شہپر کی طاقت اڑ گئی (زائل ہوگئی)۔

نہ جتانا مراد ہے ناظرین غور سے سمجھیں۔

ہے کیا جو حسن خود آرا کو ہے حجاب — اے شوق یاں اجازت تسلیم ہوش ہے

حل معشوق ہمیشہ حجاب میں رہتا ہے حجاب خود آرائی نے اُسے محجوب کر دیا ہے اے شوق تقاضا بیجا کر وہ ہوش میں نہیں بلکہ یہاں بیہوش کے تسلیم کرنے کی اجازت ہے کہ تقاضا ہو گی۔

دیدار بادہ۔ حوصلہ ساقی نگاہ مست — بزم خیال میکدۂ بیخروش ہے

حل بزم خیال ایک بیخروش میکدہ ہے جہاں دیدار شراب ہے۔ ساقی حوصلہ ہے۔ نگاہ مست ہے بس اور کیا چاہیے۔ ایسی آرام اور سکون کی محفل خوش قسمتی سے ملتی ہے جس میں ہم خیال میں دیدار معشوق کر رہے ہیں

ہجوم غم سے یانتک سرنگونی مجھکو حاصل ہے — کہ تار دامن و تار نظر میں فرق مشکل ہے

حل میں ہجوم غم سے لاغر ہو کر اس قدر سرنگوں ہو گیا ہوں (جھک گیا ہوں) کہ میرا تار دامن اور تار نگاہ دونوں ایک ہو گئے ہیں اور دونوں میں فرق کرنا بہت مشکل ہے۔

رفوئے زخم سے مطلب ہے لذت زخم سوزن کی — سمجھیو مت کہ پاس درد سے دیوانہ غافل ہے

حل زخم میں رفو ہونے سے مطلب زخم سوزن کی لذت حاصل کرنا چاہتی سوئی جب بخیہ کریگی تو شدید لذت حاصل ہو گی دیوانہ کا یہ مطلب نہیں کہ زخم سلکر اچھا ہو جائے وہ پاس درد سے غافل نہیں

پا بدامن ہو رہا ہوں بسکہ میں صحرا نورد — خار پا ہیں جوہر آئینۂ زانو مجھے

حل میں صحرا سے آوارہ ہوں اب جو سکون سے پا بدامن ہو کر بیٹھا ہوں تو میرے آئینہ زانو کے جوہر پاؤں کے کانٹے بن گئے ہیں۔ یعنی مجھے یہ سکون ناگوار اور تکلیف دہ ہے۔ آئینہ میں چونکہ سکون ہوتا ہے اسلئے زانو کو آئینہ قرار دیا

دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت — ہے نگاہ آشنا تیرا سر ہر مو مجھے

حل جب میرا دل تجھ سے ہم آغوش ہو گا تو تیرا بال بال برنگ نگاہ آشنا بن جائیگا یعنے مجھکو لذت حاصل ہو گی اور دل کی کشش سے تو خود آشنا بن جائیگا۔

تھا رنگ ہوس جو نہ ہوس زر — کیوں شاخ گل باغ سے بازار میں آوے

حل لوگوں کی ہوس نے پھول کے ناموس کو آبرو و حرمت کو ذلت کر دیا ورنہ ممکن نہ تھا کہ وہ بازار میں کوڑی کوڑی بکتا۔

نفس قیس کہ ہے چشم و چراغ صحرا — گر نہیں شمع سیہ خانۂ لیلیٰ نہ سہی

حل قیس کا نفس گرم اگر سیہ خانہ لیلیٰ کی شمع نہیں بنا تو نہ سہی کیا کم ہے کہ وہ صحرا کا چشم و چراغ ہے

عشق کی راہ میں ہے چرخ مکوکب کی وہ چال — سست رو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے

حل عشق کی راہ مین چرخ ایسا عاجز ہو رہا ہے جیسے کوئی آبلہ پا چلتا ہو - یعنی ستارے نہین بلکہ چھالے ہین آسمان کے پاؤن کے آبلے ہین -

ہے ہوا مین شراب کی تاثیر — بادہ نوشی ہے باد پیمائی

حل موسم بہار کا یہ عالم ہے کہ خود ہوا مین شراب کی تاثیر ہے پس آجکل شراب پینا فضول ہے -

تغافل دوست ہون میرا دماغ عجز عالی ہے — اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے

حل مین تغافل کو دوست رکھتا ہون میرے عجز کا دماغ بہت عالی ہے اگر آپ پہلو تہی از تغافل یا تجاہل کرینگے جب بھی میری جگہ خالی ہوگی کیونکہ آپ تغافل تو مجھ سے کرتے ہین نہ اور دون سے - ہوا خالی ہوگی ذو محمل ہے اور بہت مزیدار ہے -

نقش ناز بت طناز بآغوش رقیب — پائے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے

حل رقیب ایسا کریہ المنظر ہے کہ جب اسکی بغل مین معشوق ہو وہ بہزاد بھی تصویر کھینچے تو قلم بنانے کو پائے طاؤس کی ضرورت ہوگی جو نہایت بد شکل ہوتا ہے پس بد شکل تصویر کے لئے بد شکل ہی قلم موزون ہے -

وہ تب عشق تمنا ہے کہ پھر صورت شمع — شعلہ تا نبض جگر ریشہ دوانی مانگے

حل تمنا ایسی تپ عشق ہے جیسا شعلہ شمع کی طرح جگر کی نبض تک ریشہ دوانی کرتا ہے جو نوبت ہو کر جلا دیتا ہے

ازبسکہ سکھاتا ہے غم ضبط کے انداز — جو داغ نظر آیا اک چشم نمائی ہے

حل غم عشق ضبط کے انداز سکھاتا ہے دل مین جو داغ پیدا ہوکر نظر آتا ہے وہ ایک چشم نمائی ہوتی ہے یعنی داغ کیون نظر آیا جو ضبط کے خلاف ہے -

سیماب پشت گرمی آئینہ دے ہے ہم — حیران کیے ہوئے ہین دل بیقرار کے

حل سیماب آئینے کو پشت گرمی دے رہا ہے یعنی اس کو ٹھہرا رہا ہے اور ہم دل بیقرار کے حیران کیے ہوئے ہین سیماب ہمارے کام نہین آتا -

ہے وصل ہجر عالم تمکین و ضبط مین — معشوق شوخ و عاشق دیوانہ چاہیے

حل تمکین و ضبط کے عالم مین وصل بھی ہجر ہو جاتا ہے وصل کا مزا تو جب ہے کہ معشوق شوخ اور چنچل ہو اور عاشق دیوانہ اور بیباک ہو -

دوستی کا پردہ ہے بیگانگی — منہ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے

حل ہم ایسے بیگانے بنے رہو گے تو لوگ تاڑ جائینگے کہ غضب ہی سے پردہ کیون ہے اس صورت مین دوستی کا پردہ کھلا جاتا ہے پس ہم سے منہ چھپانا چھوڑ دو کہ لوگون کو گمان بھی نہ ہو اور مطلب کی خاصی بھی ہو -

اپنی رسوائی میں کیا چلتی ہے سعی — یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے

حل عاشق کی سعی اپنی رسوائی میں نہیں چل سکتی اگر ہنگامہ آرا ہو تو خود رسوائی ہو جائیگی۔

ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے — میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے

حل میں جسقدر چلتا ہوں اُسیقدر دوری منزل نمایاں ہوتی ہے کیونکہ بیابان میری تیز رفتاری سے آگے بھاگتا ہے

درسِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوشتر — ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے

حل میری طرف معشوق کا تغافل ہی سے دیکھنا بہتر ہے ورنہ اُدھر سے میری طرف نگاہ کی تو رشتۂ مژگان کا رشتہ کھل گیا اس صورت میں سبھی کو دیکھنا پڑے گا اور یہ رشک کے باعث مجھے گوارا نہیں۔

غمِ عشاق نہ ہو سادگی آموزِ بتاں — کس قدر خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے

حل عاشقوں کے مرنے کا غم (ماتم) شاید معشوقوں کو سادگی سکھاتا ہے دیکھو میرے مرنے پر سارا آئینہ خانہ ویران ہو گیا یعنی اب معشوق میرے سوگ میں مبتلا رہتا ہے آئینے میں بناؤ سنگار نہیں کرتا۔

اثرِ آبلہ سے جادۂ صحرائے جنوں — صورتِ رشتۂ گوہر ہے چراغاں مجھ سے

حل میرے چھالوں کے اثر سے صحرائے جنوں کا جادہ (رستہ) رشتۂ گوہر بنا ہے جسکی روشنی سے جنگل میں چراغاں کا عالم ہے جادہ کو رشتہ سے تشبیہ دی ہے (آبلے تو پاؤں میں ہیں پھر جنگل میں کہاں اور پھوٹنے کا ذکر نہیں اور ویسے بھی تو رشتۂ گوہر گوہر نہیں)۔

وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں — صورتِ دود رہا سایہ گریزاں مجھ سے

حل آتش دل کی وحشت کے خوف سے شب تنہائی میں میرا سایہ بھی مجھ سے دور دور بھاگتا رہا۔

بیخودی بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو — پُر ہے سائے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے

حل جسطرح شبستان سایہ (تاریکی) سے بھرا رہتا ہے یعنی بالذات اندھیرا ہوتا ہے اسیطرح میرا شبستان میرے وجود سے معمور تھا اب یا خدا اس بات کی ضرورت ہے کہ بیخودی تمہید فراغت کا بستر ہو یعنی میں پاؤں پھیلا کر فراغ خاطر سے سوؤں۔

بیکسیہائے شبِ ہجر کی وحشت ہے ہے — سایہ خورشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے

حل شب ہجر کی بیکسیوں نے مجھ میں ایسی خوفناک وحشت پیدا کر دی ہے کہ خورشید قیامت کا سایہ خود خورشید محشر میں چھپ گیا ہے مارے خوف کے باہر نہیں نکلتا۔

چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے — صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے

حل عریانی کی حالت میں اگر وحشت چاک کی خواہش کرے (کپڑا تو ہے نہیں جسے چاک کرے) تو زخم

جلوہ کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال   دیدۂ دل کو زیارت گاہِ حیرانی کرے

حل تیرے جلوہ کے محض خیال سے دیدۂ دل پر یہ حیرت چھا جاتی ہے کہ خود حیرانی اسکو اپنی زیارتگاہ بنا لیتی ہے۔ زیارت گاہ کے معنی کسی متبرک مقام یا کسی مقدس شخص سے ملنا ہے یعنی دیدۂ دل کو حیرت اسقدر مقدس و متبرک سمجھتی ہے۔

ہے شکستن سے بھی دل نومید یارب کب تلک ٭ آبگینہ کوہ پر عرضِ گرانجانی کرے

حل کمبخت دل ٹوٹتا بھی تو نہیں یہ تو ٹوٹنے سے بھی نا امید ہے دل آئینہ ہو اور شکستن ایک کوہ ہے آبگینہ پہاڑ پر بھاری ہو رہا ہے وہ بار بار اپنی گرانجانی پیش کرتا ہے مگر پہاڑ کو اتنا رحم نہیں آتا کہ توڑ ڈالے۔

میکدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست   موئے شیشہ دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے

حل اگر معشوق کی چشم مست سے میخانہ ٹوٹ جائے تو موئے شیشہ اسقدر نیرنگ ہو جائیگا کہ بال لکھنوط یا لکیریں چشم ساغر کی پلکیں بن جائیں۔ لیکن میکدے میں تو ساغر بھی داخل ہے۔ دیدۂ ساغر شکست سے کیوں محفوظ رہے)۔

بطوفانگاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی   شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر تارِ بستر ہے

حل شام ہجر میں جوش اضطراب کا وہ طوفان ہے کہ میرے بستر کا تار تار شعاع ہے۔ وہ جوش اضطراب آفتاب صبح محشر ہے جس سے یہ شعاع نکلی ہے اور دور جو شعلو ہے۔

ابھی آتی ہے بو بالش سے اس کی زلفِ مشکیں کی ٭ ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے

حل ابھی تو ہمارے بالش سے معشوق کی زلف مشکیں کی خوشبو آرہی ہے اور ہم اس خوشبو سے مست اور مدہوش ہیں پس زلیخا نے جو خواب دیکھا تھا اسکو ہم اپنی دید کے لئے عار بستر سمجھتے ہیں یعنی ہم زلیخا کی طرح بستر پر یوسف کو خواب میں دیکھنا نہیں چاہتے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے معشوق کے مقابل میں یوسف سے مستغنی ہیں۔ بہت نازک ترکیب ہے۔

خطر ہے رشتۂ الفت رگِ گردن نہ ہو جاوے   غرورِ دوستی آفت ہے تو دشمن نہ ہو جاوے

حل مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میرا رشتۂ الفت تیری رگ گردن (باعث غرور) نہ بن جائے۔ کیونکہ دوستی کا غرور ایک آفت ہے اور غرور ہی دشمنی کی جڑ ہے۔ پس تو میرا دشمن نہ ہو جائے غرور کے رشتہ کا رگ گردن ہو جانا ہے۔ (بہت خوب ہے)

سمجھ اس فصل میں کوتاہیِ نشو و نما غالب   اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے

حل فصل بہار کے نشوونما کا تو یہ کام ہے کہ سرو کو بھی پھول لگیں ور پھول ہی اُسکے قسمت کا ہی نہیں۔ اگر اس میں یہ بات حاصل نہ ہوئی تو سمجھ لینا چاہئے کہ بہار کے نشوونما میں کمی ہے

کیوں بوتے ہیں باغبان تونبے　　　گر باغ گدائے مے نہیں ہے

حل باغ بھی شراب کا بھکاری ہے ورنہ کیا وجہ ہو کہ باغبان تونبے بوتے ہیں جن میں بعدہ شراب کا شیرہ سڑایا جاتا ہے اور شراب بھری جاتی ہے۔

ہر چند ہر ایک شے میں تو ہے　　　پر تجھ سی تو کوئی شے نہیں ہے

حل تعجب ہے کہ تجھ جیسی ایک شئے بھی نہیں اگر تو ہر شئے میں ہوتا تو سب اشیا تجھی جیسی ہونی چاہئیں مگر موجود نہیں بلکہ واجب الوجود ہی ہیں۔ (مذہب وحدۃ الوجود پر رد)

مت کھائیو ہاں فریب ہستی　　　ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے

حل خبردار ہستی کے فریب میں نہ آنا ہر چند لوگ کہیں کہ ہے یہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے مٹنے کا اعتبار ہے نہ ہونے کا۔

شادی سے گزر کہ غم نہ ہووے　　　اُردی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے

حل بس خوشی کے بعد غم ہو اس سے درگزر۔ کیونکہ اگر اُردی بہشت (بہار کا مہینہ) ہو تو دے (خزاں) کا مہینہ بھی ہوگا۔

کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد　　　مے ہے یہ مگس کی قے نہیں ہے

حل زاہد کی ردّ قدح شراب کے مقابلہ میں مکھیوں کی بھنبھناہٹ سو کم نہیں بس کیا قول اتفاقیہ ہو

کرتی ہے بادہ ترے لب سے کسب رنگ فروغ　　　خط پیالہ سراسر نگاہ گلچیں ہے۔

حل شراب تیرے لعل لب سے اپنے فروغ کا رنگ حاصل کرتی ہے اور خط ساغر نگاہ گلچیں بنا ہوا ہے کہ تیرے لب کے عکس سے پھول چنے۔

بن گیا تیغ نگاہ یار کا سنگ فسان　　　مرحبا میں۔ کیا مبارک ہے گرانجانی مجھے

حل میری سخت جانی کیسی بہت مبارک ہوئی کیونکہ میں تیغ نگاہ یار کا سنگ فسان بن گیا ہوں سب مجھے مرحبا کہیں۔

کیوں نہ ہو بے التفاتی اُسکی خاطر جمع ہے　　　جانتا ہے محو پرسشہائے پنہانی مجھے

حل اگرچہ میں بظاہر کچھ نہیں کہتا مگر پنہانی پرسشوں میں محو ہوں لیکن اُسکو بھی بے اعتنائی میں حقیقت بے پروا ہو تو بجا ہے التفات خود مقصود ہے پس اُسمیں یا مقصد ی لانا۔

(بے تعلق) اردو زبان کا جعل ہے)

میرے غمخانہ کی قسمت جب رقم ہونے لگی + لکھ دیا منجملۂ اسباب ویرانی مجھے

حل جب زمین میں میرے غمخانہ کی قسمت رقم ہوئی تو لکھ دیا کہ اسکی ویرانی کے اسباب میں سے ایک سبب میں بھی ہوں یعنی میرے گھر کی ویرانی میرے وجود سے ہے۔

وعدہ آنیکا وفا کیجے یہ کیا انداز ہے تمنے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے

حل حضرت تمنے آپکا وعدہ کیا ہے تو میں تنہا کہیں جا نہیں سکتا۔ اس صورت میں گویا تمنے مجھے اپنے گھر کی دربانی سونپ دی ہے بھلا یہ بھی کوئی انداز ہے۔ وعدہ حسب وعدہ وفا کیجیے۔

یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ یارب مجھے سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرلب مجھے

حل مجھے شادی میں بھی یارب نالہ کا ہنگامہ یاد ہے اب میرے سامنے سبحہ ہاتھ میں لیکر زاہد کا یارب یارب رٹنا ہنسی کی بات ہے گویا سبحۂ زاہد بھی بہت خندۂ زیرلب ہے کیونکہ میں تو سب کو بھولا نہیں گویا ہر عیش میں مصروف ہوں۔

یارب اس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے رشک آسائش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے

حل یارب میں اپنی آشفتگی کی داد کس سے چاہوں کیونکہ زندانیوں کے آرام پر مجھے رشک آتا ہے مجھ سا آشفتہ سر قید ہوکر زندان میں جائے تو قیدیوں پر نیند اور آرام حرام ہو۔

ہے کشاد خاطر وابستہ در رہن سخن تھا طلسم قفل ابجد خانۂ مکتب مجھے

حل میرے دل بستہ کی کشائش سخن کی قید میں ہے یعنی میں سخن میں خوش ہوں کہ کسی سے بولوں کیونکہ بچپن میں مکتب خانہ قفل ابجد کا طلسم تھا جو کھل نہیں سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ بچپن ہی سے خاموشی کی تعلیم پائی ہے۔

طبع ہے مشتاق لذتہائے حسرت کیا کروں آرزو سے ہے شکست آرزو مطلب مجھے

حل میری طبیعت کو حسرت کی لذتوں کا چسکا پڑگیا ہے۔ پس آرزو سے میرا مطلب شکست آرزو ہے یعنی آرزو کا پورا نہ ہونا ہی آرزو ہے۔

دل لگاکر آپ بھی غالب مجھی سے ہوگئے عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے

حل اس شعر میں آپ۔ اور غالب۔ اور میرزا صاحب تینوں ایک ہیں محض لفظی اختلاف ہے اگر صاحب تو ساقی کے معنی میں بکسر دال ہے تو بھی غلط ہوگیا غالب سے ایسا سقم بعید ہے۔ غالباً زبان اردو کے غلط عوام نے غریب کو مجبور کیا۔

نشۂ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب　　شیشۂ مے سروِ سبزِ جوئبارِ نغمہ ہے

حل: یہ عیش و طرب کی حالت کا سماں ظاہر کرتا ہے یعنی نشے شاداب رنگ میں اور ساز بھی مست طرب ہیں اور شیشۂ مے جو بہار نغمہ کا ایک سرو سبز ہے۔ گویا بہار آ رہی ہے۔

عرضِ نازِ شوخیِ دنداں برائے خندہ ہے　　دعویٔ جمعیتِ احباب جائے خندہ ہے

حل: دانت جو بحیثیت اجتماع ہی اپنا ناز شوخی پیش کرتے ہیں تو صرف ہنسی کے لئے۔ پس دوستوں کا یکجا جمع ہونیکا دعوی بھی ہنسی کے قابل ہے کیونکہ دانت جس طرح بوڑھاپے میں ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں یاران جلسے کا بھی یہی حال ہے۔

ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل　　یک جہاں زانو تامل در قفائے خندہ ہے

حل: غنچہ عدم میں انجام گل کی عبرت میں محو ہے یعنی غنچہ جبتک پھول نہیں ہوا تو وہ گل کے انجام سے عبرت حاصل کرتا ہے کہ کھلتے ہی معدوم ہو جائیگا۔ پس یکجہان زانو بہت تامل خندہ کے عقب میں ہے۔ یعنی ہنسنا بہت بڑا تامل چاہتا ہے۔

کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام　　ورنہ دنداں در دل افشردن بنائے خندہ ہے

حل: افسردگی کی کلفت کے حق میں بیتاب ہونیکا عیش حرام ہے یعنی جب کوئی شے افسردہ ہو تو وہ کیا خاک ہاتھ پاؤں ہلا سکتی ہے۔ دنداں بدل افشردن کے معنے اصطلاح میں مصائب یا تکالیف کا برداشت کرنا ہے یعنی بنائے خندہ یہ ہے کہ دانتوں کو جگر میں دھنسائے تک نہ کھلائے یعنی جس شے کا نام خندہ ہے وہ درحقیقت دنداں بجگر افشردن ہے۔

حسنِ بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے　　آئنہ زانوئے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے

حل: معشوق کا بے پروا حسن ہر دم متاع جلوہ کا خریدار ہے یعنی چاہتا ہے کہ حسن جلوہ افروز ہو۔ آئینہ جس میں دیکھکر حسن کی آرائش کرتا ہے وہ اختراع جلوہ کا زانوئے فکر ہے کیا معنے کہ ہر دم نئے نئے بناؤ سنگار کی دھن لگی رہتی ہے۔

تا کجا اے آگہی رنگِ تماشا باختن　　چشمِ وا گردیدہ آغوشِ وداعِ جلوہ ہے

حل: اے آگاہی و خبرداری فقط بیہوشی ہو کے رنگ تماشا کھیلیگی یعنی جلوۂ معشوق میں کب تک محو رہیگی۔ کھلی ہوئی آنکھ جلوے کو رخصت کرنیکے لئے آغوش وداع ہے رو وداع کے وقت بغلگیر ہو کر رخصت ہی ہوا کرتے ہیں) یہ قاعدہ ہے کہ جب حیرت طاری ہوتی ہے تو آنکھ کھلی رہجاتی ہے۔

جبتک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی　　مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی

حل جبتک کوئی اپنا سینہ زخم کا سامنا نہ بنا لے یعنی تکالیف و محنت عشق کا تحمل نہ کرے تمہارے ساتھ
بات چیت کرنیکی راہ نہیں نکال سکتا۔

عالم غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سربسر　　　کب تک خیالِ طرۂ لیلیٰ کرے کوئی

حل تمام عالم وحشت مجنون کا غبار ہے اسکی تاریکی چھائی ہوئی ہے بھلا کوئی کبتک خیال کرے کہ
اس تاریکی کا باعث طرۂ لیلی ہے (یک بے لگاؤ آزعانی مضمون ہے)۔

افسردگی نہیں طرب انشائے التفات　　　ہاں درد بنکے دل میں مگر جا کرے کوئی

حل دلکی افسردگی صرف التفات سے طرب انشاء (خوشی کی پیدا کرنیوالی) نہیں یعنی صرف التفات سے
افسردگی دور نہیں ہو سکتی۔ ہان درد بنکر کوئی (معشوق) دلمین جگہ کرے تو طرب حاصل ہو۔
مطلب یہ ہے کہ افسردگی خوشی کو محسوس نہیں کرتی بلکہ درد اور تکلیف کو محسوس کرتی ہے۔

لختِ جگر سے ہے رگِ ہر خار شاخِ گل　　　تا چند باغبانیِ صحرا کرے کوئی

حل لخت جگر سے مراد خون لخت جگر ہے یعنی خون رو رو کے رگ ہر خار شاخ گل بنی ہوئی ہے کب تک
کوئی صحرا کی باغبانی کرے یعنی خون روئے۔ اور ہر خار کو شاخ گل (مثمر و شاداب) بنائے۔

ناکامیِ نگاہ ہے برقِ نظارہ سوز　　　تو وہ نہیں کہ تجھکو تماشا کرے کوئی

حل تیرے جلوہ کی چمک سے نگاہ کا ناکام ہونا ہی برق نظارہ سوز ہے پس تو وہ شے نہیں جسکو
کوئی تماشا بنائے یعنی آنکھیں تیرے جلوہ کی تاب نہیں لا سکتیں۔

ہر سنگ و خشت ہے صدفِ گوہرِ شکست　　　نقصاں نہیں جنوں سے جو سودا کرے کوئی

حل ہر سنگ اور خشت صدف ہے اور اسکے لگنے سے جو سر اور دماغ یا خود سر پھوٹنے لگے (ٹوٹتا ہے) تو وہ گوہر شکست
کا صدف ہے۔ پس جنون سے سودا (معاملہ) کرنے میں کیا نقصان ہے یہ سینے عشق اور جنون کا
انجام اچھا ہے۔

سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عمر　　　فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی

حل تیرا وعدہ صبر آزما تھا۔ عمر اسی میں تمام ہو گئی تیری تمنا کرنیکی بھی فرصت نہ ملی۔

ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد یاس خیز　　　یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی

حل طبیعت ایجاد کی وحشت یاس خیز ہے یعنی یاس سے یاس خود بخود پیدا ہوتی ہے یہ درد ایسا نہیں
جسکو کوئی موجد پیدا نہ کرے مطلب یہ ہے کہ دنیا میں یاس ہی یاس ہے اور سب اسکے موجد [illegible]۔

باغ پا کر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے　　　سایۂ شاخِ گل افعی نظر آتا ہے مجھے

حل باغ مجھے خفقانی معلوم ہو کے ایسا ڈراتا ہے کہ شاخ گل کا سایہ سانپ معلوم ہوتا ہے مطلب
آشنا ہو کر خفقان کی حالت میں میرا دل باغ میں نہیں لگتا

جوہر تیغ بسر چشمۂ دیگر معلوم　　ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے

حل جوہر تیغ دوسرے چشمے میں نہیں ہوتا وہ تو تیغ ہی میں ہوتا ہے میں تو وہ سبزہ ہوں جو زہر کی
پانی میں اُگتا ہے جبکہ زہراب میری پرورش کرتا ہے یعنی میں سخت جان ہوں کسی طرح ہلاک نہیں
ہو سکتا تو بیچارہ جوہر تیغ مجھے کیا قتل کرسکیگا۔

مدعا محو تماشائے شکست دل ہے　　آئنہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے

حل میرا مدعا شکست دل کے تماشا میں محو ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مجھے آئینے کے گھر میں لیے
جاتا ہے۔ جو از بس نازک اور بے ثبات ہے وہ تو ہر طرح ٹوٹیگا یعنی شکست مدعا آنکھوں کو سامنے نظر آتا ہے

نالہ سرمایۂ یک عالم و عالم کف خاک　　آسمان بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے

حل نالہ ہی ایک عالم کا سرمایہ ہے اور یہ عالم یعنی دنیا ایک مشت خاک ہے اور آسمان بیضۂ قمری
ہے اور قمری قدرت و فطرت ہی ہے جو خاک پر اس انڈے کو سے رہی ہے اور قمری چونکہ
نالہ کرتی ہے تو اُسکا بچہ بھی نالہ ہی کریگا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نالہ کے سوا کچھ نہیں اور آسمان
نالے کا صورت ہے یعنی تکلیف دیتا اور نالے کراتا ہے۔

کو وے ہوں بار خاطر گر صدا ہو جائیے　　بے تکلف اے شرار جستہ کیا ہو جائیے

حل اگر ہم صدا ہوں تو پیارے کے بار خاطر ہو جائیں گے۔ پس اے شرار جستہ اب ہم بے تکلف رجعت چشم
کیا ہو جائیں یعنی بلکہ معدوم ہو جائیں۔

بیضہ آسا ننگ بال و پر ہے یہ کنج قفس　　از سر نو زندگی ہو گر رہا ہو جائیے

حل کنج قفس انڈے کی طرح بال و پر پر تنگ ہو رہا ہے پس از سر نو زندگی پاکر اس قفس زندگی
سے رہائی پائیں اور اذیت سے نکلیں۔

مستی بذوق غفلت ساقی ہلاک ہے　　موج شراب یک مژۂ خواب ناک ہے

حل ساقی کی غفلت کے ذوق میں مستی جس شے سے عبارت ہے وہ ہلاک ہے یعنے چونکہ ساقی غافل ہے
اسلئے مستی ہلاک ہو رہی ہے اور موج شراب ایک مژۂ خوابناک ہے کچھ نہیں یعنی ساقی کی غفلت
نے موج شراب کا کیف بھی کم کر دیا ہے۔

لب عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی　　قیامت کشتۂ لعل بتاں کا خواب سنگیں ہے

حل معشوقوں کے لعل لب کے کشتوں کے حق میں قیامت کی خواب گران ہے دربے عیسی گیو...
مُنبائی کر رہا ہے تاکہ وہ آرام سے نیند بھر کر سوئیں یعنی لعل لب کے کشتوں کو لب عیسی بھی احیا نہیں
زندہ نہیں کر سکتا حالانکہ لب عیسی نے زندہ کر دیا ہو الا ہو اور قیامت کو بھی مُردے زندہ ہو کر قبروں سے اٹھینگے

آمدِ سیلابِ طوفانِ صداۓ آب ہے　　نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے انگلی جادہ سے

حل معلوم نہیں نقش پا سے کسکا نقش پا مراد ہے معشوق کا یا ہر شخص کا - بہر حال مطلب یہ ہے
کہ طوفان صدائے آب کے سیلاب کی آمد ہے جو نقش پا جادہ (رستہ) سے کانوں میں انگلی دئے ہوئے ہے
جادہ کو درازی کے اعتبار سے انگلی قرار دیا ہے یعنی نقش پا خوف زدہ ہے اور سیلاب کی آواز سننا
نہیں چاہتا کیونکہ سیلاب اور طوفان کے آتے ہی مٹ جائیگا -

بزمِ مے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا　　شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے

حل بزم مے کسکی چشم مست سے وحشت کدہ بنا ہوا ہے کہ موج بادہ نبض پری بنکر شیشے میں پنہاں ہے
موج بادہ نبض پری کا بدل یا مُبتین ہے یہ معنی نہیں کہ موج بادہ سے چھپکر نبض پری شیشے میں
پنہاں ہے بلکہ موج بادہ ہی خود نبض پری ہے - پری میں وحشت ہوتی ہے پس اُسکی نبض میں
جست کے اعتبار سے اور بھی وحشت ہوگی یعنی وحشت چشم کے اثر سے شیشے میں موج بادہ بھی اُچھل رہی ہے

ہجومِ نالہ حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے　　خموشی ریشۂ صد نیستاں سے خس بدنداں ہے

حل ہجوم نالہ کی تو یہ کیفیت ہے کہ وہ ایک افغان کے نکالنے کی حسرت کا عاجز ہے یعنی اسکو ایک ہی
افغان کو پیش کرنیکی حسرت نے عاجز کر رکھا ہے حسرت عاجز عرض یک افغان ، نالہ کی صفت
مرکب ہے اور نالہ صبر ہے مگر خموشی نیستان کا ریشہ بنکر خس بدندان (عاجز) ہے - نیستان سے
سے کاٹ کر بانسلی بناتے اور بجاتے ہیں مگر خموشی خود نیستان کے ریشے سے خس بدندان ہے
یعنی سخت کشمکش ہے کہ ادھر نالہ فریاد کرنا چاہتا ہے - ادھر خموشی اظہار عجز کرتی ہے کہ میں

تیرے نالوں سے عاجز ہوں -

غمِ آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو　　چراغِ روشن اپنا قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے

حل عاشق کو غم آغوش بلا میں پالتا ہے پس ہمارا چراغ روشن دریائے صرصر کا مرجان ہے مرجان
دریا میں ہوتا ہے اور دریا ہی میں نشو پاتا ہے - صرصر کا کام بجھا دینا ہے پس ہمارا چراغ بھی
ہمیشہ بجھا ہی رہے گا

خموشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے　　نگاہ دل سے تری سرمہ سا نکلتی ہے

حل عاشق کا غبار شوق ذرہ ذرہ ہوکر اوڑ رہا ہے اسلئے کہ غبار کے سمانیکو جگہ نہیں ملتی اگر غبار کا یہی عالم ہے تو صحرا کو شکار دیجو سمجھو یعنی غبار تمام صحرا کو ڈھانپ لیگا۔

چھڑکے ہے شبنم آئینۂ برگ گل پر آب　　اے عندلیب وقت وداع بہار ہے

لغت آب بہ آئینہ چھڑکنا۔ فارسی میں یہ رسم ہے کہ جب کوئی شخص سفر کو جاتا ہے تو آئینے پر پانی چھڑکتے ہیں یہ اس امر کا شگون ہے کہ مع الخیر واپس آئے۔

حل شبنم جو آئینۂ برگ گل پر پانی چھڑک رہی ہے تو اے بلبل تو خوب سمجھ لے کہ بہار کو رخصت ہونے کا وقت آگیا۔

اے عندلیب یک کف خس بہر آشیاں　　طوفان آمد آمد فصل بہار ہے

حل اے بلبل تیرے پاس تو آشیانے کے مٹھی بھر تنکے ہیں فصل بہار کے طوفان میں کیونکر ٹھہر سکینگے۔

دل مت گنوا خبر نہ سہی سیر ہی سہی　　اے بے دماغ آئینہ تمثال دار ہے

حل معشوق کیطرف خطاب ہے کہ تو آئینہ دیکھکر اپنا دل کیوں گنواتا ہے یعنی اس آئینہ میں تیری تصویر لگی ہوئی ہے تو آپ اپنا عاشق ہو جائیگا اگرچہ تجھکو اس معاملہ کی خبر نہیں اور تو اسکو محض سے تو محو ہوا اور سیر ہی کی نظر سے آئینہ دیکھنا چاہتا ہو۔

آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے　　ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

حل معشوق یہ تقاضا کرتا ہے کہ تجھ جیسا کوئی لاکر دکھاؤ میں اسکے جواب میں آئینہ پیش کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تجھ جیسا تو آئینہ میں ہے اسکے سوا دوسرا کہاں سے لاؤں لوگ کہتے ہیں یہ عجیب تماشا ہے معشوق تو اپنی نظیر مانگتا ہے اور غالب اسکو بجائے آئینہ دکھاتا ہے۔

حسرت نے لا رکھا تری بزم خیال میں　　گلدستۂ نگاہ سویدا کہیں جسے

حل تیرا خیال ایک بزم ہے جسمیں حسرت نظارہ نے نگاہ سویدا کا گلدستہ لاکر رکھدیا ہے۔ سویدا دل کا نقطہ سیاہ۔ یعنی تیرے حسن کے خیال سے نگاہ سویدا ایک گلدستہ بنی ہوئی ہے (محفلوں میں اکثر گلدستے رکھتے ہیں)

درکار ہے شگفتن گلہای عیش کو　　صبح بہار پنبۂ مینا کہیں جسے

لغت پنبۂ مینا سے وہ روئی مراد ہے جو شیشے کے منہ پر بطور ڈاٹ یا کاک کے لگی رہتی ہے۔

حل رندوں کے گلہائے عیش کے کھلنے کو پنبۂ مینا گویا صبح بہار ہے یعنی جبتک شیشہ کا

سنگ نکھلے۔ رندوں کے عیش کے نشے نہیں کھلتے صبح بھی سفید ہوتی ہے اور ڈاڑھی بھی سفید

شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے داغِ دلِ بے درد نظرگاہِ حیا ہے

حل۔ گلِ لالہ (داغ) لالہ پر جو شبنم ہے وہ ادا سے خالی نہیں دلِ بے درد کا داغ اسکی حیا کا نظرگاہ ہے یعنی لالہ کے داغ کو شبنم حیا کی نظر سے دیکھ رہی ہے کہیں تو تھوڑی سی دیر تک مٹ جاتی ہوں اور دل کا داغ نہیں مٹتا یہ بات ازحد قابلِ شرم ہے۔

دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار آئینہ بدستِ بتِ بدمستِ حنا ہے

حل۔ دل کشمکشِ حسرتِ دیدار سے بتِ بدمستِ حنا کے ہاتھ میں آئینہ بنا ہوا ہے یعنی اُسکے تغافل کو کھول رہا ہے کہ وہ تو حنا لگانے کے شوق میں بدمست ہے اور یہاں حسرتِ دید میں دل کا کسقدر خون ہو رہا ہے۔ بدمست حنا بت کی صفت ہے۔

شعلے سے نہ ہوتی ہوسِ شعلہ نے جو کی جی کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے

حل۔ (جو کی) یعنی جو بات کی یا جو کام کیا مطلب یہ ہے کہ وہ بات شعلے سے بھی نہ ہو سکتی جو دل کے شعلہ ہو جانے کی ہوس نے میرے ساتھ کی لیکن میرا جی دل کی افسردگی پہ جلکر کہ یہ کیوں جل نہیں جاتا ہے۔

تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بصد ذوق آئینہ بہ اندازِ گل آغوش کشا ہے

حل۔ آئینے کے چوکھٹے میں تمثال (تصویر) لگائی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تیری تصویر میں بھی شوخی ہے کہ آئینہ اُسکے لئے پھول کی طرح آغوش کھولے ہوئے ہے پس تجھ میں کسقدر شوخی ہوگی

قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ اے نالہ نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے

حل۔ قمری جلکر راکھ کی مٹھی بنگئی و بلبل کا رنگ قفسی یعنی سیاہی مائل ہے اے نالہ اُنکے سوختہ جگر کا بھی کوئی نشان ہے۔ قمری کا رنگ خاکستری اور بلبل کا سیاہ وہ بھی پنجرے کی ہمشکل ہو گئے۔ اور وہ تو نالہ کرتی ہیں اور نالہ ہی نے انکو جلا دیا (قفسِ رنگ) بالاضافت غلط طبع ہوا بلکہ (قفسی رنگ) ہے۔

خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے

حل۔ تیری خو میں اسقدر شوخی اور شرارت ہے کہ اُسکے سامنے وحشتِ دل افسردہ ہو گئے معشوقی اور وحشت کی بے حوصلگی دو تو بڑے عجیب بلائیں ہیں۔

مجبوری و دعوائے گرفتاریِ الفت دستِ تہِ سنگ آمدہ پیمانِ وفا ہے

حل محبوبی کی جو زلفیں ہیں گرفتار ہونیکا دعوی بھی کرتے ہیں بیچون و چنا گویا ایک
دامنہ بچہ چشم کے تیر و ابرو است ہے یعنی جبک مدکرو تباہی کرتی پڑتی ہے۔

معلوم ہوا حال شہیدان گزشتہ ۔ تیغ ستم آئینۂ تصویر نما ہے

حل شہیدان گزشتہ پر جو کچھ ظلم کیا گیا وہ معشوق کی تیغ ستم سے جو دنیا کے گھر میں ہیں ہے
معلوم ہو گیا گویا تیغ ستم ایک تصویر نما آئینہ ہے یعنی جو ظلم اس زمانے کے لوگون پر ہو
وہی گزشتہ شہیدون پر ہوا ہوگا۔

منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی ۔ قسمت کھلی ترے قد و رخ سے ظہور کی

حل تجلی بھی اپنے لئے ایک نور کی شکل چاہتی تھی تیرے قد و رخ سے ظہور کی قسمت کھل گئی
یعنی وہ نور اس شکل میں ظاہر ہوا (غالباً یہ شعر نعت میں ہے)

غم کھانے میں بودا دل ناکام بہت ہے ۔ یہ رنج کہ کم ہے مے گلفام بہت ہے

حل میرا دل ناکام غم کھانے میں بہت ہی بودا (کمزور) ہے اسکو اسی غم نے مار رکھا ہے کہ
مے گلفام تھوڑی سی رہ گئی ہے۔ اس کمبخت کو ذرا بھی تحمل اور قناعت نہیں۔

کہتے ہوئے ساقی سے حیا آتی ہے ورنہ ۔ ہے یوں کہ مجھے درد تہ جام بہت ہے

حل ساقی سے کہتے ہوئے ارشا حیا مقطر شراب کی جو بچے ہوئے شرم آتی ہے ورنہ مجھے تو بلاشبہ
بچا کھچا تلچھٹ ہی بہت ہے یہی چیز مین انکو دینے کو کافی ہے۔

نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں ۔ گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے

حل اگر میں قفس سے باہر ہوتا تو کسی کمان کے تیر یا کسی صیاد کا شکار ہوتا اب کنج قفس میں
سب جھگڑوں سے پاک ہو کر آرام سے بیٹھا ہوں یعنی کنج قفس باعث تکلیف نہیں۔

کیا زہد کو مانوں کہ نہ ہو گرچہ ریائی ۔ پاداش عمل کی طمع خام بہت ہے

حل میں زہد (تقویٰ و عبادت) کو کیا مانوں گرچہ وہ ریا (دکھاوے) اور نمود کی غرض سے
نہ ہوتا ہم یہ خرابی کیا کم ہے کہ زاہدوں کو اپنے پاداش عمل کی طمع خام رہتی ہے کہ عبادت
اور ریاضت کے بدلے جنت میں حوریں ملینگی۔ مزے اڑائینگے مطلب یہ ہے کہ لالچ سے
عبادت و ریاضت کرنا زاہدوں ہی کی ہے۔

ہیں اہل خرد کس روش خاص پہ نازاں ۔ پابستگی رسم و رہ عام بہت ہے

حل عقلمند لوگ کاہے پر نازاں ہیں یا ہوں کسی خاص روش پر پابندی کی سب پڑتی لگی ہے

یکساں ہے۔ نا اہل ساری دنیا کا امتحان لیگا مگر میرا امتحان نہ لیگا۔

مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر — کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کیلئے

حل میری بے فائدہ اور عبث کوشش کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی مرغِ اسیر قفس میں اپنے آشیاں کیلئے تنکے جمع کرے حالانکہ آشیانہ آزادی کی حالت میں بنایا جاتا ہے۔ (غزلیں تمام ہوئیں)

حل قصائد

قصیدۂ اول در منقبت جناب امیر علیہ السلام

ساز یک ذرہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار — سایۂ لالۂ بے داغ سویدائے بہار

حل ذرہ بھر آرائش بھی فیضِ چمن سے بیکار نہیں یعنی چمن کا یہ فیض ہے کہ خود آرائش اپنے کام پر متعین ہے۔ لالۂ بے داغ کا سایہ جو زمین پر پڑا ہے وہ بہار کے دل کا سویدا (نقطۂ خال) بن گیا ہے یعنی بہار کو اسے بہ عزیز ہے حالانکہ سایہ میں تاریکی ہوتی ہے اور بہار میں شگفتگی۔ (بہار پر تشبیب ہے)

مستیِ بادِ صبا سے ہے بعرضِ سبزہ — ریزۂ شیشۂ مے جوہرِ تیغِ کہسار

حل بادِ صبا میں یہ مستی ہے کہ سبزہ کے پھیلنے کے وقت تیغِ کہسار کے جوہر شیشۂ مے کے ریزے بن گئے ہیں یعنی وہ چاہتے ہیں کہ ہم شیشہ بن جائیں اور ہم میں شراب بھرے پہاڑ کو باعتبار خمیدہ ہونے کے تیغ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ تیغ کے جوہر سخت ہوتے ہیں اور شیشے کے ریزے نازک۔ مگر بادِ صبا کی مستی اور سبزے کے چاروں طرف پھیلنے نے یہ اعجاز دکھایا ہے کہ تیغِ کوہ کے جوہر شیشے کے ریزے بن گئے۔ کیونکہ بہار کے ایام میں بادہ کشی کی جانب بالطبع رغبت ہوتی ہے۔

سبز ہے جامِ زمرد کی طرح داغِ پلنگ — تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روئے شرار

حل چیتے کے داغ سیاہ ہوتے ہیں مگر بہار کی سرسبزی سے وہ سبز جامِ زمرد بن گئے ہیں شرار میں ریشگی و تازگی نہیں ہوتی مگر وہ نارنج کے ریشہ کی طرح لبستہ اور تر و تازہ ہو گیا ہے۔

مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت — کہ اس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار

حل ابر میں وہ مستی ہے کہ اس کے اثر سے حسرت گلچینِ طرب ہو رہی ہے اور کہتی ہے کہ میری آغوش میں دو تو عالم دین و دنیا کا فشار ہو جانا ممکن ہے۔ (آغوشِ حسرت کی وسعت قابلِ دید ہے)

کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل — راہِ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار

حل کوہ و صحرا میں ایسے پھول کھلے ہیں کہ وہ ہمہ تن شوق بلبل کی مصوری جگہ ہیں یعنی
بلبل کا شوق پورا ہوگیا ہے اور دوسرے مصرع میں خوابیدہ راہ کی صفت ہے یعنی جو کہ راہیں
سوئی ہوئی تھیں یعنی جن میں انسانوں کی آمد و رفت نہ تھی وہ خندۂ گل سے بیدار ہوگئیں یعنی
پھول پھلواری کھلگئی اور لوگ گلگشت کیلئے آنے جانے لگے مگر راہ کا خفتہ اور بیدار ہونا
کسی شاعر کے کلام میں ہماری نظر سے نہیں گزرا پھر مصرع اولی سے ربط بھی کچھ یوں ہی سا ہے۔

سونپے ہے فیض ہوا صورت مژگان یتیم سرنوشت دو جہان ابر بیک سطر غبار

حل ہوا کا فیض مژگان یتیم کی طرح جو اشکبار رہتی ہے۔ ابر دو جہان کی سرنوشت ایک سطر
غبار میں سونپتی ہے۔ دو جہان ابر (کثیر ابر) یعنے تھوڑے سے غبار میں بھی اسقدر ابر
موجود ہے۔ پھر غبار کو سطر اور ابر دو جہان کو سرنوشت قرار دینا بہت لطیف اور برمحل
استعارہ ہے۔

کاٹ کر پھینکئے ناخن تو باندازِ ہلال قوت نامیہ اسکو بھی نچھوڑے بیکار

حل قوت نامیہ کا یہ کرشمہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا ناخن کاٹکر پھینک دے تو وہ بھی بیکار نہ ہو اور ہلال کی طرح بڑھ کر

کف ہر خاک بگردون شدہ قمری پرواز دام ہر کاغذ آتش زدہ طاؤس شکار

حل بگردون شدہ خاک کی صفت ہے جیسے مصرع ثانیہ میں (آتش زدہ) کاغذ کی صفت ہے
یعنے مشت خاک جو آسمان پر چڑھ گئی ہے قمری کی طرح پرواز کر رہی ہے۔ موسم بہار میں قمریوں
کیلئے بھی بہار ہوتا ہے اور ہر کاغذ آتش زدہ کا دام طاؤس کو شکار کر رہا ہے یعنی کاغذ کو آگ
لگاتے ہیں تو وہ طاؤس بنکر رقص کرنے لگیگا موسم بہار میں طاؤسوں کی بھی کثرت ہوتی ہے۔

میکدے میں ہو گر آرزوئے گلچینی بھول جا یک قدح بادہ بطاق گلزار

حل اگر تجھے میکدے میں گلچینی کی آرزو ہو تو شراب کا ایک جام طاق گلزار میں رکھکر بھول جا شراب
کسی کی یاد میں چھائی ہے مگر یہاں گلزار کے بھلانے میں پی ہو کہ غیر اختیاری ہو گلزار میں رکھ
دیگا لہذا گلچینی کا لطف آئیگا۔ مطلب یہ ہے کہ جب گلزار کے بھلا دینے میں گلچینی کا یہ رنگ ہو تو
اسکی یاد میں شراب پینے میں کیا رنگ ہوگا۔

موج گل ڈھونڈ بخلوتکدۂ غنچۂ باغ گم کرے گوشۂ میخانہ میں گر تو دستار

حل اگر تو شراب پیکر گوشۂ میخانہ میں ایسا بدمست ہو جائے کہ پگڑی بھی سر سے اتر جائے تو خلوتکدۂ
غنچۂ باغ (اضافت بیانی یعنے خود باغ) میں موج گل کی تلاش کر۔ سرپر اکثر پھول لگاتے ہیں

یعنے پگڑی اُتر گئی تو کیا ہوا تو اُسکی جگہ سر پر پھول لگا۔ میخانہ میں رسوائی ہے خلوتکدہ یعنی رسوائی سے امن ہے۔ موج گل سے مراد گل کا موج در موج (کثرت سے) پیدا ہونا ہے۔

کھینچے گر مانی اندیشہ چمن کی تصویر   سبز مثل خط نوخیز ہو خط پرکار

حل بہار کا یہ نمود اور سرسبزی ہے کہ اگر مصور فکر چمن کی تصویر کھینچے تو نوخیز معشوق کے خط کی طرح پرکار کا خط (لکیریں اور دائرہ وغیرہ) سبز ہو جائے۔

لعل سے کی ہے پئے زمزمۂ مدحت شاہ   طوطی سبزۂ کہسار نے پیدا منقار

حل سبزۂ کہسار جناب امیر علیہ السلام کی مدح میں طوطی کی طرح زمزمہ سنج ہے اور اُس نے اپنی منقار لعل سے مستعار لی ہے اگر لعل جانور مراد لیا جائے تب بھی صحیح ہے کیونکہ لعل کی چونچ سرخ ہوتی ہے اور اگر لعل معدن مراد لیا جائے تب بھی درست ہے مگر طوطی کی چونچ سرخ نہیں ہوتی سبزہ کو سرخی سے نسبت

وہ شہنشاہ کہ جسکی پئے تعمیر سرا   چشم جبریل ہوئی قالب خشت دیوار

حل ایسا بادشاہ جسکے گھر کی تعمیر کیلئے چشم جبریل قالب بنگئی ہے کہ اُسمیں اینٹیں ڈھلیں اور دیوار میں لگیں۔ حلقۂ چشم کی تشبیہ قالب خشت سے بہت موزوں ہے یعنی جبریل نے اپنی آنکھوں سے جناب امیر کے محل سرے کیلئے اینٹیں بنائی ہیں۔

فلک العرش ہجوم خم دوش مزدور   رشتۂ فیض ازل ساز طناب دیوار

حل فلک العرش جس شے کا نام ہے وہ تعمیر روضہ کے مزدوروں کا ہجوم خم پشت ہے یعنے مزدوروں کی پشتیں فراہم ہو کر فلک العرش بنگیا ہے (اس سے روضہ کی بلندی سمجھ لیجئے) اور فیض ازل کا رشتہ معماروں کی طنابوں کا سامان ہے۔ یعنی وہ رسیاں جن سے تعمیر کیلئے پاڑ باندھی جاتی ہے۔ فیض ازل کے دھاگوں سے بنی ہیں۔

سبزۂ نہ چمن و یک خط پشت لب بام   رفعت ہمت صد عارف و یک اوج حصار

حل نہ چمن (نہ فلک) کا سبزہ ایک طرف اور تعمیر کے لب بام کا خط پشت ایک طرف سو عارفوں کی رفعت ہمت ایک طرف اور حصار روضہ کی بلندی ایک طرف۔

واں کی خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرکاہ   وہ رہے مروحۂ بال پری سے بیزار

حل جس شخص کو حضرت کے صحن سے ایک پرکاہ مل جائے وہ اُس پنکھے سے بیزار رہیگا جو پری کے بازوؤں سے بنایا جائے۔ یعنی اسکو پرکاہ ہی میں سامان راحت حاصل ہوگا۔ (مروحہ معنے سا تقرب ہے۔)

خاک صحرائے نجف جوہر سیر عرفا　　　چشم نقش قدم آئینۂ بخت بیدار

لغت نجف بالفتح تراشنا اور فراخ ہونا اور بفتحتین جائے بلند کہ پانی وہاں تک نہ پہنچے اور ایک مقام کا نام جہاں حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کا مزار ہے۔

حل صحرائے نجف کی خاک عارفون کی سیر کا جوہر ہے یعنی اس خاک ہی سے وہ خدا کو پہچانتے ہین۔ اسیر صوفیہ کے نزدیک ایک مراقبہ ہے اور اس خاک پر جو نقش قدم ہے وہ بخت بیدار کا آئینہ ہے یعنی اسمین بخت بیدار کی صورت نظر آتی ہے۔

ذرہ اس گرد کا خورشید کو آئینۂ ناز　　　گرد اس دشت کی امید کو احرام بہار

حل خورشید پر اگر اسکی گرد پڑ جائے تو گرد کا ہر ذرہ اسکے لئے آئینہ ناز ہوجائے یعنی آفتاب اسپر فخر کرے اور اسکے دشت کی گرد امید کیلئے بہار کا کعبہ ہو۔ حالانکہ دشت اور گرد مین پھول پھلواری کہان مگر یہ کرامت نجف ہے۔

مطلع

فیض سے تیرے ہو اے شمع شبستان بہار　　　دل پروانہ چراغان پر بلبل گلزار

حل یہ تیرے ہی فیض کا باعث ہے کہ پروانہ کا دل چراغان بنا ہوا ہے یعنی اسکو شمع اور چراغ کی حاجت نہیں اور یہ تیرے ہی فیض کا پرتو ہے کہ بلبل کا پر گلزار بنا ہوا ہے اسکو گل کی ضرورت نہیں۔

شکل طاؤس کرے آئینہ خانہ پرواز　　　ذوق مین جلوے کے تیرے بہوائے دیدار

حل تیرے جلوے کے ذوق مین آئینہ کا گھر جو تھا طاؤس کی طرح ہوائے دیدار مین پرواز کر رہا ہے یعنی آئینے کو اسنے چھوڑ دیا ہے اور اب تیرے جلوے کے تجسس مین ہے۔

مردمک سے ہو عزا خانۂ اقبال نگاہ　　　خاک در کی ترے جو چشم نہ ہو آئینہ دار

لغت عزا بالفتح　　صبر کرنا اور صبر پر مستقیم ہونا اور شکایت کرنا یعنی ماتم کرنا۔

حل جو آنکھ تیرے دروازہ کی خاک کی آئینہ دار نہیں یعنی اسمین خاک در نہیں وہ اقبال نگاہ کا ماتم خانہ بنی ہوئی ہے اور پتلی ماتم کر رہی ہے کہ اقبال نگاہ جاتا رہا یعنی اندھی ہے۔

دشمن آل نبی کو بطرب خانۂ دہر　　　عرض خمیازۂ سیلاب ہو طاق دیوار

حل خدا کرے زمانہ کے خوشی خانہ کا طاق دیوار خمیازۂ سیلاب کی طرح پھیلکر دشمن آل نبی کو تباہ اور برباد کردے۔ خمیازہ کسی شے کی طلب کے وقت آتا ہے اور شکل میں طاق کو خمیازہ سے نسبت ہے مطلب یہ ہے کہ خود طاق طرب خانہ اسکی ہلاکت مین خمیازہ کش ہے۔

دیدہ تا دل اسد آئینۂ یک پرتو شوق　　　فیض معنی سے خط ساغر راقم سرشار

حل جہان میں کسی بندش تیغ کا چرچا ہے تو یہ خوف ہے کہیں سر رشتۂ ایجاد عالم منقطع نہ ہو جاوے یعنی سب معدوم ہو جاویں اور آئندہ کوئی پیدا نہ ہو۔

کس سے ممکن ہے تری مدح بغیر از واجب　　شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئین

حل تیری تعریف بجز خدا کے کس سے ممکن ہے شعلۂ شمع کا سر کرنا بجز حضرت شمع کے کسی کو سوجھ نہ سکے

آستان پر ہے ترے جوہر آئینۂ سنگ　　رقم بندگی حضرت جبریل امین

حل تیری چوکھٹ کا پتھر وہ آئینہ ہے کہ حضرت جبریل امین کا نقش بندگی اسکا جوہر ہے یعنی جبریل امین پیشانی رگڑتے ہیں۔

تیرے در کیلئے اسباب نثار آمادہ　　خاکیون کو جو خدا نے دئے جان و دل و دین

حل خاکیون کو جان اور دل اور دین خدا نے اسلئے دئے ہین کہ تیرے اوپر نثار کرین یہ تمام سامان نثار کیلئے تیار ہے۔

تیری مدحت کیلئے ہین دل و جان کام و زبان　　تیری تسلیم کو ہین لوح و قلم دست و جبین

حل دل اور جان تیری تعریف کیلئے کام و زبان ہین یعنی متفق ہو کر تیری تعریف کرتے ہین اور تجھے سلام کرنے کو لوح اور قلم دست و جبین ہین یعنی سلام ہاتھ اور ماتھے ہی سے کیا جاتا ہے۔

غم شبیر سے ہو سینہ یہان تک لبریز　　کہ رہین خون جگر سے مری آنکھین رنگین
طبع کو الفت دلدل مین یہ سرگرمی شوق　　کہ جہان تک چلے اس سے قدم اور مجھ سے جبین

حل دلدل کی محبت مین شوق کو یہ سرگرمی عطا کر کہ وہ جہان تک چلے اسکا قدم ہو اور میری پیشانی ہو یعنی اسکے قدم کیلئے اپنی پیشانی بچھاتا چلا جاؤن۔

دل الفت نسب و سینۂ توحید فضا　　نگہ جلوہ پرست و نفس صدق گزین

حل ایسا دل عطا کر جو الفت سے نسبت رکھتا ہو اور ایسا سینہ عطا کر جسکی فضا توحید ہو اور ایسی نگاہ دی جو جلوہ پرست ہو اور ایسا دم دے جو صدق کو قبول کرے۔

صرف اعدا اثر شعلۂ و دود دوزخ　　وقف احباب گل و سنبل فردوس برین

حل یا الٰہی دوزخ کے شعلون اور دھوئین کا اثر دشمنان علی کے حق مین صرف ہو یعنی انکو جلائے اور فردوس کے گل و سنبل دوستان علی کیلئے وقف ہون یعنی دشمن دوزخ مین جائین اور دوست بہشت مین۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ حل کلیات غالب ختم ہوا۔ باقی قصاید سہل ہین اسکے سبب سے چھوڑ دیے گئے۔

حقوق بحق مصنف حل کلیات غالب - ابو ... محمد حسن شوکت میرٹھی ... ۱۸۹۹ء